معدنُ الاسرار
امامُ الاولیاءً
تذکرۂ
حضرت ابن الرفاعی
مؤلف: طیب قاسم الرشید عمرانی (خلیفۂ رفاعی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

معدنُ الاسرار

امامُ الاولیاءؒ

تذکرۂ

حضرت ابن الرفاعی

مؤلف

طیب قاسم الرشید عمرانی (خلیفۂ رفاعی)

ترتیب وتزئین

حضرت السیّد بدرالدین محبت اسراراللہ الرفاعی

کتاب : معدنُ الاسرار امام الاولیاء تذکرۂ حضرت ابن الرفاعی

حسبِ فرمائش : رفاعیہ ٹرسٹ پاکستان (رجسٹرڈ)

مؤلف : حاجی طیب قاسم الرشید عمرانی (خلیفۂ رفاعی)

ترتیب وتدوین : السید بدرالدّین محبت اسراراللہ الرفاعی مدظلہ العالی

پروف ریڈنگ : السید وزیر علی عرفان اللہ الغالب الرشید الرفاعی مدظلہ العالی

(سجادہ نشین پاکستان سلسلۂ رفاعیہ)

معاون : مظفر احمد عبدالغفار گوڈل (خادم رفاعی)

اشاعت : ۱۴۳۴ھ / ۲۰۱۳ء

ہدیہ : ....

ناشر : رفاعیہ ٹرسٹ پاکستان (رجسٹرڈ)

C-6، بلاک-A، نارتھ ناظم آباد،

کراچی (پاکستان)

e.mail : ar.refaie@gmail.com

عاجزانہ گذارش

حدیث نبوی ﷺ ہے کہ ایسے شخص کے لئے جسے آپ جانتے نہیں، نہ آپ کا کوئی رشتہ ہے نہ دوستی، نہ صاحب سلامت، اسکی غیر حاضری میں اس کے لئے دعائے خیر کریں تو وہ دربارِ خداوندی میں ضرور قبولیت حاصل کرتی ہے۔

آپ سے عاجزانہ گذارش ہے کہ آپ اپنی دعاؤں میں مندرجہ ذیل افراد کی مغفرت کے لئے دعا فرمائیں۔

محترم الحاج سید رضی الدین الرشید المعروف لالہ میاں الرفاعی

محترم سید فخر الدین المعروف چھوٹے ابا الرفاعی

محترم سید جلال الدین المعروف بادشاہ میاں الرفاعی

محترم سید علی المعروف سید وزیر علی عرفان اللہ الغالب الرشید الرفاعی

محترم سید غلام محی الدین المعروف شہزادو بابا الرفاعی

محترم سید احمد کبیر المعروف گڈو بابا الرفاعی

محترمہ فصیح النساء صاحبہ

و دیگر خاندانِ رفاعیہ کے مرحومین

دعاؤں کے طالب

رفاعیہ ٹرسٹ (پاکستان)

آہ ! سجّادہ نشین مسندِ رفاعیہ پاکستان

مسندِ رفاعیہ پاکستان کے سجّادہ نشین السیّد علی المعروف سیّد وزیر علی عرفان اللہ الغالب الرشید الرفاعیؒ ، جب کتاب ہذا "معدنُ الاسرار امامُ الاولیاء حضرت ابنِ الرفاعیؒ " آخری مراحل میں تھی کہ اچانک بروز جمعرات مورخہ ۲۱ مارچ ۲۰۱۳ء کو صبح تقریباً ۱۰ بجے تمام چاہنے والوں کو اشکبار و سوگوار چھوڑ کر اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔

انّا للہِ و انّا الیہِ راجعون○

آپؒ کی ولادت مورخہ ۷ اپریل ۱۹۴۰ء کو بھارت کے شہر بڑودہ میں ہوئی اور ۱۹۴۸ء میں اپنے والدِ محترم کے ساتھ ہجرت فرما کر پاکستان تشریف لائے۔ تمام دینی و دنیاوی تعلیم حاصل کرنے کے بعد تجارت کا پیشہ اختیار کیا اور اللہ کے فضل و کرم سے اپنی پیشہ ورانہ صلاحیتوں کے باعث تاجر برادری میں مقام اور شہرت حاصل پائی۔ اپنے والدِ محترم حضرت السیّد رضی الدین الرشید الرفاعیؒ کے وصال کے بعد ۱۹۹۵ء میں مسندِ رفاعیہ پاکستان پر مسند نشیں ہوئے۔ آپؒ اپنے جدِ امجد سلطان الاولیاء والعارفین حضرت السیّد احمد الکبیر الرفاعیؒ سے بے پناہ عقیدت و محبت رکھتے تھے لہٰذا ۱۹۹۷ء میں اپنے تشنگیِ قلب کی تسکین کی خاطر روضۂ رفاعیؒ پر حاضری کا شرف حاصل کیا' اس سفر میں دیگر خلفاء و مریدین بھی آپؒ کے ہمراہ تھے۔

آپؒ بے شمار خوبیوں کے مالک تھے' نہایت دین دار' صاف گو اور شفیق و خلیق کے علاوہ ایثار و ہمدردی' خود شکنی' نفس کشی' فروتنی' پابندیٔ شریعت اور اتباعِ سنّت آپؒ کی ذات کا خاصہ تھے جس کے باعث تمام مریدین اور عقیدتمند آپؒ کا بے حد احترام اور محبت کرتے اور آج بھی آپ کا نام بڑی محبت اور عقیدت سے لیتے ہیں' علاوہ ازیں اپنے حلقۂ احباب میں بھی بے انتہا مقبول تھے اور آپ کی فہم و فراست کے پیشِ نظر اکثر و بیشتر لوگ دینی و دنیاوی معاملات میں آپؒ سے مشورہ لیا کرتے تھے۔

آخر میں ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپؒ کو غریقِ رحمت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ ترین مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ آمین

بسمِ اللّٰهِ الرَّحمٰنِ الرَّحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

علی ولی اللہ ادرکنا سلطان

یا سید احمد الرفاعی شئیً اللہ

اغثنی باذن اللہ بحق محمد ابن عبداللہ

شاہ من سلطانِ عالم سید احمد کبیر
پادشاہ اولیأ یا حضرت پیران پیر
آرزو امداد دارم بردر فیاض تو
خاطر من جمع کن یا غوث اعظم دستگیر

بحرِ کرم کا فیضان

ارشادِ غوث الرفاعی

میں اس کا شیخ ہوں، جس کا کوئی شیخ نہیں

میں منقطعین (کنارہ کش) لوگوں کی جائے پناہ ہوں

میں ہر اس لنگڑی بکری کا چارہ گاہ ہوں، جو راستہ میں ریوڑ سے جدا ہو کر تنہا رہ گئی ہو

میں مھجوروں کا شیخ ہوں، اور ان لوگوں کا جن کا کوئی شیخ نہیں،

لہٰذا امت محمدیہ ﷺ کے کسی فرد کا شیخ شیطان نہ بنے

تذکرہ غوث الاعظم ترجمہ بھجۃ الاسرار ص ۷۰۲

الاصول الاربع فی طریق غوث رفاعی

شرف انتساب

سیدالاولیاؑ والعارفین الشیخ السید احمد کبیر الحسنی الحسینی الموسوی الرفاعیؒ کے نام جن
کی ولادت کی بشارت دیتے ہوئے عارف جلیل شیخ منصور بطائحیؒ سے خواب میں
سیدالانبیاؑ والمرسلین محمد ﷺ نے فرمایا تھا

"مثل ما انا رائس الانبیاء کذالك هو رائس الاولیاء"

جس طرح میں تمام انبیاؑ کا سردار ہوں اسی طرح یہ فرزند بھی تمام اولیاؑ کا سردار ہوگا

حاجی طیب قاسم الرشید عمرانی (خلیفۂ رفاعی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نعت پاک بحضور آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم

توئی اسرار جانم یا حبیبی
توئی روحِ روانم یا حبیبی
لقائے تو جوابِ ہر سوال
نہانی در عیانم یا حبیبی
توئی مطلوب و مقصودِ دو عالم
توئی وردِ زبانم یا حبیبی
نگاہِ یا رسول اللہ نگاہِ
یکے از کشتگانم یا حبیبی

قصیدہ بخدمت حضرت السیّد احمد الکبیر الرفاعیؒ

شیخ احمد سیدِ گردوں جناب
کاسبِ نور از ضمیرش آفتاب

آسمانوں کے سردار جناب شیخ احمد ہیں
نور کا کسب کرنے والا جن کے ضمیر سے سورج روشن ہے

گل کہ می پوشیدہ مزارِ پاک او
لاالہ گویان و مذ ز خاک او

ان کے مزارِ پاک جو کہ پھول پہن رہے ہیں
اس خاک سے لاالہ کہنے والے پھونک مار رہے ہیں

با مریدِ گفت اے جانِ پدر
از خیالاتِ عجم باید حذر

کسی ایک مرید سے فرمایا کہ اے باپ کی جان
تجھے عجم کے خیالات سے پرہیز کرنا چاہیے

زانکہ فکرش گرچہ گردوں گشت
از حدِ دینِ نبیؐ بیرون گشت

اس لئے کہ اسکی فکر اگرچہ آسمانوں سے گزر گئی ہے
مگر نبیؐ کے دین کی حد سے بھی باہر گزر گیا ہے

اے برادر این نصیحت گوش کن
پندِ آں آقائے ملت گوش کن

اے بھائی یہ نصیحت سُن لے
اس دین کے آقا کی نصیحت سن لے

قلب را زین حرفِ حق گردان قوی
با عرب درساز تا مسلم شوی

اپنے قلب کو اس حق کے حرف سے بہت پھیرا
عربوں کے ساتھ عرب میں موافقت کر تاکہ تو مسلمان ہو جائے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عرضِ حال

اللہ کے ولیوں نے ہمیشہ طریقِ حق کے متلاشیوں کی رہنمائی کی ہے جن سے خلقِ خدا روحانی فیوض و برکات حاصل کرتی رہی ہے' یہ کتاب بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

"تذکرہ حضرت ابن الرفاعیؒ" کے ذریعہ سیّد الاولیاً والعارفین غوثُ المکرم حضرت الشیخ السیّد احمد الکبیر الحسنی الحسینی الموسوی الرفاعیؒ کے حالاتِ زندگی' کرامات' اخلاقِ حسنہ اور تعلیمات پر مبنی مستند کتابوں کے گہرے مطالعہ کے بعد انتہائی مختصر انداز میں پیش کرنے کی سعی کی گئی ہے جنکی ولادت با سعادت کی بشارت عارف جلیل شیخ منصور باز اشہب البطائحی کو خواب میں دیتے ہوئے سیّد الانبیاً والمرسلین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا تھا!

مثل ما انا رائس الانبیاء کذالک هو رائس الاولیاء

ترجمہ: جس طرح میں تمام انبیاً کا سردار ہوں' اسی طرح یہ فرزند (السیّد احمد الکبیر الرفاعی) تمام اولیاً کا سردار ہوگا۔ (بشارتِ نبویؐ)

اس کتاب کی تالیف کیلئے رفاعیہ ٹرسٹ محترم جناب حاجی طیّب قاسم الرشید عمرانی صاحب (خلیفۂ رفاعی) مرحوم کا ممنون ہے جو کہ گزشتہ پچاس سال سے سلسلۂ رفاعیہ سے منسلک رہے (اللہ تعالیٰ ان کو غریق رحمت فرمائے' آمین) اور اپنی گونہ گوں مصروفیات کے باوجود سلسلۂ رفاعیہ کو پھیلانے کیلئے ہمہ وقت کوشاں رہتے رہے یہی وجہ تھی کہ مرحوم ماہنامہ "روحانی دنیا" سے منسلک ہوکر ہر ماہانہ شمارے میں ایک مضمون چھپوایا کرتے تھے تاکہ حق کے متلاشیوں کی پیاس بجھ سکے۔ مرحوم کی دیرینہ آرزو تھی کہ وہ سلسلۂ رفاعیہ سے منسلک عقیدت مندوں کیلئے ایک جامع کتاب کی اشاعت کریں اور بالآخر اپنی انتھک کاوشوں اور قیمتی وقت صرف کر کے اس کتاب کو مکمل کیا' جس سے ان کی سلسلۂ رفاعیہ سے عقیدت ومحبت کا اندازہ آپ کو یقیناً اس کتاب کے مطالعہ سے ہوگا۔

گو آج مرحوم ہمارے درمیان نہیں ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ حاجی طیّب قاسم الرشید عمرانی صاحب کی یہ کتاب ہمیں ہمیشہ ان کی یاد دلاتی رہے گی اور ان کیلیے صدقہ جاریہ ثابت ہوگی۔

مرحوم کی مغفرت کیلیے دعا گو

السیّد بدرالدّین محبت اسرار اللہ الرفائی

مورخہ ۱۷ جنوری ۲۰۱۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شاہِ من سلطانِ عالم سیّدِ احمد کبیرؒ
خاطرِ مَن جمع کُن یا غوثِ اعظم دستگیر

میری دیرینہ آرزو

الحمد للّٰہ ربِّ العالمین والعاقبۃ للمتقین و الصلوۃ والسلام علیٰ سیّد الانبیأ و المرسلین محمد و الہ و اصحابہ اجمعین۔ اما بعد۔

اپنے دل پر نظر ڈالتا ہوں تو ایک دیرینہ آرزو محسوس کرتا رہا ہوں، ماضی کے جھرونکوں پر نگاہ ڈالتا ہوں تو مجھے یاد آتا ہے جب میں دوسری جماعت کا طالب علم تھا، ایک دن میرے والد بزرگ (اللہ ان کو غریقِ رحمت فرمائے) نے فرمایا: بیٹا، یہ وظیفہ دے رہا ہوں، یاد کر کے سُنانا!

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْمَلِکُ الْحَقُّ الْمُبِیْن
مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ الصَّادِقُ الْوَعْدُ الْاَمِیْن
اَلسَّیِّدُ اَحْمَدُ اَبِی الْحَسَنْ عَلِیِّ الرِّفَاعِی
سُلْطَانُ الْاَوْلِیَآءْ وَالْعَارِفِیْن
مِنَ الْیَوْمِ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْن

یاد کر کے جب میں نے والدِ محترم کو سُنایا تو وہ بہت ہی خوش ہوئے، فوراً ہی میں نے والدِ محترم سے پوچھا کہ آپ نے جو وظیفہ پڑھنے کیلئے دیا اس میں سیّد احمد کبیر الرفاعیؒ کا نام ہے، بابا یہ رفاعیؒ کون ہیں، انھوں نے فرمایا: یہ ایک بہت بڑے اور عظیم ہستی گزرے ہیں اور پھر آپؒ کے بارے میں تھوڑی

بہت باتیں سُنائیں، جس سے مجھے حضور غوث الرفاعیؒ کے حالات اور آپؒ کی سوانح حیات کو جاننے کا اشتیاق پیدا ہوا، میں نے پھر پوچھا، بابا آپ کو یہ وظیفہ کہاں سے حاصل ہوا، انھوں نے فرمایا: بیٹا! ہمارے خاندان والوں کی تو اوّل سے خاندانِ رفاعیہ سے خاص نسبت ہے اور میرے والدِ بزرگوار (یعنی دادا حضور) اور ان کے بھائی کاروباری سلسلہ میں ممبئی آتے جاتے رہتے تھے، وہیں وہ نہ صرف سلسلۂ رفاعیہ سے منسلک ہو گئے بلکہ دستارِ خلافت بھی حاصل کی۔

میں نے بصدِ شوق عرض کی کہ، مجھے بھی سلسلۂ رفاعیہ کا مرید بننا ہے، تو والدِ بزرگوار نے فرمایا: ضرور، مگر یہاں (کراچی) میں خانوادۂ رفاعی کے بارے میں مجھے علم نہیں ہے، سلسلۂ رفاعیہ ممبئی، بڑودہ، اور سورت، دکن وکوکن (انڈیا) وغیرہ میں ہے اور اللہ نے چاہا تو ہم ضرور جائیں گے۔

پھر کیا تھا، بس ایک ہی شوق، لگن اور آرزو کہ حضرت غوث الرفاعیؒ کے حلقۂ مریدین میں شامل ہونا ہے، اور میرے شوق نے مجھے کہاں کہاں نہ پہنچایا، ہر کوچہ و بازار، خانقاہوں میں اپنے شوق کی تکمیل کیلئے پھرتا رہا اور بالآخر، بقول سعدیؒ: "میرا طالع میمون و بخت ہمایون بدین بقعہ رہبری" میری خوش نصیبی نے یاوری کی اور اللہ تعالیٰ نے اس مجلس تک میری رسائی اور رہنمائی فرماتے ہوئے تقسیم ہند کے بعد میری دیرینہ آرزو کو پورا کرتے ہوئے مجھے منزلِ مقصود تک پہنچا دیا۔

میری خوش بختی کہ، بعد تقسیمِ ہند، خانوادۂ رفاعیؒ کے دو روشن اور چمکتے ستارے حضرت السیّد رضی الدین الرشید عرف لالہ میاں رفاعی رحمۃ اللہ علیہ اور برادرِ عزیز السیّد فخر الدین الرفاعی قدس سرہ العزیز، ہجرت فرما کر کراچی (پاکستان) تشریف لے آئے اور مجھے آپؒ کے دربارِ اقدس میں حاضری کی سعادت حاصل ہوئی۔ میں سجادہ نشین پاکستان حضرت السیّد رضی الدین الرشید الرفاعیؒ سے بیعت ہو کر حلقۂ مریدانِ رفاعی میں داخل ہوا، بعدہ، آپؒ کے حکم پر برادرِ عزیز حضرت السیّد فخر الدین الرفاعیؒ نے مجھے خلافتِ رفاعیہ سے سرفراز فرمایا (خوشا قسمت)۔

آج پچاس سالہ طویل رفاقت ہمراہ ولی کامل مردِ حق جانشینِ طریق رفاعیہ پیر و مرشد حضرت السیّد رضی الدین الرشید الرفاعیؒ، برادرِ عزیز حضرت السیّد فخر الدین الرفاعیؒ اور صاحبزادگان حضرت السیّد جلال الدین عرف بادشاہ میاں الرفاعیؒ، حضرت السیّد وزیر علی عرفان اللہ الغالب الرشید الرفاعی

مدظلہ العالی اور حضرت السیّد بدرالدین محبت اسراراللہ الرفاعی مدظلہ العالی اور تعلیم و تدریس و دعاؤں کے طفیل مجھ سا احقر یہ کتاب لکھنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ میں اپنی اس کاوش میں پیرانِ طریقت حضرت السیّد وزیر علی عرفان اللہ الغالب الرشید الرفاعی مدظلہ العالی (سجادہ نشین پاکستان) و برادرِ عزیز حضرت السیّد بدرالدین محبت اسراراللہ الرفاعی مدظلہ العالی کا انتہائی ممنون و مشکور ہوں کہ نہ صرف اس کتاب کو لکھنے کی طرف میری توجہ مبذول فرمائی بلکہ میری بھرپور حوصلہ افزائی اور معاونت بھی فرما کر میرے فہم و ادراک اور تحریری استعداد میں اس طرح اضافہ فرمایا کہ حیاتِ جاویداں سلطان الاولیاءؒ و العارفین، قطب الاقطاب، حضرت السیّد احمد الکبیر الرفاعیؒ پر مبنی اس کتاب کی ترتیب و تدوین کا امر پایۂ تکمیل کو پہنچا سکا۔

ورنہ کہاں یہ حقیر بے بضاعت چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک

بہر حال مجھے اپنی کوتاہ علمی و کم مائیگی کا احساس ہے کہ میری بے پناہ عقیدت و محبت جو سیّد الاولیاءؒ سلطان العارفین قطب المعظم غوث المکرم حضرت السیّد احمد الکبیر الرفاعیؒ سے جو ہے وہ یہاں تک لے آئی کہ آپؒ کی تعلیمات کو کتاب کی شکل دے دی۔ سلسلۂ ہذا میں میں خانوادۂ رفاعی کے ساتھ ساتھ جناب واصف برنی صاحب، مدیرِ "ماہنامہ روحانی دنیا کراچی" کا بھی بے انتہا شکرگزار ہوں جنھوں نے اپنا قیمتی وقت عنایت فرماتے ہوئے کتاب لکھنے میں میری مدد فرمائی اور حضرت السیّد الرفاعیؒ کے حالات و تعلیمات پر مبنی تصنیفات بہم پہنچائیں۔

اللہ تعالیٰ میری اس کوشش کو قبول فرمائے اور تمام مسلمانوں اور اہلِ ذوق حضرات بالخصوص سلسلۂ رفاعیہ کے فقراء و سالکین، خلفاء و مریدین، معتقدین و متعلقین، کو سلطان الاولیاءؒ والعارفین حضرت الشیخ السیّد احمد الکبیر الرفاعیؒ کی تعلیمات سے مستفیض ہونے اور من و عن سے عمل پیرا ہو کر اپنے مرشد کا آئینہ دار بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

خاک پائے

السیّد احمد ابی الحسن علی الرفاعیؒ سلطان الاولیاءؒ و العارفین من الیوم الیٰ یوم الدین

حاجی طیب حاجی قاسم الرشید عمرانی (خلیفۂ رفاعی)

امام الاولیا سید احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ

سرور کائنات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت عالم امکان کے کسی جزو تک محدود نہ تھی اس لئے ان کی ولایت بھی محدود نہ تھی رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا لھذا اب کوئی نبی نہیں آ سکتا مگر ولایت کا دروازہ بند نہیں ہوا اور نہ بند ہو سکتا ہے اس لئے کہ نبی و رسول کا کام امت کو خدا کے قریب لیجانا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیک وقت دونوں فرائض انجام دے رہے تھے لیکن آپ پر نبوت ختم ہو گئی اب آپ کے بعد کوئی کتاب کوئی دین کوئی شریعت اور کوئی نبی و رسول نہیں آ سکتا لیکن ابھی آپ کی امت باقی ہے اور تا قیامت باقی رہے گی امت بھی موجود ہے اور کتاب و شریعت

بھی اس لئے قیامت تک ولایت کا سلسلہ جاری رہے گا اور ولی کے بعد ولی آتے رہیں گے تاکہ وہ امت مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کو بارگاہ احدیت تک پہنچاتے رہیں۔

اسی لئے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر زمانہ میں ایسے اولیائے کرام کی ضرورت رہی ہے اور رہے گی جو تمام کائنات کے اسی طرح ہادی و رہنما ہوں جس طرح سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تھے یہاں تک کہ یہ سلسلہ حدود قیامت سے مل جائے۔

ممکن ہے یہ سوال کیا جائے کہ جب تمام کائنات کا ولی مطلق اور مالک و مختار خود رب لم یزل و لایزال ہے تو پھر اس کے ہوتے ہوئے کسی ولی کی کیا ضرورت ہے؟ جس کا مختصر جواب یہ ہے کہ خدا کے ہوتے ہوئے ولی کی اسی طرح ضرورت ہے جس طرح ہر زمانہ میں نبی کی ضرورت ہے خداوند ذوالجلال ولی مطلق اور مختار کل ضرور ہے لیکن اس

کے اختیارات کو اس کے وسعتِ قدرت سے استعمال ہوتا ہوا دنیا اس طرح مشاہدہ نہیں کرسکتی جیسا وسے مشاہدہ کرنے کی عادت و طاقت ہے کیوں کہ اس کی حقیقی وحدت اس مشاہدہ کے مانع ہے۔

ہر زمانہ کا ولی خدا کی غیر محدود قدرت کے نمونے اپنی امت کو دکھاتا رہا اور سردارِ دوجہاں نے جمال و جلال الٰہی کے وہ نمونے دکھائے اور ولایت و معرفت کے وہ کرشمے اور سرچشمے چھوڑے جنھیں دیکھکر انبیاء و مرسلین بھی انکی امت کی تمنا کرنے لگے اس لئے آپ کو انبیاءِ کرام کا سردار و ولی کہا جائے تو حق بجانب ہے اسلام زندہ مذہب ہے اور قرآن کریم زندہ کتاب ہے اس لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پردہ فرمانے کے بعد ایک نہ ایک ولی موجود رہے گا یہاں

تک کہ یہ سلسلہ قیامت تک منتہی ہو۔

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ولایت کے امانت دار حق اور قدرت کی نگاہِ انتخاب ایسی شخصیت کے انتظار میں تھی جو ہر عقدہ کے لئے مشکل کشاء ہو، کائنات کے لئے رہنما ہو، مصداق ہَلْ أَتٰی ہو، منزل إِنَّمَا ہو، مرادِ قُلْ کَفٰی ہو، علم کا دریا معرفت کا سمندر ہو، روحِ اسلام کا جوہر اور قرآن کا مظہر ہو نبی خاتم صلی اللہ علیہ وسلم کا داماد اور جبرئیلؑ کا استاد ہو مگر ان تمام کمالات کے باوجود یہ کہتا ہو کہ اَنَا عَبْدٌ مِنْ عِبَادِ مُحَمَّدٍ میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں میں سے ایک غلام ہوں یہی اوصاف و محاسن تھے کہ جن کی بنیاد پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لاکھ سے زیادہ کے مجمع میں حجۃ الوداع آخری حج کے بعد خُم غدیر کے منبر پر بلند ہو کر مولائے کائنات علی المرتضیٰؑ کے دونوں بازو پکڑ کر اعلان

فرمایا مَن کُنتُ مَولاہُ فَھٰذا عَلِیٌّ مَولاہُ
میں جس کا مولا ہوں علی اس کا مولا ہے اس
اعلان کے بعد یہ آیت نازل ہوئی اَلیَومَ اَکمَلتُ
لَکُم دِینَکُم وَاَتمَمتُ عَلَیکُم نِعمَتِی وَرَضِیتُ
لَکُمُ الاِسلَامَ دِینًا یعنی مجھے اس ولایت
کے اعلان کا انتظار تھا اب اس اعلان کے بعد
دین مکمل ہو گیا اور نعمتیں بھی اور دین تمہارے
اسلام سے راضی بھی ہو گیا اب کیا تھا ولایت
کی سند ملنے کے بعد کون تھا جو اس امام الاولیاء
شاہِ ولایت کی طرف سرِ نیاز نہ جھکاتے یہ
ولی بھی تھا اور مولا بھی اور مملکت ولایت
کا شہنشاہ بھی آپ اَنَا مَدِینَۃُ العِلمِ
وَعَلِیٌّ بَابُھَا میں علم کا شہر ہوں اور
علی اس کا دروازہ ہیں یعنی اب شہر
علم کا دروازہ فرط آشنا ہو گا یہ دروازہ بھی
ایسے سخی کا در تھا جہاں سے کوئی بھی محروم

و مایوس نہ ہو تا مولاۓ کائنات کے بعد ولایت کا
یہ سلسلہ حضرت امام حسن مجتبیٰ اور حضرت امام حسین
سید الشہداء سے گذرتے ہوئے امام الاولیا سید احمد
کبیر رفاعیؒ تک پہنچا آپ کا سلسلۂ نسب حضرت
امام علی رضا سے منسوب ہے والد ماجد سید ابوالحسن
سلطان الرفاعیؒ سے علوم ظاہری و تربیت روحانی
حاصل فرمائی اور انھیں سے خرقۂ خلافت اجازت
حاصل کیا جو پانچ واسطوں سے حضرت شیخ
شبلیؒ تک پہنچا ہے والد ماجد کے وصال کے
بعد حضرت قطب ربانی شیخ ثانی غوث جیلانیؓ
کی صحبت و خدمت سے استفادہ فرمایا سرکار
غوثیت مآب آپ سے انتہا محبت فرماتے تھے
آپ کی والدہ ماجدہ حضرت سیدہ اُم الفضل
فاطمہ انصاریہ نجاریہ جو میزبان رسول اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوایوب انصاریؓ کی اولاد
میں سے تھیں انھیں اپنی بہن فرماتے تھے اور

اسی محبت کے باعث حضرت سید احمد کبیر رفاعی ؒ
کو اپنا خواہر زادہ یعنی بہن کا فرزند کیتی تھا آپ
کمالات الٰہیہ کی بولتی ہوئی تصویر اور عالم روحانیت
کے بدر منیر تھے اسی لئے اس مرکز ولایت
کے گرد تماشتقان ولایت جمع ہونے لگے یہاں تک
تک کے دروازۂ رفاعیہ پر جہاں بان کمال بھی
سر جھکانے لگے آپ کی بہن کے فرزند شیخ
ابو الحسن علیؒ جو خود بڑے عظیم المرتبت ولی کامل
تھے فرماتے ہیں کہ آپ تنہائی پسند تھے اور
اپنے مکان ہی میں گوشہ نشین تھے اور مکان
کے دروازہ پر مجھے ہر وقت حاضری کا حکم تھا حسب
معمول میں مکان کے دروازہ پر موجود تھا اتفاق
سے کسی ضرورت سے مکان کے اندر گیا میں نے
دیکھا کہ ایک بزرگ اجانک مکان کے اندر
آگئے میں مجسمۂ حیرت بنا انہیں اسطرح آتے
دیکھ رہا تھا وہ حضرت سید احمد کبیر رفاعیؒ سے

ہم کلام ہوئے جب دونوں بزرگ گفتگو سے فراغت پا چکے میں نے دیکھا کہ وہ بزرگ ایک زوزن رکان سے چشم زدن میں باہر نکل گئے اور بجلی کی طرح پرواز کر گئے میں نے سید احمد کبیر رفاعیؒ سے دریافت کیا کہ یہ کون بزرگ تھے؟ جو آئے بھی اور چشم زدن میں غائب بھی ہو گئے حضرت نے مجھ سے دریافت کیا کہ تم نے انھیں دیکھا میں نے اثبات میں جواب دیا حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں بحر محیط کا محافظ مقرر کیا ہے اور یہ رجال الغیب میں سے ہیں آج تین روز ہوئے کہ یہ دربار ایزدی سے معزول کر دیئے گئے ہیں لیکن انھیں اب تک اس کی خبر نہیں ہے میں نے دریافت کیا اس عتاب کا سبب کیا ہے؟ فرمایا کہ ایک دن سیاہ بادل آسمان سے اٹھا اور سمندر پر برسنا شروع ہو گیا ان بزرگ نے اپنے دل میں خیال کیا کہ کاش یہ بادل بجائے

سمندر کے زمین کے کسی قابل زراعت خطہ یا
آبادی پر برستا تاکہ مخلوق خدا اس سے
نفع پاتی بس اس تصور و خیال سے رحمت
باری ازلی مشیت وارادہ میں دخل دینے
کے سبب ان سے ناراض ہوگئی میں نے عرض
کی کہ حضرت اس واقعہ کی بابت ان بزرگ
سے تذکرہ کیوں نہیں فرمایا ارشاد فرمایا کہ
مجھے حیا و شرم دامنگیر ہوئی کہ یہ بحر محیط
سے سفر کرکے میری مزاج پرسی اور ملاقات
کیلئے تشریف لائے ہیں اور میں ان سے
عتاب الٰہی کا تذکرہ کرکے ان کا دل توڑ دوں
بس اس خیال سے خاموش رہا میں نے عرض
کیا کہ اگر آپ حکم دیں تو میں ان بزرگ سے
ملاقات کرکے انہیں مطلع کردوں ارشاد
فرمایا کہ بہتر ہے اس کے بعد حضرت سید احمد
کبیر رفاعی قدس سرہٗ نے سر جھکایا اور مجھے آنکھیں

بند کرنے کا حکم دیا تھوڑی ہی دیر کے بعد
میں نے حضرت کی آواز سنی کہ فرما رہے ہیں
کہ اے ابو الحسن علیؒ سر اٹھاؤ اور اپنی
آنکھیں کھولو میں نے آنکھ کھولی تو دیکھا
کہ بحر محیط موجزن ہے اور میں ایک
جزیرہ کے اندر ہوں میں حیرت زدہ کھڑا
تھا چند قدم ہی آگے بڑھا تھا کہ میں نے
دیکھا وہی بزرگ تشریف فرما ہیں میں نے
انہیں السلام علیکم کہا جواب کے بعد مجھے
بیٹھنے کے لئے اشارہ فرمایا اس کے بعد
میں نے حضرت سید احمد کبیر رفاعیؒ سے جو واقعہ
سنا تھا بزرگ موصوف سے بیان کیا جس کے
بعد انہوں نے مجھے تبسم دیکر کہا کہ جو میں آپ
سے کہوں آپ اسی طرح سے انجام دیں
میں نے اقرار کیا حضرت موصوف نے فرمایا کہ
میرا خرقہ میری گردن میں ڈال اور مجھے زمین پر

مگر اور اور ان زبان سے کہو کہ یہ سزا اس
جرم کی ہے جو اللہ تبارک و تعالیٰ کی مشیت
و قدرت میں دخل دینے والوں کو دی جاتی
ہے میں نے ابھی ان کے حکم کی تعمیل کیلئے
خود کو سنبھالا ہی تھا کہ غیب سے آواز
آئی کہ اے ابوالحسن علیؒ خبردار آسمان
کے فرشتے اور زمین کے فرشتے بصد رقت
و زاری دربار ایزدی میں ان کے لئے دست
بدعا ہیں اور معافی کے خواستگار ہیں اور
رحمت الٰہی بھی مائل بہ کرم اور راضی ہے
یہ آواز سنکر میرے ہوش جاتے رہے جب
مجھے ہوش آیا تو میں نے دیکھا کہ میں حضرت
سید احمد کبیر رفاعیؒ کی خدمت میں حاضر ہوں ؎

خاصان خدا خدا نہ باشند
لیکن ز خدا جدا نہ باشند

انہیں اولیاء اللہ کیلئے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم

فرمایا کہ

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ فِیْ کُلِّ قَرْنٍ مِّنْ اُمَّتِیْ سَابِقُوْنَ وَ ھُمُ الْاَبْدَالُ وَ الصِّدِّیْقُوْنَ بِھِمْ یُسْقَوْنَ وَ بِھِمْ یُرْزَقُوْنَ وَ بِھِمْ یُدْفَعُ الْبَلَاءُ عَنْ اَھْلِ الْاَرْضِ (رواہ الحکیم فی النوادر)

ترجمہ حدیث:- محمد بن عجلان روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر قرن میں میری امت سے سابق (نیک کاموں میں سبقت کرنے والے) لوگ ہیں وہی صدیق (برائے راست باز) ہیں انکے ذریعہ سے پانی برسایا جاتا ہے اور انکے طفیل روزی دی جاتی ہے اور انکی برکت سے زمین والوں سے بلائیں دفع کی جاتی ہیں

اردو زبان میں امام الاولیاء حضرت السید احمد
کبیر رفاعیؒ کی سیرت و سوانح پر پوری تحقیق
اور بھرپور دیانت سے حسب ارشاد و سرپرستی
حضرت السید بدرالدین محبت اسرار اللہ الرفاعیؒ
مدظلہ العالی و بفیضان نظر مرشدی و پیری السید
رضی الدین الرفاعیؒ جناب محترم طیب قاسم
الرشید عمرانی (خلیفہ رفاعی) نے "جو" پیر دار
الاولیاء" تذکرہ حضرت ابن الرفاعیؒ" کے
عنوان سے قلم اٹھایا ہے مطالعہ سے معلوم
پڑتا ہے کہ پیش نظر تالیف میں جناب عمرانی
صاحب کے پیش نظر اس موضوع پر متقدمین
کی اکثر و بیشتر کتابیں رہیں ہیں اور انھوں
نے نہایت دقت نظر سے گہرا مطالعہ کرکے
ان کتابوں کا عطر اس کتاب میں حوالۂ قلم
کیا ہے اور حضرت سید احمد کبیر رفاعیؒ کی
سوانح حیات پر گرانقدر معلومات پیش

کی ہیں میری نظر میں موصوف کی یہ کاوش اس
موضوع پر جملہ تالیفات کی امین ہے میں دست
بدعا ہوں کہ صاحب سجادہ رفاعیہ حضرت السید
حمزہ پیر علی طالب الرفاعی مدظلہ العالی کی نگاہ
فیض اثر سے اس تالیف کو قبولیت
عام اور اس عرق ریزی میں شریک جملہ
افراد و ارباب حلقۂ رفاعیہ کو اجر جزیل حاصل
ہو گا

یہ دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

عفا اللہ عنہ
محمد لطف الدرس

پیر ۲۹ ربیع الاول سنہ ۱۴۳۴ھ مطابق
۱۱ فروری سنہ 2013ء بروز پیر
دینیہ مدرسہ درسیہ صدر ربعی
قائم شدہ سنہ 1872ء

پیش لفظ

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے انسان کی رشد وہدایہ کیلئے کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی سلام اللہ علیہ اس دنیا میں بھیجے، چار رسول اور چار کتابیں اتاریں، جن میں آقائے دو جہاں سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر نبوت کا اختتام فرمادیا اور قرآن مجید فرقان الحمید آپؐ کے ذریعہ ہم مسلمانوں کی ہدایت کیلئے بطورِ چوتھی اور آخری کتاب کا نزول فرمایا تاکہ انسان جسے اللہ تعالیٰ نے عقل وشعور، فہم وادراک سے مالا مال فرمایا ہے وہ اس کتاب میں بتائے گئے راستے پر اپنی زندگی گزار کر اللہ کا مقرب بندہ بن سکے اور ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی حیاتِ طیبہ کو ہمارے لئے مشعلِ راہ بنا دیا۔ آپ ﷺ کی پردہ نشینی کے بعد خلفأ عظام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم بعدہٗ امامین سلام اللہ علیہم اور اولیأ کرام، غوث و قطب اور علمأ کے ذریعہ مسلمانوں کی فلاح وبہبود اور رشد وہدایت کا سلسلہ جاری رہا۔

قابل ذکر بات یہ ہے کہ حضور پُرنور ﷺ کی حیاتِ طیبہ کے دوران آپؐ کے دستِ پُرانوار کا معطرو معجز لمس اور آپؐ ہی کی خوبصورت دل لبھانے والی متاثر کن آواز کا ترنم اور دیگر بیشمار سعادتوں سے آپؐ کے خلفأ واصحاب رضوان اللہ تعالیٰ عنہم بہرہ ور ہوئے اُن سے آپؐ کی پردہ نشینی کے بعد پوری امت محمدیہ ﷺ میں کسی صحابیٔ، امام، غوث وقطب یا ولی کو عام ظاہری طور پر کسی اعزاز سے نہیں نوازا گیا ما سوائے امام الاولیأ قطب الاقطاب سلطان العارفین غوث المعظم حضرت الشیخ السید ابوالعباس ابوالعالمین محی الدین احمد الکبیر الرفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے، جن کی ولادتِ باسعادت کی بشارت خود رسول اللہ ﷺ نے آپؓ کے ماموں عارف کبیر شیخ حضرت منصور باز اشہب البطائحیؒ کو دیتے ہوئے آپؐ نے فرمایا:

مثل ما انا رائس الانبياء كذالك هو رائس الاولياء

ترجمہ: جس طرح میں تمام انبیأ کا سردار ہوں اسی طرح یہ فرزند بھی تمام اولیأ کا سردار ہوگا۔

موجودہ کتاب "امام الاولیأ تذکرۂ حضرت ابن الرفاعی" کے ذریعہ دراصل انہی ولی کامل امام الاولیا

حضرت غوث الرفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بانیٔ سلسلۂ رفاعیہ عالیہ کی نسبت وطریقت، علو ومنزلت، درجۂ اتم، رتبۂ عظیم، محاسنِ اخلاق، انسان دوستی، ایثار وہمدردیٔ خلائق، خودشکنی، نفس کشی، فروتنی، پابندیٔ شریعت اور اتباعِ سنت پر مبنی سبق آموز حیاتِ طیبہ کو اجاگر کر کے عوام الناس کو آپؓ کی روحانی شخصیت اور تعلیمات سے روشناس کرانے کی حقیری کوشش کی گئی ہے، چہ جائیکہ کہ یہ سمندر کو کوزے میں بند کرنے کے مترادف ہے۔ اس تالیف میں مؤلف مرحوم جناب طیب قاسم عمرانی الرشید الرفاعی (خلیفۂ رفاعی) نے آپؓ سے اپنی بے بہا عقیدت ومحبت سے قطع نظر ہو کر ہمہ اقسام مبالغہ آرائی سے پرہیز کرتے ہوئے تمام مندرجات مستند کتابوں سے مستفیض ہو کر درج کیئے ہیں جن کا حوالہ برمحل درج ہے۔

عصرِ حاضر میں بعد از قرآن الکریم اور حیات سرورِ دوجہاں ﷺ، حضرت الشیخ السید احمد الکبیر الرفاعیؓ کی حیات طیبہ اور تعلیمات تمام مسلمانوں کیلئے بالخصوص آپؓ کے سلسلہ (سلسلۂ رفاعیہ عالیہ) سے رشد وہدایت پانے والے تمام صوفیائے کرام، خلفاء، مریدین، تابعین، معتقدین، متعلقین کیلئے مشعلِ راہ ہے۔

حضرت غوث المعظم سلطان العارفین امام الاولیاء الشیخ السید احمد الکبیر الرفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ علو ومنزلت اور محمود ومکرم قابلِ تعظیم کامل بزرگ شخصیت کے بارے میں مختلف مکتبۂ فکر کے مشائخ عظام اور جیّد شیوخ کے عقیدتمندانہ حوالے اور فرمان گوش گزار ہیں جن سے میرے جدِ امجدؓ کے رتبۂ اعلیٰ اور ولایتِ عظمیٰ کا تصور مشکل نہ ہوگا۔

مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ صاحب لکھتے ہیں:

ان ثناء حشد من النلس على رجل لايعتبر دليلا على قبوله عند الله و استقامة و علو منزلة أما اذا شهد له رجا لاالعلم و البصيرة و اصحاب الصلاح و التقوى فلاشك انه يعتبر دليلا على قبوله و علو منزلة و لا بدمن ان يتصفه اتباعه و محبوه رجلساء ه بالصلاح و حسن الا عتقاد و التقوى والاهتملم بالآخرة و يمتاز و امن ابناء عصرهم فى تدينهم و حسن سيرتهم .

ترجمہ: عوام کا کسی کی تعریف کرنا اور ان کا کسی کا معتقد ہو جانا یہ اس شخص کی بزرگی اور اس کی عنداللہ مقبولیت اور اس کی علو و منزلت پر دلیل نہیں ہو سکتی (اس لئے کہ بیہودہ لوگوں کے بھی عوام اکثر معتقد ہو جاتے ہیں اور ان کے گُن گانے لگتے ہیں) ہاں جب اہلِ بصیرت، صلاح وتقویٰ والے حضرات کسی کی تعریف کریں تو یہ اس شخص کی قبولیت علو منزلت کی دلیل ہوگی۔ مقبول عنداللہ شخص کیلئے یہ بھی ضروری ہے کہ اس کے متبعین اور معتقدین اور اس کے ہمنشین حُسنِ اعتقاد' تقویٰ' آخرت کی تیاری میں دوسروں سے پیش پیش ہوں' دینداری' حُسنِ سیرت میں دوسروں سے ممتاز ہوں۔

("رجال الفکر والدعوۃ جلد اول)

حضرت رفاعیؒ انہیں میں سے ہیں جن کے فضل وکمال' قبولیت وولایت' تقویٰ وعلو منزلت آپؓ کے متبعین کے حُسنِ اعتقاد' ان کے اصحاب کی سلامتِ عقیدہ' ان کے ہمنشینوں کا اپنے ہمعصروں میں' حُسنِ عمل' ذکر وعبادت' اہتمامِ آخرت' دعوت وتبلیغ میں امتیاز کی اہلِ علم وبصیرت' مؤلفین اہلِ قلم نے گواہی دی ہے اور اپنی مجلسوں میں' اپنی تصانیف میں ان کو خیر سے یاد کیا ہے' ان کی تعریف کی ہے۔

آپ کے ہمعصر ولیِ کامل صاحبِ سلسلہ شیخ السید عبدالقادر جیلانیؒ نے حضرت الشیخ السید احمد الکبیر الرفاعیؒ کی شان میں اپنے مُریدوں سے ارشاد فرمایا:

ان الله عبد امتمکنافی مقام عبدیة یمحو اسم مریده من دیوان الاشقیأ و یکتبه فی دیوان السعداء

ترجمہ: خدائے تعالیٰ کا ایک بندہ ہے جو مقامِ عبدیت پر متمکن ہے' اپنے مریدین کا نام بدبختوں کی فہرست سے مٹا کر سعادت مندوں' نصیبہ وروں کی فہرست میں لکھ دیتا ہے۔

(المعارف المحمدیہ)

حضرت الشیخ السید احمد الکبیر الرفاعیؒ کے ہمعصر صاحبِ نسبت شیوخ آپؒ سے بہت محبت کرتے تھے اور اپنی اپنی مجلسوں میں آپؒ کا تذکرہ کرتے رہتے تھے' حضرت غوث الرفاعیؒ کے ہمعصر بزرگ شیخ عبدالسمیع ہاشمی واسطیؒ فرماتے ہیں:

كان السيد احمد أية من أيات الله و معجزة من معجزات رسول الله كان طريقة الكتاب و السنة كان فعالا ولا قوالا لورأية و أيت كل السلفوليس بمستنكر ان يجمع العالم فى واحد

ترجمہ: سید احمد (حضرت الشیخ السید احمد الکبیر الرفاعیؒ) اللہ پاک کی نشانیوں میں سے ایک نشانی اور رسول اللہ ﷺ کے معجزوں میں سے ایک معجزہ ہیں' آپؒ کا تذکیہ واصلاح کا طریقہ کتاب وسنت سے مستفاد ہے' آپؒ صاحبِ کردار ہیں نہ کہ صاحبِ گفتار' اگر تم نے سلفِ صالحین کو نہیں دیکھا ہے صرف حضرت رفاعیؒ کو دیکھا ہے تو تم نے سبھی کو دیکھ لیا ہے' بیشک اللہ تعالیٰ کیلئے یہ کچھ بڑی بات نہیں ہے کہ ایک شخص میں عالم کو سمودیں اور جمیع صفاتِ حُسنہ کو ایک ہی فرد میں جمع فرمادیں۔

(المعارف المحمدیہ)

شیخ ابوالشجاع شافعیؒ فرماتے ہیں:

كان السيد احمد الرفاعیؒ علاما شامخا وجبلا راسخا و عالما جليلا محد ثا فقيها مفسّرا

ترجمہ: سیّد احمد الرفاعیؒ چوٹی کے انسان اور مضبوط پہاڑ ہیں' جلیل القدر عالم' محدث فقیہ مفسّر ہیں۔

(المعارف المحمدیہ)

علامہ تاج الدین ابن سبکیؒ لکھتے ہیں:

الشيخ الزاهد الكبير احد الاولياء الله العارفين

والسادات المثمرين اهل الكرامات الباهتة ابوالعباس بن ابی الحسن بن الرفاعی

ترجمہ: شیخ ابوالعباس بن ابوالحسن بن الرفاعیؒ بہت بڑے زاہد اور عارفین اولیاً اللہ میں بڑے درجہ کے سیّد ہیں' آپؒ کی بڑی کرامتیں ہیں۔

(طبقات الشافعی جلد۴)

علاّمہ عبدالوہاب شعرانیؒ لکھتے ہیں:

انتهت اليه الرياسة فی علوم الطريق و شرح احوال القوم و كشف مشكلات منازلاتهم و به عرف الامر بتربية المريدين بالبطائح و تخرج بصحبة جماعة كثيرة وتلمذله خلائق لا يحصون و رثاه المشائخ و العلماء و هو احد من تهرا حواله و ملك اسراه و كان له كلام عال على لسان اهل الحقائق

ترجمہ: علوم طریقت کی صدر نشینی اور احوالِ سلوک کی شرح کرنے اور منازلِ سلوک کی دشواریوں کو ہلکا کرنے کا ملکہ آپؒ (حضرت الشیخ السید احمد الکبیر الرفاعیؒ) پر ختم ہوگیا' بطائح میں مریدی سلسلہ آپؒ ہی سے چلا' بہت بڑی تعداد آپؒ کی صحبت یافتہ اور فیض یافتہ ہے' مشائخ وعلماً نے آپؒ کی تعریف کی ہے' آپؒ کو اپنے حال پر اور اسرار پر مکمل قابو تھا (اسی لئے کبھی شطحیات کا صدور آپؒ سے نہیں ہوا) اہلِ حقائق آپؒ کو اونچے کلمات سے یاد کرتے ہیں۔

(لواقح الانوار جلد اول)

علاّمہ زین الدین عمر بن وردیؒ گواہی دیتے ہیں:

كان صالحا ذاقبول عظيم عند الناس وله من التلامذة مالا يحصى

ترجمہ: حضرت السید احمد الکبیر الرفاعیؒ لوگوں میں بہت مقبول تھے، آپؒ کے تلامذہ اَنگنت (بیشمار) ہیں۔

(الفتح المبین)

علاّمہ عبداللہ ابن اسعد یافعی یمنیؒ شہادت دیتے ہیں:

وكان اليه المنتهى فى التواضع والقناعةولين الكلمة والذل والانكساروالارزاء على نفسه وسلامة الباطن

ترجمہ: تواضع، قناعت، نرم گوئی، فروتنی، کسرِ نفسی، سلامتِ باطن کی صفات آپؒ (الشیخ السید احمد الکبیر الرفاعیؒ) پر ختم ہو گئیں۔

(مرأۃ الجنان جلد سوم)

مشہور مفسّر محمود بن الوسیؒ جب حضرت الشیخ السید احمد الکبیر الرفاعیؒ کا ذکر فرماتے ہیں تو ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں:

حضرة الولى الكامل الشيخ احمد الرفاعى قدس سره

ترجمہ: حضرت ولیِ کامل شیخ احمد الرفاعی قدس سرہ ....

(روح المعانی جلد پنجم)

صاحبِ الفتح المبین سیّد ظہیر الدین قادری لکھتے ہیں:

الولي الشهير احمد بن الرفاعى بين الانام نمن وقف عليحسن حاله وعلو همته نهواحد الاقطاب الكاملين ومنالمشائخ الزاهدين المرشدين والفقهاء المتورعين العاملين نحن انشأالله من المخلصين وفيه من المعتقدين نفعنا الله بعلومه و علوم اخوانه الصالحين

ترجمہ: جو شخص مشہور و معروف بزرگ احمد بن الرفاعیؒ کی حسنِ سیرت، بلند ہمتی پر نظر کرے گا، آپ کو کامل قطب زاہد مرشد شیخ، متورع عالم فقیہ پائے گا، ہم ان

کے مخلص معتقد ہیں' اللہ پاک آپؒ کے علوم سے اورآپؒ کے نیک ساتھیوں کے علوم سے ہم کو مستفیض فرمائے۔

(الفتح المبین)

صاحبِ بہجتہ الاسرار معدن الانوار لکھتے ہیں:

الشيخ احمد بن ابى الحسن الرفاعیؒ هذا الشيخ من اعيان مشائخ العراق و اجلاء العارفين و عظماء المحققين وصدور المقربين صاحب المقامات العلية والجلالة العظيمة و الكرامات الجليلة والاحوال السنية والافعال الخارة

ترجمہ: شیخ احمد بن ابوالحسن الرفاعیؒ عراق کے اجلائے عارفین' عظمائے محققین' مشائخ مقربین میں سے ہیں' آپؒ بڑے بلند مقامات والے اور جلالت قدر اور کرامتوں والے اور اونچے احوال' خارقِ عادت کاموں والے صاحبِ کشف بزرگ ہیں۔

(بہجتہ الاسرار معدن الانوار)

كان مشتملا على الطف الاخلاق واشرف الصفات واكمل الاداب قد جمع الله تعالى له اشتات المناقب ومتفرقات الفضائل

ترجمہ: آپؒ کا مزاج لطیف تر اخلاق' بزرگ تر صفات' کامل تر آداب پر مشتمل تھا' مختلف مناقب وفضائل جو دوسروں میں متفرق تھے وہ آپؒ میں یکجا جمع ہو گئے تھے۔

(بہجتہ الاسرار معدن الانوار)

شیخ عبدالغنی نابلسی قادریؒ اپنے قصیدۂ تائیہ میں کہتے ہیں:

انت الذی نور النبی بدا علی صفحات وجهك للنواظر سبهت
فیکه هدی طه النبی مجمع مع انه فی الصالحین مشتت

ترجمہ: حضرت سید الرفاعیؒ آپ کے چہرے پر نورِ نبی ﷺ ایسا نمایاں ہوا کہ دیکھنے والے متحیر ہیں، نبوی خصائل جو صلحاء میں متفرق تھے وہ سب آپؒ میں یکجا جمع ہو گئے ہیں۔

(قصیدۂ تائیہ)

صاحب القلائد؛ جواہر لکھتے ہیں:

السید الکبیر محی الدین سید العارفین ابو العباس احمد بن الرفاعی .... کان عظیم القدر کبیر الشان ومحله اعظم وحاله اشهر من ان ینبه علیه و هو احد العربعه الذینیبرؤن الاکمه والا برص و یحیون الموتی باذن اللهسبحانه وتعالی واحد من اشتهر فی الدنیا و تلمذله من الخلق عالم لا یحصون کان رحمة الله کثیر المجاهدة

ترجمہ: السید کبیر محی الدین سید العارفین ابو العباس احمد بن الرفاعیؒ کا مرتبہ بلند، شان اونچی تھی، آپؒ کا مقام اعلیٰ اور حال بہت مشہور ہے بیان کی حاجت نہیں ہے، آپؒ چار بزرگوں میں سے ہیں جو بحکم اللہ اندھوں اور برص کے مریضوں کو اچھا کرتے تھے اور مُردوں کو زندہ کرتے تھے، آپؒ ان اولیاء میں سے ہیں جن کی شہرت ساری دنیا میں ہوئی، مخلوق میں ایک بڑی تعداد آپؒ سے تلمذ رکھتی ہے، آپؒ بہت مجاہدہ فرماتے تھے، اللہ آپؒ پر رحمت بھیجے۔

(قلائد الجواہر فی مناقب الشیخ عبدالقادرؒ)

صاحب قرۃ الناظر جناب ذوالفقار احمد سہارنپوریؒ لکھتے ہیں:

عمر الله القلوب بمحبته و ملاء الصدور من هيبة وعمر الاقطار بذكره وعطر الافاق بنشره نلستطار فى الانام استطار النار بالرياح تلمذ له خلق لا يحصون من ارباب الاحوال الصادقة ...... ورماه المشائيخو العلماء بابصار التجليل وشهد له الخلق بالاحترام والتفضيل

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے آپؒ کی محبت دلوں میں آپؒ کی ہیبت سینوں میں بھر دی تھی، آپؒ کے ذکر سے عالم کو معطر و معمور فرما دیا تھا، جنگل کی آگ کی طرح آپؒ کی شہرت عالم میں پھیل گئی تھی، اچھے سچے احوال رکھنے والی بڑی تعداد آپؒ کی شاگرد ہے، مشائخ و علماء آپؒ کی بزرگ داشت رکھتے ہیں اور عالم آپؒ کا احترام کرتے ہیں۔

(قرۃ الناظر)

صاحب جلاء الصدر احمد بن جلالؒ لکھتے ہیں:

انه كان فقيها عالما قانتاً مجوداًامحد ثارلهاجازات و روايات عالية

ترجمہ: آپؒ فقیہ تھے، عالم تھے، قاری مجود تھے، محدث تھے، آپؒ کو اونچی روایتیں اور بلند پایہ اجازتیں حاصل تھیں۔

(جلاء الصدر بحوالہ الطریقۃ الرفاعیۃ)

دارالعلوم ندوۃ العلماء کے عربی ماہنامہ "البعث الاسلامی" کے مدیر جناب سعید الرحمن صاحب ندوی لکھتے ہیں:

كان الشيخ ابوالعباس الرفاعیؒ من كبار الاولياً والعارفين العظام ذامنزلة وجيهة عند الله و عند الناس كما يبدو من احواله و قد شهد بذالك اهل العم والمعرفة

ترجمہ: شیخ ابوالعباس الرفاعیؒ بڑے اولیأ ' بزرگ ' عارفین میں تھے ' عنداللہ آپؒ کا اونچا مقام تھا ' اور لوگوں میں بھی صاحبِ مرتبہ اور وجیہہ تھے جیسا کہ آپؒ کے حالات سے معلوم ہوتا ہے اور اہلِ علم اور اہلِ معرفت نے اس کی گواہی دی ہے۔

(البعث الاسلامی بابت محرم ۹۲ھ)

صاحب المجالس الرفاعیہ جناب سید محمود سامرائی رفاعی لکھتے ہیں:

كان السيد احمد .... كالسحاب

اينما وقع نفع لم يخالف قوله فعله

ترجمہ: آپؒ بادل کی طرح تھے ' جہاں جاتا نفع پہنچاتا ' آپؒ کا کردار اور گفتار ایک تھا

(المجالس الرفاعیہ)

آخر میں میری اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریك سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین متین کی رغبت عطا فرمائے ' صراطِ مستقیم پر چلنے والا بنائے اور اپنے بزرگوں کی تعلیمات پر عمل پیرا فرمائے ---- آمین ' فی آخر داوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

السید وزیر علی عرفان اللہ الغالب الرشید الرفاعی

سجادہ نشین مسندِ عالیہ رفاعیہ پاکستان

نذرانہ

حضرت الشیخ سیدنا احمد کبیر الرفاعیؒ کی تعلیمات یوں تو ہر دور میں انسانیت کیلئے سرمایہ حیات رہی ہیں، لیکن پُر آشوب اور لادینی شورشوں کے اس دور میں آپ کی تعلیمات بالخصوص مینارہ نور ہیں۔ آپ کا پیغام محبت جملہ دینی و دنیاوی فیوض و برکات کا حامل ہے، آج دنیا بھر میں عموماً اور پاکستان میں بالخصوص فرقہ وارانہ فسادات اور نسلی و لسانی تصادم صرف اور صرف "انما المومنون اخوۃ" کے پیغام یگانگت سے عدم واقفیت کا نتیجہ ہے۔ گمراہی کی علتِ اصل جہالت ہے اور جہل ہی اصل میں تمام فساد و فتن کی جڑ ہے۔

خالقِ کائنات عالم الغیب ہے۔ نفسِ امارہ کی اس سرشت اور وساوسِ ابلیسی کے مقابل اس نے عبادِ مخلصون کے لئے صراطِ مستقیم کی وضاحت اور توضیحِ منصبِ انسانیت کی تکمیل کیلئے انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا اور ختم نبوت کے بعد یہ منصب جلیلہ اولیاء کرام کو عطا فرمایا اور ان کے مابین بھی درجات میں شانِ امتیازی رکھی۔

سید احمد کبیر الرفاعیؒ کی منزل و منزلت کا تعین کرنے سے ہم کلیتاً قاصر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اولیاء کے مابین آپ کو مقامِ علیین عطا فرمایا۔

ہماری جہدِ مسلسل یہ ہے کہ ہم عام مسلمانوں کو تعلیماتِ رفاعیہ سے روشناس کرائیں تاکہ دین و دنیا میں فوز و فلاح کا وسیلہ بنے۔ (آمین)

الحاج سید رضی الدین الرفاعی

معجزہ وکرامتِ عظمیٰ

دست بوسیٔ دستِ پُرضیائے سیدُ المرسلین رحمت اللعالمین رسالت مآب حضرت محمد ﷺ کی سعادت

سب سے زیادہ اعلیٰ عطیہ الٰہی اور سب سے زیادہ نادر اور مشہور کرامت آپؒ کی دست بوسی دستِ رسولِ خدا ﷺ ہے اور اس مبارک واقعہ کو اس کثرت اور تواتر سے علماً وفضلاً اور صوفیائے عظام نے بیان کیا ہے کہ اس کی صداقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا اور اسی ضمن میں امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں کہ یہ منقبت مبارک، مسلمانوں کے درمیان درجۂ تواتر کو پہنچی ہوئی ہے اور روایت صحیحہ اور اسانیہ عالیہ سے انکار کرنا گویا ایک گونہ نفاق ہے۔

لہٰذا امام جلیل ضیاء الدین احمد وتری نے اپنی کتاب "مناقب الصالحین" میں اس واقعہ پر روشنی ڈالی ہے۔علاوہ ازیں تاریخ امام یافعیؒ اپنی کتابوں تاریخ تریاق، سواد العینین الامام رافعی، انشعاح فی ذکر الصلاح، تریاق المحبین، نزہت المجالس، وغیرہ میں مفصل طور پر مذکر ہیں۔ چنانچہ عمر ابی الفرج الفاروثی سے منقول ہے کہ ایک روز لبِ دریائے واسط مع چند اولیائے اللہ وخلفأ اور مریدوں کے حضرت سردار الاولیأ غوث المکرم قطب المعظم سیدنا الشیخ احمد الکبیر الرفاعیؒ تشریف فرما تھے کہ یکا یک آپؒ نے نعرہ لگایا اور ارشاد فرمایا کہ مجھے یوں الہام ہوتا ہے کہ "اے احمدؒ ! تیرے جدِّ امجد (حضور نبی کریم ﷺ) کی زیارت کو جا، وہاں تیرے لئے ایک نعمت پُر سعادت لازوال امانت ہے جو سرورِ کونین حبیب ربُّ العالمین ﷺ کے دست پُر شفقت سے تجھ کو عطا ہوگی" لہٰذا میں زیارتِ رسول اکرم ﷺ کا ارادہ رکھتا ہوں۔تم سب صاحبوں کا کیا قصد ہے؟ سیدّ عبدالرزاق الحسینی نے مؤدب کھڑے ہوکر عرض کیا، جو کچھ کہ ارشادِ عالی ہو ہم بسر وچشم حاضر ہیں۔ چنانچہ وہاں سے آپؒ بمعہ جماعت امِ عبیدہ کو تشریف لائے اور اسباب سفر تیار کر کے مع جماعتِ کثیر عازمِ حجاز ہوئے۔

مصنف مذکورہ نے لکھا ہے اور دیگر مستند کتابوں میں بھی تحریر ہے کہ وہ سال ۵۵۵ھ تھا اور اس سال

بہت زیادہ تعداد میں مدینہ منورہ' ملک شام' عراق' یمن' ترکستان' مصراور بلادِ عجم وایران اور ہندوغیرہ سے لوگ حج اور زیارتِ بیت اللہ کو آئے ہوئے تھے۔

حضرت سیدنا الشیخ احمد الکبیر الرفاعیؒ بعد فارغ ہونے حج بیت اللہ کے مدینہ منورہ روانہ ہوئے اور جب مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو اپنی سواری سے اتر گئے' اور پیادہ پا برہنہ وقار وعظمت کے ساتھ آہستہ اور قدم بقدم چلتے ہوئے حرمِ نبوی ﷺ تک تشریف فرما ہوئے' اس وقت مدینہ منورہ میں عشاقانِ جمالِ محمدی کی تعداد نوّے ہزار (۹۰۰۰۰) سے زیادہ تھی۔

حضرت ابوالعباس شیخ المشائخ سیدنا احمد الکبیر الرفاعیؒ بعد نمازِ عصر حرمِ اطہر نبوی ﷺ میں داخل ہوئے۔ تمام زوّار حرم مبارک کے اطراف اور جوانب جمع تھے۔ حضرت سیّد الاولیأ سلطان الاتقیا سیّد احمد الکبیر الرفاعیؒ نے مزارِ اطہر ومنوّر (اللّٰھم صلی علیٰ محمد وعلیٰ اٰلِ محمد ﷺ) کے قریب ہو کر نہایت عجز وانکسار وخاکساری سے تحفۂ سلام ان لفظوں میں پیش کیا:

"اَسَلَامُ عَلَیْكَ یَا جَدِّیْ (آپ پر سلام ہو اے میرے نانا)"

جواب میں مزارِ اقدس نبوی ﷺ (بے انتہا درود وسلام آپ ﷺ پر) سے اسی وقت از روئے انعام ومرحمت ارشاد ہوا:

"وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ یَا وَلَدِیْ (تم پر بھی سلامتی ہو اے میرے فرزند)"

جملہ حاضرینِ مسجدِ نبوی (علیٰ صاحبها الف الصلوٰۃ و السلام) نے اس آواز کو سنا۔ آپ سرورِ دوعالم ﷺ کی جانب سے اس درجہ انعام واکرام ہونے کے باعث سردار الاولیأ حضرت الشیخ السید احمد الکبیر الرفاعیؒ پر بہ سبب غایت' ذوق وشوق کی حالت وجد ورعد طاری ہوگئی' حتیٰ کہ طاقت کھڑے رہنے کی نہ رہی' بعد ایک لمحہ کہ مزارِ اطہر نبوی ﷺ کے اور زیادہ قریب ہو کر نہایت عجز وفروتنی سے یہ رُباعی پڑھی:

فی حالة البعد روحی کنت اُرسلها　　　تقبل العرض عنی وھی نائبتی

دوری کی حالت میں تو اپنی روح کو روضۂ اطہر ﷺ پر بھیجتا تھا' تاکہ زمین بوسی میں میری نائبی کرے

و ھٰذہِ دولة الاشباح قد حضرت　　　فامد و یمینكَ کی تحظی بھا شفتی

اب جبکہ دولتِ وصل اصالۃً (بحالتِ جسمانی) حاصل ہے' تو آپ اپنا سیدھا ہاتھ دراز کیجئے تاکہ اُسے بوسہ دے کر مجھے شرف حاصل ہو۔

سبحان اللہ کیا نوازش و اکرام حضور رسولِ خیر الانام ﷺ کے حضرت الشیخ السید احمد الکبیر الرفاعیؒ پر ہیں کہ ہنوز یہ اشعار تمام نہ ہونے پائے تھے کہ مزارِ رحمت اللعالمین ﷺ سے سرورِ کائنات فخرِ موجودات ﷺ کا دستِ معجز نما پُر ضیا' چمکتا ہوا جلوہ افروز ہوا۔

حضرت الشیخ السید احمد الکبیر الرفاعیؒ معشوق اللہ نے گھٹنوں کے بل بیٹھ کر نہایت ادب واحترام سے دستِ اطہر نبوی ﷺ کا بوسہ لیا۔ دستِ منور پھر قبر شریف میں مخفی ہو گیا۔

جس وقت یہ واقعہ ظہور میں آیا اس وقت بارگاہِ رسالت میں نوے ہزار (۹۰۰۰۰) سے زیادہ عاشقان جمالِ محمدیؐ کا مجمع موجود تھا' جنھوں نے اس واقعہ کو بنظر خود دیکھا اور فخرِ موجودات ﷺ کے دستِ مبارک کی زیارت کی اور دیدار سے مشرّف ہوئے۔

اس وقت جملہ حاضرین میں بڑے مراتب والے مشائخ کرام و اولیائے عظام بھی موجود تھے جن کے نامِ نامی و اسمائے گرامی یہ ہیں۔ حضرت عدی ابنِ مسافر الامویؒ' شیخ عبدالرزّاق الحسینیؒ' شیخ احمد زعفرانیؒ' حضرت شیخ حیات بن قیس حرّانیؒ اور شیخ خمیسؒ موجود تھے۔ علاوہ ان اولیائے کرام کے حضرت محبوب سبحانی قطبِ ربانی غوثِ اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی نور اللہؒ بھی موجود تھے۔ علاوہ ان کے اور بھی مشائخ اور اولیائے حاضر تھے جو تمام حضور ﷺ کے دستِ منور کی زیارت سے شرفیاب ہوئے۔

شیخ حیات بن قیس حرّانیؒ' شیخ عدی ابنِ مسافر الامویؒ' شیخ عقیل المنجیؒ ان تینوں مشائخوں نے اسی روز حضرت الشیخ سیدنا احمد الکبیر الرفاعیؒ سے بیعت کی اور خرقہ بھی پہن لیا اور حضرت احمد الکبیر الرفاعیؒ کے خلفا اور متبعین میں شامل ہو گئے۔

شیخ امام الاولیائے سیدنا احمد الکبیر الرفاعیؒ کے خادم علی بن موہوب سے روایت ہے وہ کہتے ہیں: وہ دستِ مبارک حضورِ اکرم ﷺ کا جو میرے شیخ زبدۃ الاولیائے خلاصۃ اتقیائے دراصل الی اللہ سیدنا احمد الکبیر الرفاعیؒ کیلئے مزارِ مقدس و منور نبوی سے جلوہ افروز ہوا میری آنکھوں میں سمایا ہوا ہے۔ دستِ اطہر نہایت خوشنما' سفید رنگ' دراز انگلیوں والا' پُر ضیا' برق و بجلی سے زیادہ چمکتا ہوا روشن اور پُر انوار اور معطر المعطر اور بے مثل تھا۔ دستِ مطہر کا ظہور میں آنا تھا کہ حرم شریف تہ و بالا ہو گیا اور لوگوں میں گویا قیامت برپا ہو گئی اور ایک ہیبت و دہشت و رعب و دبدبہ سلطان محمدیؐ کا دلوں پر طاری ہو گیا

اور مسجدِ نبوی تمام روشن و منور و معطر ہو گئی۔ گویا خوشبو اور نور کی بارش ہو رہی تھی۔ چاروں طرف سے آواز اللہ اکبر کی بلند ہوئی اور تمام حاضرین کے لبوں پر درود شریف (اللّٰھم صلی علیٰ محمد وعلیٰ اٰلِ محمد ﷺ) جاری و ساری ہو گیا۔

شیخ علی بن ادریس یعقوبی سے روایت ہے کہ حضرت غوثِ اعظم دستگیر شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے فرمایا: میں حاضر تھا اسی محفلِ کرامت میں جس سے حق تعالیٰ نے سیّد احمد الکبیر الرفاعیؒ کو شرف بخشا اور دست بوسیٔ دست مبارک ﷺ کی حاصل ہوئی اور انعامِ الٰہی سے اعلیٰ مرتبہ نصیب ہوا۔ حضرت یعقوبی فرماتے ہیں میں نے عرض کی یا حضرت! کیا رجال اللہ کو اس کرامت پر جو حضرت شیخ اعظم سیّدنا احمد الکبیر الرفاعیؒ کو نصیب ہوئی، رشک نہ آیا؟ آپؒ روئے اور فرمانے لگے! یا ابنِ ادریس اس کرامتِ پُر سعادت پر فرشتے، ملائک اعلیٰ بھی سیّد احمد الکبیر الرفاعیؒ پر رشک کرنے لگے۔

کتاب "وظائف احمدیہ" میں تحریر ہے:

الشیخ الِانس وَالجان سید احمد الکبیر الرفاعیؒ تمام اولیاً میں اسی طرح ممتاز ہیں جس طرح حضور رسالت پناہ رسولِ خدا ﷺ انبیاً اور رسولوں میں ممتاز ہیں۔ صاحبِ کتاب وظائف نے مثال اس کی یوں بیان کی ہے:

"حق تعالیٰ جلّ شانہٗ نے آقا و مولا رحمت اللعالمین ﷺ کو معراج عطا فرما کر اعلیٰ وارفع شرف بخشا اور رسالت پناہ ﷺ کو قرب کامل اور اکمل حق تعالیٰ کا حاصل ہوا۔ جو عقل کے دائرے سے باہر ہے۔ اسی طرح خداوند کریم جلّ شانہٗ نے روحِ عارفین الشیخ السید احمد الکبیر الرفاعیؒ کو سرورِ کونین تاجدارِ مدینہ ﷺ کی دست بوسیِ دستِ طاہر و منور حضرت رسالت پناہ ﷺ سے مشرف فرما کر حضرت احمد الکبیر الرفاعیؒ کو روئے زمین کے تمام اولیاً میں سرفراز و ممتاز کر دیا"۔

شیخ علی الواسطیؒ "خلاصۃ الاکسیر" میں تحریر فرماتے ہیں:

"الامام صاحب طریقہ رفاعیہ السید احمد الکبیر الرفاعیؒ کو بیعت قریب تر اور نسبت قریب ترین آنحضرت ﷺ کی حاصل ہے کیونکہ ہاتھ سیّدنا احمد الکبیر الرفاعیؒ کے اور لب بذات خود بجسم خود دستِ اطہر و معطر نبوی ﷺ کی لمس سے مشرف ہوئے ہیں"۔

شیخ الاسلام قلیوبیؒ کتاب "تحفۃ الراغب" میں لکھتے ہیں:

"تمام اہلِ اللہ صوفیاً و علماً کا متفقہ فیصلہ ہے کہ رتبہ السید احمد الکبیر الرفاعیؓ کا مافوق قطبیت وغوثیت ہے۔ کوئی ولی اس رتبہ جامعیت اوصافِ حمیدہ واخلاقِ سعیدہ ومقاماتِ فریدہ کا نہیں آیا اور نہ ہی آئے گا"۔

راغب میں مزید تحریر ہے:

"قسم اللہ کی مرتبہ اعلیٰ جان لینے کیلئے یہی کافی ہے کہ الشیخ السید احمد الکبیر الرفاعیؓ شرف دست بوسی دستِ منور ومبارک رسالت پناہ ﷺ سے سرفراز ہوئے اور یہ شرف امتیازی مشرف ہے"۔

یہ آنحضور ﷺ کی دست بوسی ہی کا اثر ہے جس کے سبب سے جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاندان کے مرید وجد میں آکر ضرب لگاتے ہیں اور گرز و شمشیر اور سیخ وغیرہ آلاتِ آہنی اپنے جسم پر مارتے ہیں یا جسم کے آر پار گزارتے ہیں تو خون نہیں نکلتا۔ اور اگر خون نکلے بھی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں سے یا کسی بالکل کمسن چھوٹے بچے کا یا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کسی خلیفہ جس کو باقاعدہ طریقہ سے اجازت حاصل ہو کا لعابِ دہن لگا دیا جاتا ہے اور لعاب دہن لگاتے ہی اس شخص کا خون بہنا بند ہو جاتا ہے اور اس کا جسم صحیح و سالم ہو جاتا ہے کیونکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لبِ مبارک آنحضور سرورِ کائنات ﷺ کے دستِ معتبر سے مَس ہونے کا شرف رکھتے ہیں۔ یہ اسی کی تاثیر ہے جو آپ کی اولاد میں اب تک موجود ہے۔

مؤلف: حضرت الحاج السید رضی الدین الرشید عرف لالہ میاں الرفاعیؒ

سجادہ نشین پاکستان سلسلۂ رفاعیہ

(ماخوذ از "شانِ رفاعی" جلد دوم)

"تریاق المحبین" میں ہے کہ شیخ امام العلماء شیخ احمد عزالدین الفاروسی الواسطی قدس اللہ سرہٗ سے حضرت السید احمد الکبیر الرفاعیؓ کے بلند رتبہ کا سبب پوچھا' فرمایا کہ السید احمد الکبیر الرفاعیؓ کے اس بلند مرتبہ کا سبب ادبِ محمدی و نبی کریم ﷺ کی خالص سنت و پیروی کی وجہ سے ہے اس کے علاوہ اپنے آپ کو بڑا نہ سمجھنا اور بددعا کرنے کی بُرائی سے چھٹکارا ہے (کسی کو بددعا نہ دینا) اور اس کی بلندی کی لالچ' مدہوشی کی خرابی اور حد سے زیادہ بڑھنے سے بچنے میں' اس کی سلامتی عیب خود بینی سے بچنے اور اس کا نفس تعلقات و بُرائیوں سے پرہیز کرنے اور نفس کی تمام آلودگیوں سے دور ہونے میں ہے' جیسے کپڑوں کو بدن سے علیحدہ کرتے ہیں۔

اس کے بعد کہا کہ' اے میرے بیٹے ہم شیوخ کی صحبت میں پہنچے' آدمیوں سے ہم نے کبھی نہ دیکھا کہ آپ کے اصحاب کی صحبت کے فیض کو پہنچتے ہوں اور آپ کی جماعت کی باتیں اور آپ کی سیرت کو پڑھا ہو' اور شریعت کی کسوٹی پر ہم نے حق و باطل میں تمیز کی ہے' کسی شیخ کو صحابہ کرام و اہلبیتِ عظامؓ کے بعد خلق میں عظمت و اعلیٰ و مرتبہ میں بڑا' اور اتباعِ نبوی ﷺ میں بہت صحیح سیدنا احمد الکبیر الرفاعیؓ کے علاوہ نہیں دیکھا' اگر عوام کی سمجھ کے قصور کا لحاظ نہ ہو تو .... تجھ کو ان سیدِ عظیم القدر کے کام بتاؤں کہ اس کے سننے سے تیرے کان بہرے ہو جائیں اور اس کو برداشت کرنے سے فہم قاصر ہو جائے اور اس کو سمجھنے میں عاجز ہو جائے۔

حق تعالیٰ نے السید احمد الکبیر الرفاعیؓ کو بلند مرتبہ' بلند مشرب' اعظم و مقامِ اکرم' حال اکمل و سلوک افضل کرامت عطا فرمائی اور آپ دین کے کام کے مجدد اور جدِ امجد سیدالمرسلین ﷺ کے نائب ہیں'

اگر السیّد احمد الکبیر الرفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ **نہ ہوتے تو حق کا راستہ اس زمانے میں گم ہو جاتا** اس وجہ سے کہ لوگ خلافِ شرع باتیں کرنے والے' غرور کرنے والے لوگوں کی باتوں کے گرویدہ ہو گئے تھے اور عاجزی و انکساری کے مقام سے دور ہو گئے تھے اور نبیٔ مختار ﷺ اور آپ کی نیک اولاد اور نیک اصحاب کی سیرت سے دور ہو گئے تھے' اللہ

تعالیٰ آپؓ کو بہتر جزا دے‘ آپؓ جدِ امجد سیدالانبیاء ﷺ کی طرف سے اور اللہ تعالیٰ اس کی پسندیدہ سُنّت و شریعت محمدیؐ اور پسندیدہ طریقہ پر عمل کرنے کی وجہ سے بہتر جزا دے۔

سیّدالاولیاء سیدنا احمد الکبیر الرفاعیؒ کے بارے میں اس حدیث شریف کا مضمون پورے طور پر ثابت ہوتا ہے‘ حق تعالیٰ نے آپؓ کے بدعت ختم کرنے اور سُنّت کو زندہ کرنے کی بنا پر فرمایا کہ السید احمد الکبیر الرفاعیؒ اپنے قول و فعل کے سبب مددگار و ناصر رسول ﷺ رہے ہیں۔ مثال کے طور پر بعض اقطاب محمدی ﷺ مشرب پر ہیں لیکن (جس کے نتیجہ میں وہ) نوحؑ کا قدم ان کی نوحی طریقہ یا راستہ پر لے جاتا تھا‘ غضب ناک ہوا اور خلق کو برباد کیا۔

حضرت السیّد احمد الکبیر الرفاعیؒ کا قدم محمدی ﷺ غضب و غصہ کی حالت میں بھی خلق محمدی ﷺ لگتا ہے کہ سوائے اصلاح اور حاجت روائی کی دعا اور کوئی چیز نہیں کرتا‘ لہٰذا یہ مخفی اہل علم پر پوشیدہ نہیں ہے۔

قطبیت اور غوثیت سے ہے سوا ——— رتبہء اعلیٰ و اکرم آپ کا
شانِ عالی آپ کی ہے بے نظیر ——— یا رفاعی سیّدِ احمد کبیر

شیخ عبدالغنی قادری نابلسیؒ نے اپنے قصیدۂ تائیہ میں فرمایا ہے:

انت الذی نور النبی بدا علیٰ ——— صفحات وجھک للنواظر مبھت
فیکم ھدی طٰہٰ النبیؐ مجمع ——— مع انہٗ مافی الصالحین مشتت

ترجمہ: حضرت السیّد احمد الکبیر الرفاعیؒ وہ ہیں کہ نور النبی ﷺ آپؓ کے چہرہ مبارک پر ایسا نمایاں ہوا کہ ناظرین حیران ہوگئے اور آپؓ میں خصائل نبی ﷺ جمع کیے گئے ہیں‘ باوجودیکہ صالحین میں خصائلِ نبی ﷺ متفرق ہیں۔

شیخ الاسلام شیخ قلیوبیؒ "تحفۃ الراغب" میں لکھتے ہیں کہ اہلِ اللہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ السید احمد الکبیر الرفاعیؒ کا رتبہ قطب اور غوث کے مرتبہ سے بلند تر ہے اور انھوں نے کہا ہے کہ صحابہء کرامؓ اور اہلِ بیت عظامؓ اجمعین کے بعد اگر کوئی ولی اس مجموعہ اوصاف حمیدہ‘ اخلاص سعیدہ اور یگانہ مقامات کے مرتبہ پر فائق نہیں ہوا‘ اگر ظاہری کرامت سے کچھ بھی نہ ہو تب بھی یہ ہے کہ رسولِ مقبول ﷺ کی دست بوسی کا شرف حاصل ہوا‘ خدا کی قسم یہی ایک وجہِ کرامت کافی ہے۔

حافظ تقی الدین واسطیؒ "ترياق المحبين "میں تحریر کرتے ہیں کہ شیخ علی ابن ادریس یعقوبیؒ (خلیفہ غوث اعظم عبدالقادر جیلانیؒ) سید الاولیأ سیّدی احمد الکبیر الرفاعیؓ سے ملاقات کے بعد اپنی مجلس میں سیدنا احمد الکبیر الرفاعیؓ کی شان میں فرمایا' سیّدنا احمد الکبیر الرفاعیؓ آج صدیقوں کے سردار ہیں اور جو آپکے رتبہ کو پہنچنے کا دعوٰی کرے گا تو وہ دعوٰی باطل ہوگا۔

شیخ ابنِ ادریسؒ نے آپ کی تعریف وثنأ میں اس قدر طول دیا کہ مومنوں کے قلوب مشتاق ہوگئے اور محبت کی وجہ سے رونے لگے اور آپؓ کے ذکر سے مجلس معطر ہوگئی اور بیت سیّدنا احمد الکبیر الرفاعیؓ کی شان میں فرمایا:

هيهات ان باقی الزمان المثل   ان الزمان بمثل لبخيل

"افسوس زمانہ میں آپ جیسا نہیں آیا' بیشک زمانہ آپ جیسا پیدا کرنے میں بخیل رہا"

شیخ محمد بن عبدالبصری قدس اللہ سرہٗ نے فرمایا: ہم نے مقامات (واردات وحالات) پر ہر اولیأ کے بارے میں دریافت کیا' ان کی سیر کی انتہا معلوم کی گئی مگر السید احمد الکبیر الرفاعیؓ کی نہیں پہچانی گئی اور سوائے اس کے کچھ نہیں ہے کہ اس زمانے کے لوگ مروج توبہ کرنے کے طریقہ کو جانتے ہیں اور ہر وہ شخص جو آپؓ کے مرتبہ یا آپؓ کے رتبہ کو جاننے کا دعویٰ کرے اسے جھوٹا جانیں۔

اے بھائی' یہ وہ شخص ہے جو پہچانا نہیں جاتا اور نہ آپؓ کے مقام کی حد معلوم کی جاسکتی ہے وہ مرد کامل ہے کہ بشر ہونے کے تعلق اور نفس کو روکنے والی باتوں سے' جیسے کپڑا بدن سے علیحدہ ہوتا ہے آپؓ کو بری کیا اس زمانے کے چھوٹے بڑے اولیأ چاہے مشرق ومغرب میں' عرب وعجم میں ہوں ان کی ذمہ داری ان کے اوپر ہے اور انہیں سے مدد چاہتے ہیں اور ان سے فیض حاصل کرتے ہیں' سب کا شیخ سب کے درمیان ہوتا ہے۔ اپنے جدِّ امجد حضرت محمد ﷺ کے حُجرہ سے بخشش وعطا اس کے پاک دل پر برستی ہے اور وہ زمین کے لوگوں میں تقسیم فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کی عنایت سے السید احمد الکبیر الرفاعیؓ کی مدد منقطع نہیں ہوگی' یہ دولتِ عظمٰی آپؓ حضرات پر اور آپؓ کی اولاد پر ان پاک نفس کے سبب سے قیامت تک غم میں مددگار ہونے کیلئے مخصوص ہے۔ بفضل اللہ جلّ شانہٗ۔

(اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اس کے کام کو کوئی رد نہیں کرسکتا اور اس کی حکمت پر کوئی اعتراض نہیں کرسکتا)

(شیخ محمد بن عبدالبصری حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردیؒ کے شیوخ میں سے ہیں اور آپ اپنے وقت کے بڑے پائے کے ولی گزرے ہیں)

"الاصول الاربع فی طریق غوث الرفاعیؒ" میں تریاق المحبین کے حوالے سے لکھا ہے کہ شیخ عقیل منجبی قدس اللہ سرہٗ فرماتے ہیں **سیدی احمد الکبیر الرفاعیؒ اولیاءؒ کے اوپر اللہ تعالیٰ کی حجت ہیں گویا روزِ محشر میں اللہ تعالیٰ کا فرمان سنتا ہوں کہ فرمائے گا** "اے اولیاءؒ کے گروہ کیا پیش کرتے ہو تم میں سے کوئی وہ چیز جو السید احمد الکبیر الرفاعیؒ نے پیش کی' اس نے خواہش کو چھوڑ دیا اور تقویٰ اختیار کیا اور خلافِ شریعت وفخر وغرور سے علیحدہ ہو گیا' انکساری اور عاجزی کے کپڑے پہن لئے' اپنے سے بڑا پن وناز ونخرے کو دور کیا اور سکون و نیازمندی کو اپنے نفس کی صفت بنایا" آگاہ رہو کہ وہ ایک بندہ ہے جس نے حقِ عبدیت کو ادا کیا اور بشریت کی حد کو پہچان کر اس سے آگے بڑھا' عظمت' ربوبیت (پروردگار ہونے کی بزرگی) کو جان کر خود کو اپنے مولا کے در پر عاجزی کے ساتھ ڈال دیا' قسم ہے ذاتِ پاک (ایزدی اللہ) کی کہ السید احمد الکبیر الرفاعیؒ اس خطاب کے لائق ہیں کہ باوجود یہ کہ اعلیٰ مرتبہ کو پہنچے مگر وہ ادب کے مقام سے دور نہیں ہوئے اسی لئے بہت سے گروہ پر سبقت حاصل کی اور منزلوں و مرتبوں کو پہنچنے کے باوجود دعائیں اور نیکی کرنے میں مشغول رہے۔

حضرت شیخ عقیل منجبی قدس اللہ سرہٗ اپنے دور میں مشائخ شام کے شیخ تھے' آپ کی صحبت سے بیشمار لوگ فیضیاب ہوئے' جن میں چالیس تو صاحبِ نسبت بزرگ ہوئے ہیں' جیسے شیخ عدی بن مسافرؒ' شیخ موسیٰ زولیؒ آپ خرقہ عمریہ لے کر سرزمینِ شام گئے تھے۔ شیخ عقیلؒ کو شیخ طیار کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے' آپ اپنے قصبہ کے مینار سے اُڑ کر بلادِ مشرق پہنچے تھے' آپ کے شیخ مسلمہؒ آپ کو "غواص" کے نام سے بھی یاد کرتے تھے۔

حضرت شیخ عقیلؒ غواصین میں ہونیکے علاوہ ان چار شیوخ میں سے ہیں جو زندوں کی طرح اپنی قبروں میں رہ کر بھی تصرف کرتے ہیں اور آپ ان شیوخ میں سے ایک ہیں جنھوں نے واقعۂ دست بوسی کے وقت سیّدی احمد الکبیر الرفاعیؒ کے ہاتھ پر بیعت کی اور خرقہ پہن لیا اور آپؒ کے حلقۂ ارادت میں شامل ہو گئے' آپ نے منبج کے مقام پر سکونت اختیار کی اور طویل عمر میں وہیں آپ کا وصال ہوا۔

حضرت شیخ عثمان سالم آبادی قدس اللہ سرہٗ نے فرمایا کہ السیّد احمد الکبیر الرفاعیؒ نے ظہور کیا ہے اور صالحین کے دروازے بند ہو گئے' روزِ قیامت تک اللہ کے حکم سے غیبی دولتِ خاص آپؒ کیلئے اور آپؒ کی اولاد کیلئے ہے۔

شیخ الاسلام والمسلمین علامہ لاثانی حضرت امام عبدالکریم رافعی قزوینیؒ اپنے مختصر بیان میں اور موافق جناب حافظ تقی الدین واسطی "تریاق المحبین" میں اور علامہ سیّد محمد ابی الھدیٰ صیادی رفاعی وصاحب "العقد النفضید" (ترجمہ جواہر الفرید) نے لکھا ہے:

ایک روز محبوبِ سبحانی غوثِ صمدانی حضرت سیّد عبدالقادر جیلانیؒ کی مجلس میں معشوقِ ربانی السیّد احمد الکبیر الرفاعیؒ کا ذکرِ خیر نکلا اس وقت محبوبِ سبحانی غوثِ صمدانی حضرت سیّد عبدالقادر جیلانیؒ نے فرمایا: آج السیّد احمد الکبیر الرفاعیؒ حجت اللہ علی اولیاءٔ وصاحبِ نعمت ہیں' ایسا فرما کر آپؒ نے السیّد احمد الکبیر الرفاعیؒ کی شان میں اپنی زبان مبارک سے یہ شعر فرمایا:

هذا الذی سبق القوم الاولی اذا　　　　رائن قلت هذا اخر الناس

ترجمہ: السیّد احمد الکبیر الرفاعیؒ اگلے زمانے کے اولیاءٔ پر سبقت لے گئے جب میں ان کو دیکھتا ہوں' تو دیکھتا ہوں کہ وہ ہی آخر الناس ہیں۔

کتاب "زین المجالس" میں مرقوم ہے:

حضرت غوثِ اعظم محبوبِ سبحانی سیّد عبدالقادر جیلانیؒ نے فرمایا:

"جو شخص ایک وقت فنا ہو کر پھر وہ زندہ ہو جائے ہرگز عبد نہیں ہو سکتا' مگر جمیع اولیاءٔ میں دو ولی اللہ فنا ہو کے پھر زندہ ہوئے' ان میں ایک سیّدنا احمد الکبیر الرفاعیؒ ہیں"۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مختصر ملکی و مذہبی حالات

چھٹی صدی ہجری کا وہ زمانہ تھا جس کو پر تفن عہدِ ظلماتی کہنا بیجا نہ ہوگا جس وقت صحیح اور سچے اسلامی عقائد اور اقوال میں بگاڑ پیدا ہو رہا تھا اور ان کی جگہ ذاتی مصالح کی بنا پر نئی نئی تراکیب جنم لینے لگی تھیں، خلافتِ عباسیہ کا دور اپنی دینوی شان و شوکت کے لحاظ سے مسلمانوں کے سابقہ جاہ و جلال کا درخشندہ ثبوت اور یادگار ضرور تھا اس کی سطوت و ہیبت کی ہر طرف دھوم مچی ہوئی تھی مگر یہ عظمت بھی قصہ پارینہ بن چکی تھی' اسلامی خلافت میں دینی اور اخلاقی اقدار معدوم ہو رہی تھیں۔

اسلامی حکومت اور آبادی میں کوئی فرق نہ آیا تھا' یعنی مراکش سے ہندوستان تک مسلمان ہی مسلمان تھے اور حکومتیں بھی اسلامی تھیں اور ہر طرف جنگ و جدل اور رزم و پیکار کا سلسلہ جاری تھا' مسلمانوں میں باہم نااتفاقی ہو چکی تھی' عقائد کے لحاظ سے وہ کئی گروہ میں تقسیم ہو رہے تھے اور اسی بنا پر آپس میں قتل و مقاتلے جاری تھے' مسلمانوں کی مرکزی قوت فنا ہو چکی تھی' وہ مذہبی تفرقہ کا شکار تھے امراؤ عمائد بدکاریوں کے سمندر میں ڈوبے ہوئے تھے اور اپنی اخلاق سوز حرکتوں پر نادم بھی نہیں ہوتے تھے' کینہ' بغض' عداوت' شر و فساد' حرص و ہوا س' غفلت اور تساہل جیسے عیوب عام ہو گئے تھے' نت نئی لڑائیوں سے ملک اجڑے جاتے تھے' مذہبی انتشار اور دینی گمراہیوں کا شدید طوفان برپا تھا' نام نہاد صوفیاً اور دنیا پرست درباری علماً کی بے راہ روی کی وجہ سے دین میں رخنے پڑ رہے تھے اور ملحدانہ خیالات ترقی حاصل کر رہے تھے' ایثار و اخلاص کی روح مردہ ہو گئی تھی' اہلِ علم کے دامن حرص و ہوس سے آلودہ تھے۔

جبکہ نبوت کے بعد خلافت اس نہج پر چلی کہ اللہ اور اس کے رسولؐ سے امت کے ربط کی تجدید کرنا اور میثاق و عہد کی یاد دہانی کرنا' اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت' نفس و ہوا اور شیطان کی مخالفت کرنا' اپنے معاملات میں اللہ اور رسول ﷺ کو حکم قرار دینے اور طاغوتی طاقتوں کا انکار فی سبیل اللہ جہاد

کرنے کا وعدہ یاد دلانا۔

بعد کے خلفاء نے اس سے غفلت برتی' خلافت جس کا اصلی فرض تھا اس سے کنارہ کش ہو گئے اور اس کی جگہ جبایت و تحصیل اور وصول' فتوحات و ملک گیری پر منحصر ہو گئے اور اگر خلافت کا بیعت سے کوئی تعلق رہا بھی تو صرف اپنی ذات اور اپنے عہد کی حکمرانی کیلئے' خلافت کی روح کو اور نبوت کی امانت کو ضائع کر کے صرف انتظامی امور' سیاست' ملک و جبایت ہو رہی تھی۔

اسی چھٹی صدی ہجری کے پُرآشوب دور میں سید الاولیا سید احمد کبیر الرفاعیؒ اس نازک حالات کو سنبھالتے ہیں اور اپنی خداداد تقریری صلاحیت کو بالخصوص بروئے کار لاتے ہیں اور ارشاد فرماتے ہیں:

ملکت کل الطرق الموصلته فیما رائیت اقرب ولا اسھل ولا اصلح من الافتقار والذل ولا نکسار

ترجمہ: میں ان ساری راہوں پر چلا ہوں جو اللہ تعالیٰ تک پہنچاتی ہیں' مگر سب سے آسان اور مناسب ترین اور منزل مقصود تک بہت جلد پہنچانے والی راہ نیاز مندی' فروتنی' انکساری سے زیادہ کوئی نظر نہ آئی۔

پوچھنے والے نے دریافت کیا کہ اس فروتنی' نیاز مندی کے حاصل کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

ارشاد فرمایا: **تعظیم امر اللہ و تشفق علی خلق اللہ و تقتدی بسنته رسول اللہ ﷺ**

ترجمہ: اللہ کے حکم کا وجود ہر موقع و حال' حرکت و عمل کیلئے وارد ہے' اس کا احترام کرو اور اللہ کی مخلوق کے ساتھ (ان کے حقوق کی ادائیگی) میں شفقت و مہربانی کرو اور ہر عمل میں رسول اللہؐ کے طریقہ کی پیروی کرو

جس ماحول اور جس فضا میں سید الاولیا سید احمد کبیر الرفاعی نے یہ جملہ ارشاد فرمایا اس کی اہمیت اور نزاکت کا اندازہ اب نہیں لگایا جا سکتا ظاہری امور' شرعی احکام' حقوق العباد کی ادائیگی' صوفیا و شیوخ اور علماء و فضلاء میں کوئی اہمیت نہیں تھی' ان امور کو بہت ہی معمولی اور حقیر سمجھا جاتا تھا' ان امور پر کچھ کہنا یا ان کا سننا اپنی شان اور مرتبہ سے نہایت فروتر و کمتر خیال کیا جاتا تھا اور سرمایۂ ملت منتشر ہو رہا تھا۔

ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے یہ اہم اور دشوار کام اپنے محبوب اور مقدس بندے اپنے نانا جان رسول اللہ ﷺ کے دستِ مبارک کو بوسہ دینے والے سید الاولیا سید احمد کبیر الرفاعیؒ کے سپرد فرمایا اور آپ نے اپنی خداداد صلاحیت کے ساتھ ہدایت کا نور پھیلایا' آپ کی عظیم جدّ وجہد کے بعد مذہبی استحکام کا ایک نیا دور شروع ہوا' مسلمانوں کے دینی احساس کو اس طرح بیدار کیا کہ وہ تزکیہ نفس کی شدید ضرورت محسوس کرنے لگے' حالات ناخوشگوار تھے ماحول نہایت ناسازگار تھے لیکن آپ کی جدّ وجہد کامیاب ہوئی۔

آپ نے بڑی دانائی کے ساتھ مسلمانوں کے بکھرے ہوئے شیرازہ کو منظم کیا اور بڑی خوبی کے ساتھ ان کے اندر دینی غور وفکر کی صلاحیتوں کو ابھارا اور ان کی اصلاح فرمائی اور وہ حقیقتِ اسلام' حلاوتِ ایمان سے مالا مال ہوئے۔

آپ کی اس انقلابی خدمت کا لکھنے والوں نے نمایاں تذکرہ اور اعتراف کیا ہے اور لکھتے ہیں کہ کتاب وسنت کو مضبوطی سے تھامنے کا حکم فرماتے تھے اور کتاب وسنت میں دوراز کاریوں سے اور لایعنی باتوں سے منع فرماتے تھے۔

علم وعلماء کی تعظیم کا حکم کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کی شریعت پر عمل پیرا ہونے والے علماء ہی درحقیقت اولیاء اللہ ہیں اور مرشد ہیں۔

حضرت سید احمد کبیر الرفاعیؒ رسول اللہ ﷺ کی سنت سے اور آپ کی سیرتِ طیبہ سے ذرّہ بھر ہٹے ہوئے نہیں تھے اسی وجہ سے آپ کو بلند مقام ملا اور عظیم مرتبہ عطا ہوا اور اسی وجہ سے " محی الدین کبیر " کے لقب سے نوازا گیا۔ چنانچہ آپ کی کوشش کامیاب اور محنت بارآور ہوئی' اور جہالت ومعاصی سے تائب ہونے والوں کی تعداد یوماً فیوماً بڑھنے لگی اور ہزاروں' لاکھوں کی زندگی میں انقلاب آیا۔

مختصر خاندانی حالات

خلیفہ ہارون الرشید عباسی نے ۱۹۳ھ میں وفات پائی جس کے بعد ان کے بیٹے امین الرشید خلیفہ بنے' چونکہ ہارون الرشید اپنے بیٹوں میں سلطنت تقسیم کر چکے تھے اور اصول معین کر چکے تھے اس لئے

ایک کے بجائے دو حکمراں عباسی حدودِ سلطنت پر حکمرانی کرنے لگے' امین میں بہت سی خوبیاں تھیں' علم دوست تھا' فیاض تھا' کیونکہ صاحب باکمال اور پایہ شناس شخص تھا' ساتھ ساتھ اس میں بہت سی برائیاں بھی تھیں عیش طلب' راحت پسند' خود غرض تھا' اپنے اختیار کی وسعت کی وجہ سے اس نے مامون الرشید پر جبر و تعدی شروع کر دی' بالآخر دونوں بھائیوں میں جنگ ہوئی اور امین الرشید چار سال حکومت کرنے کے بعد ۱۹۸ھ میں قتل ہوا' امین کے قتل کے بعد بھی مامون الرشید چار سال تک مرو (ایران) میں رہا' سلطنت کا کاروبار فضل بن سہل وزیر کے سپرد تھا اور خود عالموں' فاضلوں سے جو اس کے دربار میں بھرے رہتے تھے' فلسفی مباحثوں میں مصروف رہتا' اس لئے ملکی انتظام کی ابتدا ناموزوں طریقہ پر ہوئی کیونکہ فضل بن سہل نے تمام ملک کو اپنے ہاتھ میں رکھنا چاہا' بصرہ' کوفہ وغیرہ کی حکومت اس نے اپنے حقیقی بھائی حسن بن سہل کو عنایت کی اور ہر شہر و صوبے میں اپنی طرف سے عمال و نائب مقرر کر کے بھیجے' عرب کا ایک گروہ جو کہ دربار میں بڑی قوت رکھتا تھا ہمیشہ سے اہلِ عجم کا حریف تھا اور یہ باتیں عرب گروہ کو نہایت اندیشہ دلاتی تھیں کہ عجم پھر سے ہم پر محیط نہ ہو جائے' وجہ یہ تھی کہ فضل اور حسن حقیقی بھائی تھے اور عجمی الاصل تھے اور یہی بدگمانی زیادہ قوی ہوگئی کہ اہلِ عجم رفتہ رفتہ سیاہ و سفید کے مالک ہو جائیں گے۔

یکم رمضان ۲۰۱ھ میں خلیفہ مامون الرشید نے حضرت امام علی رضا کو اپنا ولی عہد بنایا' ابتدا میں تو فضل بن سہل کی وزارت کا جھگڑا تھا لیکن اب جو ہنگامے پھوٹے وہ حضرت امام علی رضا کی ولی عہدی پر تھے' اس انوکھے حکم نے بغداد میں قیامت انگیز ہلچل مچا دی کہ خلافت بنی عباس سے نکل کر خاندانِ علی ابنِ ابی طالب کے دائرہء اختیار میں آ جائیگی' لہٰذا خفیہ طور پر ابراہیم بن المہدی عباسی (خلیفہ مامون الرشید کا چچا) کے ہاتھوں پر بیعت کی اس کے باعث اطراف ملک میں جا بجا بغاوت کے شعلے بھڑک اٹھے' ملک میں جو برہمی پیدا ہوئی تو سادات اور علویین کے خیالات خلافت تازہ ہو گئے' ان کے حقوق واپس ملنے کا وقت آ گیا چنانچہ ۱۹۹ھ میں ابو عبداللہ محمد بن ابراہیم بن اسماعیل بن ابراہیم المعروف ابن طباطبا بن حسن بن علی بن ابی طالب علوی کوفہ میں خروج کیا اور لوگوں کو آل رسولؐ کی بیعت اور متابعت کی دعوت دی' ان کی مدد پر بنی شیبان کے معزز سردار ابوالسرایا بن منصور شیبانی جو

امیر ہرشمہ کی فوج کے سرداروں میں تھا اٹھ کھڑا ہوا اور اپنی متفقہ افواج سے حسن بن سہل کی فوج کو کوفہ کے باہر شکست دے کر تمام جنوبی عراق پر قبضہ کر لیا' فتح کے دوسرے دن ابن طبا طبا مردہ پایا گیا' ابوالسرایا نے اس کی جگہ جو آل ہاشم ہونے کی حیثیت سے ابن طبا طبا کا ہم پلہ تھا محمد بن زید علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب کو خلیفہ مقرر کیا' حسن بن سہل نے دوبارہ فوج بھیجی ابوالسرایا نے اسے بھی مار کر ختم کر دیا۔ اسی دوران میں سادات اور علویین ہر چہار جانب سے ابوالسرایا کی مدد کو جمع ہو گئے۔

اس کے بعد ابوالسرایا نے حسن بن حسن ابن امام زین العابدین کو جنہیں افطس کہتے تھے مکہ کا گورنر مقرر کیا اور ابراہیم المرتضٰی بن امام موسیٰ کاظم کو یمن کا گورنر بنایا' فارس پر اسماعیل بن امام موسیٰ کاظم کو گورنر بنایا اور مدائن کی طرف محمد بن سلیمان بن داؤد بن حسن مثنٰی کو روانہ کیا اور حکم دیا کہ جانب شرقی سے بغداد پر حملہ کرے اس طرح ابوالسرایا کی سلطنت بہت وسیع ہو گئی' والئی واسط حسن بن سہل نے امیر ہرشمہ کو ابوالسرایا کی سرکوبی کیلئے روانہ کیا اور ابوالسرایا نہروان کے قریب شکست کھا کر مارا گیا اور محمد بن زید علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب کو خلیفہ مامون عباسی کے پاس بھیج دیا۔

حسن بن سہل نے اس کامیابی کے بعد علی بن سعید کو مکہ و مدینہ اور یمن کی طرف سادات علویین سے جنگ کرنے کیلئے فوج روانہ کیں' مکہ میں ابراہیم المرتضٰی بن امام موسیٰ کاظم کو جب اطلاع ملی کہ ابوالسرایا جنگ میں مارا گیا ہے تو اس نے مکہ پر کسی کو اپنی طرف سے گورنر مقرر کر کے یمن کی جانب کوچ کی' یمن کی گورنری پر اسحاق بن موسیٰ بن عیسٰی خلیفہ مامون کی جانب سے مامور تھا' اس کو جب خبر ملی کہ ابراہیم المرتضٰی بن امام موسیٰ کاظم یمن کی طرف آرہے ہیں تو اس پر اس قدر خوف طاری ہوا کہ وہ یمن چھوڑ کر مکہ کی جانب بھاگ نکلا اور ابراہیم المرتضٰی نے یمن پہنچ کر قبضہ کر لیا۔

حضرت امام ابراہیم المرتضٰی بن امام موسیٰ کاظمؒ

حضرت ابراہیم المرتضٰی بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادقؓ بڑے سخی و کریم تھے' خلیفہ مامون الرشید عباسی کے زمانے میں جناب محمد بن محمد بن زید علی بن الحسین بن علی بن ابی طالبؓ کی طرف سے کہ جن کی امیر ابوالسرایا نے بیعت کر لی تھی یمن کے امیر ہوئے اور جس وقت امیر ابوالسرایا مارا

گیا اور طالبین پراگندہ اور چھپ گئے تو خلیفہ مامون الرشید نے ابراہیم المرتضٰی کو امان دی۔
ابراہیم المرتضٰی ابن موسیٰ کاظم سید جلیل و امیر نبیل اور عالم فاضل اور اپنے آباؤ اجداد سے حدیث روایت کرنے میں مشہور تھے' آپ جب ابوالسرایا کے زمانے میں یمن پہنچے تو وہاں آپ کا غلبہ تھا' آپ لوگوں کو اپنے بھائی امام علی رضا کی امامت کی دعوت دیتے تھے یہ خبر جب خلیفہ مامون الرشید کو پہنچی تو لوگوں نے آپ کی سفارش کی جو خلیفہ مامون الرشید نے قبول کر لی اور آپ کو امان دے دی' آپ سے معترض نہ ہوا' حضرت امام ابراہیم المرتضٰی کی وفات بغداد میں ہوئی اور آپ کو مقابرِ قریش (کاظمینِ بغداد) میں آپ کے والد کے روضہ شریف میں سپردِ خاک کیا گیا۔

حضرت ابوسبحہ موسیٰ الثانی بن امام ابراہیم المرتضٰیؒ

آپ اہل اصلاح و عبادت و ورع میں فاضل شخص تھے آپ بھی روایتِ حدیث کیا کرتے تھے' آپ نے بغداد میں وفات پائی اور آپ کو بھی مقابرِ قریش (کاظمینِ بغداد) میں سپردِ خاک کیا گیا' اسی طرح آپ کے فرزند حضرت ابوعبداللہ الحسین عبدالرحمٰن الرضی المحدث القطعی البغدادی مجتھد و علی لا طلاق اور مرجع فضلا آفاق تھے' آپ کی وفات بھی بغداد میں ہوئی اور آپ کو بھی کاظمینِ بغداد میں سپردِ خاک کیا گیا' آپ کے فرزند حسن القاسم ابوموسیٰ رئیسِ بغداد جنھیں شرف الدولہ بن عضدالا دولہ نے ولایت نقابت طالبین دی تھی اور آپ کو نقیب النقبا' کہتے ہیں' آپ کی وفات مکہ مکرمہ میں ہوئی اور وہیں مدفون ہیں' آپ کے فرزند السید محمد القاسم جو کہ عالم' فاضل و کامل مشہور تھے آپ کی وفات بھی مکہ مکرمہ میں ہوئی اور وہیں مدفون ہوئے' اسی طرح آپ کے فرزند السید مہدی المکی جو علویہ اشرف مکہ بلکہ قطب ملک ارشاد اور مرکزِ دائرہ ارشاد تھے' آپ بھی مکہ مکرمہ میں مدفون ہیں اور آپ کے فرزند السید رفاعۃ المکی نے ۳۱۷ھ میں فتنہ قرامطہ کے سبب اشبیلیہ مغرب کی طرف ہجرت فرما گئے۔

حضرت السید رفاعۃ الحسن المکی

حضرت السید رفاعۃ الحسن مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے جب اشبیلیہ پہنچے تو سادات' ملوک و امرا آپ

کی تعظیم کے لئے حاضر ہوئے لیکن السید رفاعۃ الحسن المکی نے پرہیزگاری کی وجہ سے اشبیلیہ کے صحرا میں قبیلہ بنی شیبان میں سکونت اختیار کی' شریف احمد بن شریف علی الحسینی مغربی زمین کے بادشاہ نے اپنی بیٹی کو آپ کی زوجیت میں دے دیا' اس سے بے بہا شرافت کے موتی یعنی زوجہ محترمہ سے آپ کو اللہ تعالیٰ نے چار فرزند عطا کیئے' (۱) سید علی (۲) سید عمران (۳) سید سعد (۴) سید برکات' انہی حضرت سید علی پر ہمارے بزرگ سلطان العارفین کا سلسلہ ختم ہوتا ہے۔

سید علی اشبیلیہ میں قریش کے قبرستان میں مدفون ہیں' ابوالفضل سید علی کی اولاد اشبیلیہ مغرب میں سید یحییٰ نقیب البصرہ (بصرہ میں مدفون ہیں) کے زمانے تک سکونت رکھتے تھے' یہاں تک کہ حضرت سید یحییٰ ۴۵۰ھ میں اپنے چچا کے بیٹوں کے ہمراہ زیارتِ مدینہ منورہ روانہ ہوگئے' جب آپ وہاں پہنچے تو اہلِ بیت مدینہ منورہ نے حضرت یحییٰ کی بہت تعظیم کی' آپ مدینہ منورہ کی زیارت کے بعد مکہ مکرمہ پہنچے اور مناسکِ حج ادا کر کے حجاز مقدس سے بصرہ (عراق) کی طرف روانہ ہوئے' خلیفہ القائم بامر اللہ عباسی نے خبر سن کر آپ کو بغداد بلا لیا اور بہت عزت و احترام سے پیش آیا' یہاں تک کہ حکومت کی بعض بزرگ شخصیات کو آپ کی خدمت پر مامور کر دیا اور اپنے ساتھ دستر خوان پر کھانے کی درخواست کی' ملاقات کے وقت دیوان خانہ کے صحن سے آپ کا استقبال کیا اور اپنے پہلو میں جگہ دی' گفتگو کے بعد خلیفہ نے حضرت سیّد یحییٰ سے درخواست کی کہ بصرہ اور واسط کی آبادی کے اشراف کی نیابت سرداری قبول کریں' اور بے شمار فتنہ جو اس علاقے میں اہلِ سنّت و دیگر فرقوں کے درمیان ظاہر ہوئے ہیں ان کو ختم کرائیں۔

حضرت سیّد یحییٰ نے خلیفہ کی درخواست قبول کی اور دربارِ خلافت سے ان علاقوں کی نیابت کا شاہی فرمان آپ کے نام سے جاری ہوا' آپ نے بصرہ میں اقامت اختیار کی اور اس علاقے کی تکلیف و پریشانی سے ان حضرات کو مطلع کیا' حق تعالیٰ نے آپ کی برکت سے اہلِ سنّت کے جھنڈے کو فتحیاب کیا اس کے علاوہ آپ کی برکت سے حق کو طلب کرنے والے لوگوں میں سے بہت لوگوں نے فیضِ باطن حاصل کیا اسی طرح سلسلہ کے صحبت یافتہ لوگ دولت صوری و معنوی (ظاہری و باطنی) اور شرافتِ دینوی و اخروی کا فیض اس علاقہ میں سید الاولیاء السید احمد کبیر الرفاعیؒ کے زمانے تک دنیا و

دنیا والوں کو پہنچاتے رہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان بزرگ سید الاولیأ کے اسرار قدسیہ کی برکات کے ذریعہ دنیا کو روشن ومنوّر فرمادیا۔

سید نور الدّین ابوالحسن علی الرفاعی
المعروف سلطان علی الرفاعی قدس اللہ سرہ العزیز

سیّد الاولیأ السیّد احمد الکبیر الرفاعیؒ کے والد ماجد عارف باللہ سیّد سلطان علیؒ کی ولادت ۴۵۶ھ میں اپنے والد ماجد سید یحیٰ نقیب الاشراف کی وفات کے ایک سال پیشتر بصرہ میں ہوئی، آپ کے انصاری ماموؤں نے آپ کی کفالت لی، بڑے اساتذہ سے علوم میں مہارت اور کمال پیدا کیا اور اپنے چچازاد بھائی شیخ سیّد حسن بن سیّد محمد المکی الرفاعیؒ سے خرقۂ خلافت حاصل کیا۔

اپنے بلند مقام علوِ منزلت کی وجہ سے "سلطان العارفین" کا لقب پایا، شیخ منصور بطائحیؒ کی بہن سیّدہ امِ الفضل فاطمہؒ انصاریہ نجاریہ سے ۴۹۷ھ میں نکاح فرمایا انہی سے سیّد الاولیأ السیّد احمد الکبیر الرفاعیؒ ، سیّد عثمان، سیّد اسماعیل، سیّدہ ست النسب پیدا ہوئے۔

۵۱۹ھ میں عراق کے دار الخلافہ بغداد سے مختلف فتنے اٹھ رہے تھے، چونکہ آپ (السیّد سلطان علی الرفاعی) اپنے ہمعصروں میں نہایت بلند مرتبہ تھے اس لئے آپ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کو نصیحت کرنے بغداد تشریف لائے اور امیر مالک بن مسیّب عقیلی (جن کا محل قصرِ خلافت سے متصل تھا) کے مہمان بنے، دربارِ خلافت پہنچ کر خلیفہ کو موجودہ صورتِ حال سے آگاہ کیا اور اسی دوران ۵۱۹ھ میں آپ بیمار ہوگئے اور چند روز بعد آپ وفات پاگئے۔ چونکہ امیر مالک بن مسیّب عقیلی آپ کا عقیدت مند اور مرید تھا اس نے اپنے محل میں آپ کو سپردِ خاک کیا اور روضہ تعمیر کیا اور ایک مسجد بھی بنوائی، یہ جگہ درگاہ سیّد سلطان علی کے نام سے مشہور ہوئی، آپ کا لقب سلطان العارفین تھا لیکن عوام "سلطان" کہتے تھے، پھر عوام وخواص سبھی نے "سلطان" ہی کے نام سے آپ کو یاد کرنا شروع کردیا، آج بھی لوگ آپ کو اسی نام سے یاد کرتے ہیں۔

مختصر خاندانی حالات

حسنین پاک اور ان کی ذریّت فرزندانِ رسول ﷺ

حضور نبی کریم ﷺ سے جو قرب و قرابت کا شرف اہلِ بیتِ کرام میں سے حضرت سیّدۃ النساءٔ فاطمہ الزہرہؓ، سرکارِ ولایت سیّدنا علی اور حسنین شریفین علیہم السلام کو ہے اس میں کوئی بھی ان کی برابری نہیں کر سکتا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: " پس تو کہہ دے آؤ ہم اپنے بیٹے اور تمھارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمھاری عورتیں اور اپنی جانیں اور تمھاری جانیں بلائیں"

اور اس پر نبی کریم ﷺ کا حسنین پاک کو بطور اپنے بیٹوں کے ہمراہ لینے کا عمل ہی کافی ثبوت ہے، چنانچہ علاّمہ سلیمان حنفی نے "ینابیع المودۃ" میں اور علاّمہ زرقانی المالکی نے "شرح مواہب الدنیہ" میں اور علاّمہ سمہودی الشافعی نے "جواہر العقدین" میں اور شیخ عبدالحق محدّث دہلوی نے "مدارج النبوۃ" میں اس مسئلہ کو تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے، فرزندِ رسولؐ کہلانے کا شرف صرف حسنین پاک اور ان کی ذریّت کو حاصل ہے علاّمہ زمان شیخ محمد ابن علی سبان مصری اپنی کتاب "اسعاف الراغبین فی سیرۃ المصطفےٰ واہلِ بیت الطاہرین" میں فرماتے ہیں، اور اہلِ بیت کے فضائل میں سے ہے کہ حضرت فاطمہؓ کی اولاد آنحضرتؐ کی اولاد و فرزند کہلاتے ہیں اور آنحضرتؐ کے ساتھ صحیح نسبت سے منسوب ہیں۔

حضرت امام غزالیؒ نے حضورؐ کی حدیث نقل کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: " اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کی ذریّت کو اس کی پشت میں رکھا مگر میری ذریّت علی بن ابی طالبؓ کی پشت میں رکھی" طبرانی وغیرہ سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا " ہر ماں کی اولاد اپنے آبائی خاندان کی طرف منسوب ہوتی ہے، بجز اولادِ فاطمہؓ کے جن کا ولی اور عصبہ میں ہوں" اور ایک صحیح روایت میں نبی کریمؐ نے فرمایا "ہر عورت کی اولاد کا عصبہ ان کے باپ کی طرف ہوتا ہے ماسوائے اولادِ فاطمہؓ کے، کیونکہ ان کا باپ اور عصبہ میں ہوں اور یہ خصوصیت اولادِ فاطمہؓ کیلئے ہے"۔

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ "مقدمہ اخبار الاولیاؒ" میں فرماتے ہیں:

ظاہر از اہلِ بیت نور نبیؐ | همچور در ماه نور خورشید است
از ازل تا ابد بود ظاہر | ذانکه ایں نور ٗ نور جاوید است

ترجمہ: اہلِ بیت کرام نبی کریمؐ کا نور یوں ظاہر ہو رہا ہے جیسے سورج کا نور چاند سے ظاہر ہوتا ہے اور یہ نور تا ابد اسی طرح ظاہر ہوتا رہے گا' کیونکہ یہ ابدی اور سرمدی ہے۔

سرکارِ ولایت جناب سیّدنا علی مرتضیٰؓ

اس خاندانِ ذیشان کے اسلاف کرام نے ہر دور میں باطل کے خلاف نبرد آزما رہ کر اسلام کی سربلندی کیلئے بیش بہا خدمات انجام دی ہیں' سب سے پہلے سیّدنا علی المرتضیٰؓ کی خدمات کا تاریخی جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؓ نے نبی کریمؐ کے ہمرکاب تقریباً تمام غزوات میں شریک رہ کر ایسے کارہائے نمایاں انجام دیئے جو تاریخ اسلام میں ہمیشہ ہمیشہ سنہری حروف میں لکھے جاتے رہیں گے۔

صرف غزوہ تبوک میں نبی کریمؐ نے آپ کو مدینہ منورہ میں اپنا نائب بنا کر چھوڑا تو آپ مغموم ہوئے' اس پر نبی کریمؐ نے فرمایا:

اماَ ترضیٰ آن تکون مِنی بمنزلة هارونَ مِن موسیٰ

ترجمہ: کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تمھیں میرے ساتھ وہ نسبت ہو جو ہارون کو موسیٰ کے ساتھ تھی۔

حسنین کریمین رضوان اللہ تعالیٰ عنہم

سرکارِ ولایت جناب علی المرتضیٰؓ کے بعد آپ کے دونوں فرزندانِ ارجمند حضرت حسنین کریمینؓ کی دینی خدمات اور اشاعت طریقۂ نبویہ پر تمام امت کا اتفاق ہے' سیّدنا امام حسنؓ کا ظاہری خلافت سے دستبردار ہو کر حسب پیشن گوئی نبی کریمؐ امتِ مسلمہ کو خانہ جنگی سے بچا لینا ایک عظیم کارنامہ ہے اور

جناب امام حُسینؓ کا یزید کے خلاف آوازِ حق بلند کر کے حدودِ شرعیہ کے تحفظ کیلئے سب کچھ قربان کر دینا اپنی مثال آپ ہے:

غریب وسادہ ورنگین ہے داستانِ حرم .... نہایت اس کی حُسینؓ ابتدا ہے اسماعیل

(علامہ اقبال)

حضرت امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادقؒ

حضرت امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حُسینؓ بن علی المرتضیٰؓ بن ابی طالب کی ولادت باسعادت بروزِ اتوار ماہِ صفر کی ۷، تاریخ ۱۲۸ھ، بمطابق ۱۰، نومبر ۷۴۵ء بمقام ابوا (جو کہ مکّہ مکرمہ و مدینہ منوّرہ کے درمیان ہے) ہوئی' آپ کا اسمِ گرامی موسیٰ اور مشہور کنیت ابوالحسن اور ابو ابراہیم ہے' آپ کے القاب کاظم' صابر' صالح اور امین ہیں لیکن مشہور لقب کاظم ہی ہے یعنی خاموش اور غصہ کو پی جانے والا' آپ نے دشمنوں کے ہاتھوں بہت مصیبتیں اُٹھائیں لیکن ان کیلئے بد دعا اور نفرین نہیں کی' آپ ہر اس شخص سے نیکی کرتے جو آپ سے بُرائی کرتا اور یہ آپکی عادت تھی' آپ خاندانِ نبوت کے چشم و چراغ تھے اور اپنے گرامی قدر اجداد کی طرح اخلاقِ حسنہ اور اوصافِ حمیدہ کا مجسمہ تھے' آپ کی زندگی زہد و عبادت میں بسر ہوئی' سیاسی حالات کی وجہ سے وعظ و تبلیغ اور درس و تدریس کا وہ سلسلہ جاری نہ رہ سکا جو حضرت امام محمد باقر اور حضرت امام جعفر صادقؒ کے زمانے میں جاری تھا' آپ نے زندگی بڑی خاموشی سے گزاری اور مجالس میں بھی خاموش ہی رہتے جب تک کہ آپ سے کسی امر کے متعلق سوال نہ کیا جاتا۔

آپ کی سخاوت اور فیاضی کا شہرہ تھا اور پوشیدہ طور پر فقراء و غریبوں اور مسکینوں کی مدد فرمایا کرتے تھے' اکثر رات میں زنبیل اپنی پشت پر اُٹھا کر نکل جاتے جس میں روپیہ پیسہ' آٹا' خرمہ وغیرہ ہوتا جو آپ لوگوں کے گھروں پر جا کر پہنچا آتے اور لطف یہ ہے کہ اُن لوگوں تک کو علم نہیں ہوتا کہ ان کے گھروں پر سامان کون پہنچاتا ہے' آپ صاحب کریم تھے غلاموں کو خرید کر آزاد کیا کرتے تھے' عبادت میں بہت انہاک تھا' آپ دن میں روزہ رکھتے اور رات بھر نمازیں پڑھا کرتے' علامہ بغدادی لکھتے

ہیں کہ آپ بے انتہا عبادت گزار تھے اور بہت ریاضت کیا کرتے تھے اور اطاعت الٰہی میں اس درجہ شدّت برداشت کیا کرتے تھے جس کی کوئی حد نہ تھی' ایک دفعہ مسجدِ نبوی میں آپ کو دیکھا گیا کہ آپ سجدے میں مناجات فرمارہے ہیں اور اس درجہ سجدہ کو طول دیا کہ صبح ہوگئی۔

آپ قرآن کریم کی تلاوت نہایت خوش الحانی اور پُر اثر انداز میں کیا کرتے تھے' دوران تلاوت روتے جاتے تھے اور پاس بیٹھنے والے بھی آپ کی آواز سے متاثر ہو کر روتے تھے۔

آپ نے بروز جمعہ ۲۵، رجب ۱۸۳ھ بمطابق ۷۹۹ء خلیفہ ہارون الرشید عبّاسی کی قید میں وصال فرمایا لوگوں نے عزّت واحترام کے ساتھ بغداد کے باہر مقابرِ قریش میں آپ کو سپردِ خاک کیا، جو اب کاظمین کے نام سے مشہور ہے۔

شجرۂ نسب

بلند طریقہ رفاعیہ کے امام اللہ تعالیٰ ہم کو آپ کی برکت سے نفع پہنچائے اور ہم کو آپ کے درجات کی وجہ سے بلند کرے' شیخنا وسیّدنا سیّد الاولیأ' تاج العارفین' سلطان الاولیأ والصالحین' شیخ السلام و المسلمین وشرف المتقین وسند الزاہدین حجت اللہ علی اولیا ئدالخواص المتمکین' لاثم ید جدہ سیّد النبیأ و المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم' القطب المعظم والغوث الاعظم والعلما لاحی المطمطم والکنزل ربانی المطلسم ابوالعالمین قرۃ العین جدہ الامام الحسین رئیس الواصلین روح السالکین محی السنۃ والدین مولانا وسیّدنا السید احمد الکبیر ابوالعبّاس الرفاعی الحسینی الانصاری

(بہت پاک باری تعالیٰ کے پسندیدہ ہیں)

سیّد الاولیأ والعارفین سیّد احمد الکبیر الرفاعیؒ — مدفون .... امِ عبیدہ (عراق)

ابنِ السید السلطان علی المکی الرفاعی — مدفون .... بغداد

ابنِ السید یحییٰ النقیب — مدفون .... بصرہ (عراق)

ابنِ السید ثابت — مدفون... اشبیلیہ (مراکش) عرب اندلس

ابنِ السید احمد ابوعلی المرتضیٰ	مدفون	اشبیلیہ
ابنِ السید ابوالفاضل علی اشبیلی	مدفون	اشبیلیہ
ابنِ السید رفاعۃ الحسن المکی	مدفون	اشبیلیہ
ابنِ السید مہدی المکی	مدفون	مکہ مکرمہ
ابنِ السید محمد ابوالقاسم	مدفون	مکہ مکرمہ
ابنِ السید حسن القاسم ابوموسیٰ رئیسِ بغداد	مدفون	مکہ مکرمہ
ابنِ السید ابوعبداللہ الحسین عبدالرحمن الرضی القطعی البغدادی	مدفون	بغداد
ابنِ السید موسیٰ الثانی	مدفون	بغداد
ابنِ السید الامام ابراہیم المرتضیٰ	مدفون	بغداد
ابنِ السید الامام موسیٰ کاظم	مدفون	بغداد
ابنِ السید الامام جعفر صادق	مدفون	مدینہ منورہ
ابنِ السید الامام محمد باقر	مدفون	مدینہ منورہ
ابنِ السید الامام زین العابدین علی السجاد	مدفون	مدینہ منورہ
ابنِ السید الامام حُسینؓ السبط شہیدِ کربلا	مدفون	کربلا
ابنِ السید الامام امیرالمومنین اسداللہ الغالب علیؓ بن ابی طالب	مدفون نجف اشرف (عراق)	

بشارت و ہدایت حضور سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم

ولادت شریف سے پہلے متحد و عارف واصلین ومقبولین بارگاہِ ربّ العالمین نے شریف طور طریقہ کے تقدس رکھنے والے کے انوار کے ظاہر ہونے کی بشارت دی تھی۔

قرآن کریم کا اثبات ہے کہ ممیز ہستیاں اپنی ولادت سے قبل بشارت کے حوالے سے متعارف کرا دی جاتی ہیں، حضرت ذکریاؑ کو حضرت یحییٰؑ کی بشارت، حضرت مریمؑ کو حضرت مسیحؑ کی بشارت،

حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ کو حضرت اسماعیلؑ و حضرت اسحاقؑ کی بشارت، معشوقِ ربانی، بادشاہِ عالم غوثِ اعظم دستگیر، شیخنا، سیدنا احمد الکبیر الرفاعیؒ کی ولادت سے قبل سیّد الانبیاء احمد مصطفی ﷺ نے آپؒ کے ماموں شیخِ وقت عارف کبیر باز اشہب شیخ منصور بطائحی نور اللہ مرقدہٗ کو آپؒ کی پیدائش کی بشارت دی تھی۔ غوث الرفاعی السید احمد الکبیر الرفاعیؒ کی پیدائش سے چالیس روز قبل ایک رات شیخ منصور بطائحیؒ نے سرکارِ دو عالم سیّد الانبیاء محمد الرسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا، آنحضرت ﷺ فرما رہے ہیں:

" قدرائی مولانا السیّد منصور البطائحی ذات لیلة فی منامه رسول ﷺ فقال علیه السلام ابشرك یا منصور ان الله یعطی اختك بعد اربعین یوما ولد ایکون اسمه ' احمد مثل ما انا رائس الانبیأ کذلك هو رائس الاولیأ و حین یکبره فخذه و اذهب به الی الشیخ علی القاری الواسطی واعطه کی یربیه الخ"

ترجمہ: "اے منصور میں تمھیں خوشخبری سناتا ہوں کہ اللہ پاک چالیس دن کے بعد تمھاری بہن کو ایک لڑکا عطا فرمائے گا، اس کا نام احمد رکھنا، جیسا میں تمام انبیأ کا سردار ہوں، یہ فرزند تمام اولیأ کا سردار ہو گا، جب یہ باشعور ہو جائے، تو تعلیم کیلئے شیخ علی قاری واسطی کے پاس بھیج دینا، اس کی طرف سے میری امت میں شریعت و طریقت ظاہر ہو گی جو کوئی اس فرزند سے محبت کرے گا میں اس سے محبت کروں گا، جو کوئی اس کی بزرگی کرے گا اس کو بزرگی حاصل ہوگی، جو کوئی اس کی تعظیم کرے گا لوگ اس کی تعظیم کریں گے، جو اس پر غصہ کرے گا میں اس پر غصہ ہوں گا، اس کے چاہنے والوں کی بروز قیامت میں شفاعت کروں گا اس کی پیدائش کی خبر عوام میں پہنچا دو اس کی تربیت سے غفلت نہ برتنا، خاص طور پر خیال رکھنا"۔

حضرت شیخ منصور بطائحیؒ فرماتے ہیں کہ اس بشارت سے بیدار ہو کر حسب ارشادِ عالی سب کو اس کی خوشخبری دی، ہر ایک نے بہت خوش ہو کر سنا اس کے بعد میں اس خوشخبری کو سنانے اپنی بہن کے گھر کی

طرف روانہ ہوا جیسے ہی میں مکان کے دروازے پر پہنچا تو میری بہن کی آواز میرے کان میں آئی جیسے وہ کسی سے باتیں کر رہی ہیں تو میں دروازے پر ہی رک گیا اور اس آواز کو زیادہ توجہ سے سننے لگا کسی بچے کی ہلکی سی آواز تھی مگر نہایت صاف ستھری آواز آئی "السلام علیکم یا امی" میری بہن نے جواب دیا "وعلیکم السلام' آپ کون ہیں اور یہ آواز میرے کانوں میں کہاں سے آرہی ہے" آواز آئی" آپ کے بطن سے آپ کا بیٹا آپ سے مخاطب ہے" میری بہن نے عرض کیا "اے میرے بیٹے میں تجھ کو کس نام سے پکاروں" جواب میں آواز آئی "احمد بن علی حسن ابی" پھر میری بہن نے پوچھا "اے میرے فرزند تو ابھی سے باتیں کرنے لگا" آواز آئی "میں اللہ پاک کے حکم سے باتیں کر رہا ہوں' خوف نہ کھاؤ" میری بہن نے عرض کیا "مجھے کچھ نصیحت کر' تاکہ عشق الٰہی کی لذت پاؤں" رحمِ مادر سے جواب آیا" اے میری عزیز ماں سنو! نو (۹) ارکان کی ہمیشہ پابندی کرنا' (۱) ہمیشہ طہارت اور باوضو رہنا (۲) روزہ دار رہنا (۳) جھوٹ' غیبت' چغلی' گالی اور لوگوں کے عیب پکڑنے اور بلا ضرورت اور فضول باتوں سے پرہیز کرنا (۴) خلوت گزیں رہنا' زیادہ تر وقت عبادتِ الٰہی' ذکر اور مشاہدے و مراقبہ میں گزارنا (۵) ہمیشہ خشوع و خلوص اور حضورِ قلب سے "لا الٰہ الا اللہ" کا ذکر کرنا (۶) دل کو ماسوائے اللہ کے کسی سے نہ لگانا (۷) اپنے پیرو مرشد کی تابعداری کرنا' وہ اس طرح جیسے غسال کے ہاتھ میں مردہ (۸) ہر حال میں خداوند کریم کا شکر ادا کرنا اور صبر اختیار کرنا (۹) بہشت کی آرزو اور دوزخ و جہنم کے ڈر سے عبادت نہ کرنا بلکہ عشقِ الٰہی میں غرق ہو کر ذکرِ الٰہی کرنا' حق بجالانا' ان نو (۹) نکات پر عمل کرنے سے معرفتِ الٰہی حاصل ہوگی اور لذتِ الٰہی ملے گی"۔

شیخ منصور بطائحی فرماتے ہیں کہ ان باتوں کو سن کر میں مکان میں داخل ہوا دیکھا کہ میری بہن تنہا بیٹھی ہوئی ہیں' میں نے اپنی بہن کو رات حضورؐ کی تشریف آوری اور بشارت کی خبر سنائی جس کی تصدیق ہو چکی تھی' میری بہن نے بے ساختہ کہا! میرے پیارے بھائی آپ یقیناً سچ فرما رہے ہیں اور اسی وقت خداوند کریم کا شکر بجالانے کیلئے سجدہ میں گر گئیں۔

بشارت کے مطابق سیّد الاولیأ السیّد احمد الکبیر الرفاعیؒ چالیس دن کے بعد تولد ہوئے۔

حضرت شیخ ابوبکر بن ھوار بطائحی قدس اللہ سرہ

آپ مشہور کرد قبیلہ کی ایک شاخ ھوار سے تعلق رکھتے تھے، بڑے جلیل القدر ولی اللہ ہیں، آپ بڑی عظمت و مرتبہ کے مالک ہیں آپ سے اکابر و مشائخِ عراق کو نسبت حاصل ہے، آپ پہلے فرد ہیں جنھوں نے دورِ رسالت اور بعد کے مشائخ کے خاتمہ کے بعد عراق میں مشیخت کی بنیاد رکھی، آپ کا قول ہے کہ مسلسل چالیس چہارشنبہ میری قبر کی جو زیارت کرے گا وہ آگ سے محفوظ رہے گا کیونکہ باری تعالیٰ سے میرا معاہدہ ہے کہ میرے حرم (مزار شریف) میں جو شخص بھی داخل ہو جائے اس کو آگ سے محفوظ رکھا جائے۔ آپ حضرت غوث الرفاعیؒ سے دو ڈھائی صدی پہلے گزرے ہیں۔

آپ نے ایک روز اپنی مجلس کے دوران طریقہ رفاعیہ اور امام طریق کی تعریف فرمائی" آپ نے فرمایا! طریقہ رفاعیہ عبرت و غیرت و سکون و حیرت و فتح و مدد و قبض دائم و عشق و ذوق و نورِ متواصل و مراد کامل و خاکساری و انکساری، شطح و افتخار کو ترک کرنے کا طریقہ ہے اور حکمت و معرفت و فوز و فلاح و عزت و صلہ و خشوع اضطراب اور ابوابِ رحمت کو کھولنے کا طریقہ ہے اور اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے نزدیک یہ طریقہ پسند ہے، لوگوں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں اور کہاں ہیں، جواب میں فرمایا! کہ اس بزرگ کا ظہور چھٹی صدی ہجری عراق میں ہوگا اور یہ بطائح میں سکونت کریں گے، وہ سید الاولیاء (اولیاء کے سردار) ابن الرفاعی ہوں گے اور طریق رفاعیہ کے مرید فضلِ الٰہی سے مراد کو پہنچے ہوئے ہوں گے۔

حضرت تاج العارفین شیخ ابوالوفا بن محمد حلوانی قدس اللہ سرہ

آپ اپنے دور میں مشائخ عراق کے سرداروں میں سے تھے عراق کے ایک گاؤں قلمینیا میں رہتے تھے (جو بغداد کی نواح میں ہے)، آپ سے بکثرت کرامتیں ظہور پذیر ہوئیں، آپ کے مریدوں میں عام لوگوں کے علاوہ سترہ بادشاہ بھی تھے، آپ کے جن احباب کو مقامِ ولایت حاصل تھا ان میں حضرت شیخ علی بن الہیتیؒ، شیخ بقا بن بطوؒ، شیخ عبدالرحمن تفسونجیؒ وغیرہ خاص شہرت رکھتے ہیں، حضرت شیخ محمد بن شنبکیؒ آپ کے شیخ پیرِ طریقت تھے، حضرت شیخ غوثِ اعظم عبدالقادر جیلانیؒ، حضرت شیخ ابو

الوفا حلوانیؒ کی ملاقات کیلئے اکثر بقلمینیا جایا کرتے تھے اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ کُردی قبیلہ کے لوگوں میں شیخ ابوالوفا حلوانیؒ سے زیادہ کوئی فرد بھی اللہ تعالیٰ کے دروازے سے وابستہ نہیں ہوا۔

آپؒ ایک دن ام عبیدہ سے گزرے اور ایک جگہ تھوڑی دیر کھڑے رہے اور زبان پر لا الٰہ الا اللہ جاری ہو گیا۔ آپ نے فرمایا کہ جلد ہی اس مبارک قصبہ میں ایک عظیم ہستی پیدا ہو گی کہ اپنے دوستوں پر مہربان ہو گی۔ اللہ تبارک تعالیٰ کے پاس خاص شان رکھے گی' لوگ اس کی طرف جائیں گے اور مردوں کی گردنیں اس کے روبرو جھک جائیں گی اور روئے زمین پر ہر سجادہ نشین اس کے ساتھ تواضع سے پیش آئے گا اور لوگوں کی پیشانیوں پر اس کی ہدایت کا نشان ان کے بابوں کی نشست میں ہی لگا دیا جائے گا' جب وہ آئے گا تو ایک دنیا اس کی محتاج ہو گی' یہ اپنے وقت کا قطب ہو گا' وہ جلد ہی ظاہر ہونے والے ہیں' وہ نرالی طریق اور انوکھے بھید کے وارث و والی ہوں گے۔ مخلوق انہیں دیکھ کر اور عظمت و ولایت پا کر حیران رہ جائے گی لہٰذا تم اس کی خدمت اپنے اوپر لازم جانو۔ حضرت شیخ نے جب ایسا کہا تو ایک شخص نے عرض کیا کہ اے میرے سردار وہ کون ہو گا اور اس کا نام کیا ہے! آپ نے فرمایا کہ وہ رفاعی ہے اور نام احمد ہے۔ وہ اہلِ بیت رسول ﷺ سے ہو گا دنیا میں آئے گا اور بزرگ ہو گا' اور تو اسے دیکھے گا اور تو اس کے اصحاب کے گروہ میں سے ہو گا۔ جس وقت تو اس سے ملے تو میرا سلام اس کو پہنچانا اور اس سے میرے لئے دعا کی درخواست کرنا۔ وہ شخص زندہ رہا یہاں تک کہ سیّد الاولیاء السیّد احمد الکبیر الرفاعیؒ پیدا ہوئے اور آپ کا فیض پھیلا اور وہ شخص حضرت غوث الرفاعیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور شیخ ابوالوفا حلوانیؒ کا سلام و دعا پہنچایا اور آپکے خاص صحبت یافتہ لوگوں میں ہوا۔

آپؒ ۱۲ رجب ۴۱۷ھ کو پیدا ہوئے اور ۲۰ ربیع الاوّل ۵۰۱ھ میں بغداد کے نواحی شہر بقلمینیا میں وفات پائی' آپ کا مزار مبارک زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

حضرت شیخ احمد بن خمیس قدس اللہ سرہ

آپ عارف کبیر اور ولی شہیر ہیں' آپ کے ہاتھ پر خوارق و کرامات کا ظہور ہوا' جب سید الاولیاء السید

احمد الکبیر رفاعیؒ پیدا ہوئے تو آپ نے حاضرینِ مجلس سے فرمایا! اب شیخ یحییٰ نجاری کے گھر امِ عبیدہ کے پیٹ سے ایک بچہ پیدا ہوا ہے' اللہ نے اس کی روح کو مقدس کیا ہے' یہ بچہ اپنے احباب کیلئے سراپا کرم ہوگا اور رب تعالیٰ کو عزیز ہوگا۔

آپ ان چار اقطاب میں سے ایک ہیں جن کی عظمت وجلال پر امت کا اتفاق ہے کہ یہی ولایتِ عظمیٰ کے ارکان ہیں۔

اولیائے اللہ کی پیشن گوئیاں

بچپن میں امام رفاعی کے پاس سے فقیروں (اولیائے اللہ) کے ایک گروہ کا گزر ہوا اور رک کر آپ کو دیکھنے لگا' ایک بولا! لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ ﷺ یہ مبارک درخت ظاہر ہو گیا' دوسرا کہنے لگا! اس کی تو بہت سی ٹہنیاں نکلیں گی' تیسرا گویا ہوا! جلد ہی اس کا سایہ پھیل جائے گا' چوتھے نے کہا! جلد ہی اس پر بکثرت پھل لگے گا اور اس کا چاند چمکے گا' پانچویں نے فرمایا! جلد ہی لوگ اس کے عجائبات دیکھیں گے اور بکثرت لوگ ان کے طالب ہوں گے' چھٹے کا ارشاد تھا! جلد ہی اس کی شان کا ظہور ہوگا اور اس کی دلیل غائب ہوگی' ساتواں یوں سخن سنج ہوا! کتنے ہی دروازے اس کی وجہ سے بند ہوں گے (سب اولیاءِ وقت پر چھا جائے گا اور ان کی طرف کوئی اس دور میں نہیں جا سکے گا اس کے بیشمار دوست ہوں گے)۔

ولی کبیر شیخ علی بن الھیتی قدس اللہ سرہ

آپ مشائخِ عراق میں بڑے صاحبِ کرامات بزرگ گزرے ہیں' آپ ان شیوخ میں سے ایک ہیں جو اندھوں اور کوڑھیوں کو اچھا کر دیتے تھے' آپ کے متعلق مشہور ہے کہ اسی (۸۰) سال تک زندہ رہے لیکن اپنے آرام کیلئے کوئی جگہ (مکان) نہیں بنایا' درویشوں کے ہمراہ سویا کرتے تھے' آپ ان ہستیوں میں سے ایک ہیں جن کو اللہ تعالیٰ خدمتِ خلق کیلئے ظاہر کر کے قبولیت' عام عطا کرتا ہے لوگوں کے دلوں میں آپ کی ہیبت ومحبت کے ملے جلے جذبات تھے' اکثر آپ غیب کی خبریں بھی بتا دیتے

تھے اور آپ سے لاتعداد خارق عادات کرامتیں ظاہر ہوتی تھیں۔
غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی " آپ کی بہت تعریف کرتے تھے اور نہایت محبت و احترام کے ساتھ پیش آتے تھے' اکثر فرمایا کرتے کہ بغداد میں جو اولیأ اللہ داخل ہوتے ہیں وہ ہمارے ہی مہمان ہوتے ہیں' لیکن ہم شیخ ولی بن الھیتی " کے مہمان رہتے ہیں' جب ۵۵۵ھ میں سیدالاولیأ السید احمد الکبیر الرفاعیؒ نے حضور نبی کریمؐ کے دستِ مبارک کو بوسہ دیا اس وقت مسجدِ نبوی میں اس زمانے کے بڑے بڑے بزرگ حاضر تھے اور ان سب نے حضرت غوث الرفاعی کے دستِ مبارک پر بیعت کی اور آپ کے حلقہءِ ارادت میں شامل ہوئے' ان میں حضرت شیخ علی بن الھیتیؒ بھی شامل تھے۔
آپ کی وفات وزیران (عراق) کے مقام پر ۵۶۴ھ میں ہوئی' آپ کا مزار مبارک مرجع خلائق ہے' ولی صفی شیخ علی بن الھیتیؒ روایت کرتے ہیں کہ ایک روز ام عبیدہ شیخ منصور بطائحی کی مجلس میں حاضر ہوا ' ہمارے درمیان سب احوال کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی اور شیخ منصورؒ کے بھانجے السید احمد الرفاعی جن کی عمر ۲۰ سال سے کم تھی وہ بھی مجلس کے کونے میں بیٹھے ہوئے تھے' ہمارے درمیان بحث لمبی ہو گئی کیونکہ ہر شخص اپنے علم کے مطابق بات کرتا تھا' حضرت شیخ منصورؒ نے اپنا رُخ حضرت غوث الرفاعی کی طرف کر کے فرمایا! اے میرے پیارے تو بھی کچھ کہہ' بس آپ نے فرمایا! وہ ایک حال ہے کہ جس میں ایک مسبب سے (منسوب احوال) ہوتا ہے اس کا مسبب تصرف کرنے والا' عمل کرنے والا ہوتا ہے' جس کا حال سلب کر لیا جائے وہ بھی خوف زدہ ہوتا ہے اور حکم اللہ تعالیٰ کا ہے نیز فرمایا کہ خیال کرتا ہوں کہ سالب اپنے ہاتھ پر سلب کے واقع ہونے کی وجہ سے اگر وہ عارف ہے تو اسے چاہئے کہ خوف کی وجہ سے اُٹھے اور بیٹھ جائے اور مسلوب اگر کیا ہوا ہے تو اسے چاہئے کہ امید کی وجہ سے اُٹھے اور بیٹھ جائے' سبھی سالب و مسلوب دونوں پریشان ہوں اور سالب کی پریشانی یا بے چینی خوف کی وجہ سے اور مسلوب کی بے چینی امید کی وجہ سے ہے اور سالب کا خوف اس کیلئے امن ہے اور مسلوب کی امید اس کے حق میں عنایت ہے اور سب قدرت و فعل صرف حق سبحان اللہ تعالیٰ کیلئے ہے۔ بات سننے کے بعد شیخ منصورؒ روئے اور مجلس میں عظیم حالت ظاہر ہوئی۔

شیخ علی الھیتیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اس سے یہ جانا کہ ایسی بات سوائے ولی کے جو اللہ کی تاکید یا مدد کیا ہوا ہوتا ہے سے صادر ہوتی ہے، حق تعالی نے اپنی خاص عنایت سے سیّد احمد رفاعی کو کم عمری میں بزرگ و مشائخ اور خصوصیات کے حاملین پر مقدم کیا ہے۔

بہر حال اس صورت میں سیّد احمد الکبیر رفاعیؒ ' آثار اور سنّتِ نبویہ ﷺ کی پیروی اور سنّت کی حمایت اور بدعت کی بیخ کنی اور اللہ کی مخلوق کو راہ دکھانے کیلئے ہدایت کے سجّادہ پر فائز ہیں۔

آفتابِ معرفت کا طلوع

مثل ما انا رائس الانبیاء كذالك هو رائس الاولیاء

ترجمہ: جس طرح میں تمام انبیاؑ کا سردار ہوں' اسی طرح یہ فرزند (السید احمد الکبیر الرفاعی) تمام اولیاؑ کا سردار ہوگا۔

(بشارتِ نبویؐ)

ولیوں کے سردار' قطبوں کے قطب' غوثوں کے غوث' جلیل القدر عارفوں کے بادشاہ' شیخوں کے شیخ' اماموں کے امام' اللہ اور رسول ﷺ کے محبوب' اپنے جدِّ امجد (نانا جان) رسول اللہ ﷺ کے دستِ مبارک پر بوسہ دینے والے' واصل الی اللہ' واقفِ اسرارِ شریعت' ماہرِ رموزِ طریقت محی الدّین کبیر ابوالعلمین ابوالعباس السید احمد الکبیر معشوق اللہ الرفاعی الحسینی الموسوی الانصاری رضی اللہ تعالی عنہ۔

(راضی رہے اللہ تعالی آپ سے اور آپ کے طفیل ہم سے اور آپ کے پیرو احباب ہم کو گردانے)

آمین

ولادت باسعادت و مقامِ ولادت

آپؒ کی ولادت باسعادت علاقہ واسط (عراق) میں امِ عبیدہ کے قریب "حسن" نامی ایک قصبہ میں یکم رجب المرجب ۵۱۲ھ بمطابق ۱۷' اکتوبر ۱۱۱۸ء بروز جمعرات واقع ہوئی' اس وقت عباسی خلفاؑ میں سے خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کا زمانہ تھا۔

مقامِ ولادت شہرِ واسط

عراق و عرب کے مشہور شہروں میں سے "واسط" ایک مشہور شہر ہے، جسے حجاج بن یوسف ثقفی نے ۸۳ھ میں دریائے دجلہ کے کنارے آباد کیا جبکہ وہ خلیفہ عبد الملک بن مروان اموی کی جانب سے گورنر تھا، حجاج بن یوسف نے اپنے زمانۂ حکومت میں لشکرِ شام کو کوفہ میں ٹھہرایا تھا، اور اہلِ کوفہ کو خراساں پر حملہ کی تیاری کا حکم دیا تھا، اور چند آدمیوں کو اس علاقہ میں شاہی لشکر کیلئے صحرائی قیام گاہ (فوجی چھاؤنی) بنانے کیلئے مقرر کیا، جنھوں نے مقامِ واسط کو منتخب کیا ان لوگوں نے اس مقام پر ایک راہب کو دیکھا کہ وہ اس مقام کو نجاست سے پاک کر رہا ہے، صاف کرنے کی وجہ دریافت کی تو راہب نے جواب دیا! چونکہ ہم اپنی کتاب میں دیکھتے ہیں کہ اس مقام پر ایک مسجد عبادت کیلئے بنائی جائے گی اسلئے ہم اس جگہ کو پاک و صاف کر رہے ہیں، پس حجاج نے اس مقام پر شہرِ واسط کی بنیاد ڈالی اور مسجد بنوادی اور اس مقام کا نام "واسط" رکھا اسلئے کہ وہ کوفہ واہواز سے برابر پچاس کوس کے فاصلے پر تھا۔

چونکہ واسط عراق و عرب کے درمیان واقع ہے ایک طرف صحرائی پر فضا ہے تو دوسری طرف لطیف ہواؤں کے جھونکے اور یہاں عرب اور کرد قبائل آباد تھے یہ مردم خیز علاقہ ہے، خلفاً بنو عباسیہ کے زمانے میں اس شہر کو بہت ترقی ہوئی اور اس زمانے کے بڑے بڑے علماً و فضلاً کا مسکن رہا جو عراق کا "**مدینۃ العلم و علماً**" کہلایا، حتیٰ کہ عباسی خلیفہ کا ایک وزیر بھی وہاں رہتا تھا جس کی وجہ سے اس کی رونق اور وسعت میں اور بھی اضافہ ہو گیا تھا اور اس وجہ سے واسط کے قریب اور بھی شہر آباد ہو گئے تھے جن میں فہم صلح بہت مشہور تھا، خلیفہ مامون الرشید نے اپنے ایک وزیر حسن بن سھل کی بیٹی بوران سے شادی کی تھی تو اسی شہر فہم صلح کو اپنی قیام گاہ کیلئے پسند کیا تھا اور وہاں اپنی بیگم کیلئے شاندار محلات تعمیر کروائے تھے، اسی شہر واسط اور بصرہ کے درمیان جہاں دریائے دجلہ اور دریائے فرات جمع ہوتے ہیں اس کے قریب چھوٹے چھوٹے قصبے اور گاؤں آباد ہیں، ان بستیوں کو "بطائح" یعنی شط العرب کہتے ہیں، ان میں سب سے بڑا قصبہ "اِمِ عبیدہ" ہے جہاں خاندانِ رفاعیہ کی ایک بہت بڑی خانقاہ ہے، جو سلسلۂ عالیہ رفاعیہ کے بانی اور مورثِ اعلیٰ امامِ طریقت شیخ السید احمد الکبیر الرفاعیؒ کی وجہ سے گرد و نواح میں بہت مشہور ہے اور آپ

کا مزار زیارت گاہ بنا ہوا ہے' اس کے قریب قریہ حسن وشہر قلی اور نہر فرنا شاہ وغیرہ مواضعات ہیں۔

۱۹۱۸ء کی پہلی عالمی جنگ میں یہ مقام وتمام بستیاں' آبادیاں اور قصبے تباہ و برباد ہو گئے تھے اور قصبہ ام عبیدہ بھی اجڑ گیا' مگر شہنشاہِ ولایت سیدالاولیاء السید احمد الکبیر الرفاعیؓ کا مزارِ مبارک کہ جس میں آپ آرام فرمار ہے ہیں اسی طرح قائم ہے' اطراف میں دور دور تک کوئی بستی نہیں رہی اور یہی وہ گنبدِ پاک اور روضۂ اطہر ہے جو خاندانِ رفاعیہ کا مرکز بنا ہوا ہے' جہاں سے فیض کے دریا بہتے ہیں اور یہ فیضان خاندانِ رفاعیہ میں تاقیامت جاری وساری رہیں گے' انشاء اللہ۔

والدہ ماجدہ کی طرف سے نسب نامہ

آپ کی والدہ ماجدہ حضرت سیّدہ امِ الفضل فاطمہ انصاریہ نجاریہ ؒ بڑی عابدہ وزاہدہ اور صالحہ خاتون تھیں۔

حضرت السید احمد الکبیر الرفاعی بن امِ الفضل فاطمہ انصاریہ نجاریہ بنتِ ابوسعید یحییٰ انصاری نجاری بن شیخ موسیٰ بن شیخ کامل بن شیخ یحییٰ کبیر بن شیخ محمد بن شیخ ابوبکر واسطی بن شیخ موسیٰ بن شیخ منصور بن شیخ خالد بن شیخ زید بن سنت ابوایوب بن شیخ خالد بن ابوایوب انصاری نجاری صحابیِ رسولؐ۔

میزبانِ رسول ﷺ حضرت ابوایوب انصاری نجاریؓ

حضرت خالد ابوایوب انصاری نجاریؓ نجار نامی مشہور قبیلہ کے سردار تھے' نجار ہی میں آنحضرتؐ کی ننہیال تھی' حضرت ابوایوب انصاری مدینہ کے ان بزرگوں میں سے ہیں جنھوں نے عقبہ کی گھاٹی میں جاکر پیغمبرِ اسلامؐ کے حضور اسلام قبول کیا تھا' اور آپ ہی وہ خوش نصیب ہیں کہ جن کا گھر مہاجر آفتابِ رسالت کا مدینہ میں سب سے پہلے قیام گاہ بنا' جب نبی کریمؐ نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تو سب میں بے پناہ جوش وخروش تھا مگر قبیلہ نجار والے پیش پیش تھے' حضور نبی کریمؐ جس وقت مدینہ میں داخل ہوئے تو مسرّت کے ترانوں سے دشت وجبل گونج اٹھے ہر ایک آگے بڑھ کر عرض کرتا کہ یہ گھر حاضر ہے لیکن حضورؐ کی میزبانی کا شرف حضرت ابوایوب انصاریؓ کیلئے مقرر تھا' حضور ﷺ

نے فرمایا! اونٹنی کو آزاد چھوڑ دو وہ اللہ کی جانب سے خود منزل تلاش کرلے گی۔ اونٹنی چلتے چلتے وہاں رک گئی جہاں حضرت ابوایوب انصاریؓ کا مکان تھا۔

حضرت ابوایوب انصاریؓ کا مزار شریف استنبول (ترکی) میں ہے' اور لوگ دور دور سے زیارت کیلئے آتے ہیں' اس جلیل القدر انصاری خاندان میں سینکڑوں ایسے ہوئے ہیں جو اپنے دور میں آسمانِ علم و ہدایت پر آفتاب بن کر چمکے۔

نام' کنیت اور القابات

آپ کا نامِ نامی اسمِ گرامی احمد' علمی مہارت پر لوگوں نے آپ کو " کبیر " کا لقب دیا' یہ لقب اتنا شہرت پایا کہ آپ کے نامِ نامی اسمِ گرامی کا جز بن گیا' اور جب ہی سے سیّد احمد الکبیر کے نام سے موسوم ہونے لگے' کنیت ابوالعبّاس اور ابوالعلمین مشہور ہے' آپ کے والد کا اسمِ گرامی سیّد نورالدّین ابوالحسن علی الہاشمی الرفائیؒ ہے۔

آپ کے جدِّ امجد سیّد حسن اصغر رفاعۃ الہاشمی المکی جو کہ رفاعہ کے لقب سے مشہور تھے اس نسبت سے آپ رفائی مشہور ہوئے۔

لقب محی الدّین اور ابوالعلمین' یہ اشارہ الھیہ آپ کے مرشد سیّدنا علی القاری الواسطی کو تھا' اس اشارے کے ماتحت ہی اس لقب سے "علمین" سے ملقب ہوئے' بااین معنی کہ اہلِ ظواہر اور اہلِ بواطن دونوں کے آپ قائد ہوں گے اور سیّدالانبیأ و مرسلین علیہ السلام کی جانب سے یہ خطابِ اطہر آپ کو عنایت و مرحمت ہوا' یہ سب علو و بلندی و درجات کے "سیّدالاولیأ (سردارِ اولیأ) سیّد کبیر (سردار بزرگ) شیخ الطریق' استاد الجماعۃ اور شیخ الکبیر" جیسے القاب سے بھی یاد کیا جاتا ہے' جو انتہائی رفعت و شرف کی علامت ہیں۔

ارشادِ نبوی ﷺ: مثل ما انا رائس الانبیاء کذالك هو رائس الاولیاء

ترجمہ: جس طرح میں تمام انبیأ کا سردار ہوں' اسی طرح یہ فرزند (السیّد احمد الکبیر الرفائی) تمام اولیأ کا سردار ہوگا۔ (بشارتِ نبویؐ)

لقب محی الدین کبیر کی وجہ

محی الدین کے معنی "دین کو زندہ کرنے والا" سیّدالاولیأ السید احمد کبیر الرفاعیؓ کو یہ لقب اسلئے دیا گیا کہ جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا کہ چھٹی صدی ہجری کا وہ پُرفتن عہد ظلماتی ہے جو ایک بہت ہی پُر آشوب اور پُرفتن صدی گزری ہے، جس وقت حضرت سیّدالرفاعیؓ مسندِ خلافت پر جلوہ افروز ہوئے اور عرب وعجم کے حالات یاس انگیز تھے' مذہبی انتشار اور دینی گمراہیوں کا ایک شدید طوفان برپا تھا اور ملحدانہ خیالات ترقی حاصل کر رہے تھے' ایثار وتواضع وانکساری کی روح مردہ ہوگئی تھی' حق تعالیٰ نے سیّد الاولیأ السید احمد الکبیر الرفاعیؓ کو بلند مرتبہ وبلند مشرب سلطانِ اعظم ومقامِ اکرم' حال اکمل وسلوکِ افضل کرامات عطا فرمایا اور آپ دین کے کام کے مجدد اور اپنے نانا سیّدالانبیأ والمرسلین ﷺ کے نائب بن کر آئے' آپ فرماتے ہیں "واسط کی گلیاں' عراق کے راستے اور بطائح کے اطراف و اکناف آج اہلِ بدعت' دہریوں اور نفس پرستوں سے کھچا کھچ بھرے ہوئے ہیں' داعی اکرم نے آواز دی: اے احمد اپنے نبی کا نائب بن کر اُٹھ' قطعی اور فیصلہ کن دلائل سے ان کی شریعت کو مضبوط کر' میں نے اپنی بے بسی اور کم مائیگی کے پیشِ نظر خاکم بدھن ہو کر عرض کیا: معافی کا خواہستگار ہوں' لیکن مجھ پر حجت قائم ہوگئی اور خدائی دلیل کے سامنے میری ایک نہ چلی لہٰذا میں اپنی عاجزی اور بے سروسامانی کے ساتھ اُٹھ کھڑا ہوا کہ اللہ ہی قوت دینے والا ہے اور اپنی ذلت لے کر سامنے آیا کہ عزت دینے والا تو خدا ہے اور اپنی انکساری کے ساتھ تیار ہوگیا کہ اللہ ہی زبردست وصاحب جبروت ہے"۔

اے مجلس میں موجود حضرات اور وہ جو موجود نہیں ہیں سنو! مخاطب حادث ہے اور حکم دینے والا قدیم اور قدیم سے اخذ کرنے والا اس کا رسول ﷺ باعظمت ہے' اور تمہاری سمجھ کے مطابق اس کا ترجمان تمہارا ایک ادنا بے چارہ وناتواں دوست ہے لہٰذا اس سے اخذ کرو اس کے بارے میں اخذ کرو' غیر معصوم کو حکم کے مقام پر رہنمائی کے منصف سے الگ رکھو۔

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ

ترجمہ: اور رسول جو کچھ تمہیں دیں اسے لے لو اور جس سے روکیں باز رہو۔ (سورہ حشر ۷)

میری باتوں کو کان کھول کر سنو' انصاف کے ارادے سے نہ کہ انکار واختلاف کے دباؤ سے' اسلئے کہ اگر تم کان کے راستے دلوں میں اترنے والی باتوں میں انصاف سے کام لوگے ہوش میں آجاؤ گے اور بہت ممکن ہے کہ تمہارا ہوش میں آنا تمہیں بہتر حالت پر آمادہ کرے۔

تریاق المحبین میں امام العلماً شیخ الحفاظ احمد عزالدین فاروقی الواسطیؒ فرماتے ہیں:

" **اگر السید احمد الکبیر الرفاعیؓ نہ ہوتے تو حق کا راستہ اس زمانے میں گم ہو جاتا** "اس وجہ سے کہ لوگ خلافِ شرع باتیں کرنے والے' غرور کرنے والے لوگوں کی باتوں کے گرویدہ ہو گئے تھے اور انکساری کے مقام سے دور ہو گئے تھے' اُن کے دامن حرص وہوس سے آلودہ تھے' سرمایۂ ملت منتشر ہو رہا تھا' ان حالات میں سیّد الاولیاً السید احمد الکبیر الرفاعیؓ نے ہدایت کا نور پھیلایا' آپ کی عظیم جدّ وجہد کے بعد مذہبی استحکام کا ایک نیا دور شروع ہوا' آپ نے دینی اصلاح وتربیت کیلئے مسلسل جدّ وجہد اور اپنے قول وعمل سے مسلمانوں کے دینی احساس کو اس طرح بیدار کیا کہ وہ تزکیۂ نفس کی شدید ضرورت محسوس کرنے لگے۔ حالات ناخوشگوار تھے' ماحول نہایت ناسازگار تھا لیکن آپ کی جدّ وجہد کامیاب ہوئی' امرأ وسلاطین ونام نہاد صوفیاً اور دنیا پرست علماً نے آپ پر رعب ڈالنا چاہا' لیکن آپ نے ان کی حرکتوں کو قطعی طور پر شریعتِ اسلامی کے منافی قرار دیا اور ان غیر شرعی اعمال پر سخت تنقید کی' آپ نے مسلمانوں کے بکھرے ہوئے شیرازہ کو منظم کیا اور ان کے اندر غور وفکر کی صلاحیتوں کو اُبھارا اور کتاب وسنّت پر عمل کرنے کی ضرورت کو ثابت کیا اور شریعت وسنّت کا اعتبار عام کیا' یہی وجہ ہے کہ آپ کو محی الدین (محی الدین کبیر) کے لقب سے نوازا گیا۔

حاء ومیم کا بھید

کسی شخص کو صفائی قلب حاصل نہیں ہوتی جب تک اس میں بدخواہی ہو' چاہے دشمن کے ساتھ یا دوست کے ساتھ یا کسی بھی مخلوق کے ساتھ' جب بدخواہی نکل جاتی ہے تو اس سے وحشی اور بدکنے والے جانور اور چوکنے پرندے بھی مانوس ہو جاتے ہیں اور حاء ومیم کا بھید اس پر منکشف ہو جاتا ہے۔

مکین ہر مکاں

اس صفت یعنی صفائی سینہ کی وجہ سے آپ منازلِ سلوک طے فرما کر اس مرتبہ پر فائز ہوئے جس سے اعلیٰ کوئی مرتبہ و مقام نہیں۔علامہ عبدالوہاب شعرانی ؒ حضرت السید احمد الکبیر الرفاعیؓ کے ایک مکالمے کو نقل کر کے اس پر اپنی رائے لکھتے ہیں' حضرت سیدؒ الرفاعیؓ کے تلامذہ میں سے کسی نے عرض کیا کہ آپ کا کون سا مقام ہے" کیا آپ غوث ہیں" آپ نے فرمایا"نزہ شیخك و الغوث "یعنی اپنے شیخ کو مرتبہ غوثیہ سے برتر سمجھو' پھر اس نے عرض کیا" کہ پھر آپ قطب ہیں" فرمایا" نزہ شیخك عن القطبیم "یعنی اپنے شیخ کو مرتبہ قطبیت سے برتر سمجھو' پھر آپ نے فرمایا" اللہ تعالیٰ نے تمام ارواحِ اولیأ کو جمع کیا اور ارشاد ہوا کہ جو جس کا جی چاہے مانگے' ہر ایک نے جو اس کے دل میں تھا عرض کیا' کسی نے مرتبہ غوثیہ طلب کیا' کسی نے قطبیت طلب کی یہاں تک کہ نوبت مجھ تک پہنچی تو میں نے عرض کیا!

رب انی اعیدان لا اریدو اختیار ان لا اختیار

ترجمہ: میں تو یہ چاہتا ہوں کہ کچھ نہ چاہوں اور یہ تجویز کرتا ہوں کہ کچھ نہ تجویز کروں

فاعطانی مالا عین رات ولا اذن سمعت ولا
خطر علی قلب بشر من اهل هذا العصر

ترجمہ: پس مجھے وہ چیز عنایت ہوئی جو اس زمانے والوں میں سے نہ کسی کی آنکھ نے دیکھی نہ کسی کے کان نے سنی اور نہ کسی کے دل پر گزری

علامہ شعرانی ؒ فرماتے ہیں کہ "میرے نزدیک یہ اشارہ اس امر کی دلیل ہے کہ السید احمد الکبیر الرفاعیؓ مقامات اور مراتب سے گزر چکے تھے کیونکہ قطبیت اور غوثیت معروف اور معلوم مقامات ہیں لیکن جو مع اللہ' باللہ (ترجمہ: یعنی جس کو اللہ کی معیت اور اتصال ہو) ہو اس کا مقام غیر معلوم ہوتا ہے اگرچہ ہر مقام میں اس کا مقام ہوتا ہے۔

زمانہ شیر خواری

آپؒ پیدائشی ولی تھے' گہوارے میں احترام حیا' آپ کی کرامت مسیح کا شاخسانہ تھا' آپؒ کی ہمشیرہ محترمہ عارفہ صالحہ جو نہایت عابدہ' زاہدہ اور پرہیزگار خاتون تھیں' سے روایت ہے کہ "میرے پیارے بھائی احمد رفاعیؒ زمانہ شیر خواری میں رمضان کے مہینے میں کبھی دن کے وقت دودھ نہیں پیتے تھے چنانچہ پہلے یہ خیال کیا گیا کہ شاید پلانے والی کا دودھ کسی وجہ سے نہیں پیا' لہٰذا آپؒ کیلئے دوسری عورت کا انتظام کیا گیا' آپؒ نے اس کا بھی دودھ نہیں پیا' اسی طرح چند عورتوں نے مزید دودھ پلانے کی کوشش کی مگر آپؒ نے کسی کا بھی دودھ نہیں پیا اور تمام دن اسی طرح گزر گیا' لیکن افطار کے وقت جب دودھ پلانے والی نے آپؒ کو سینہ سے لگایا تو فوراً دودھ پینے لگے' دوسرے روز بھی یہی کیفیت رہی اور تیسرے روز بھی' تب سمجھ لیا گیا کہ ماہِ رمضان کے سبب آپؒ دن میں دودھ نہیں پیتے لہٰذا ماہِ صیام میں آپؒ کو روزہ افطار کے وقت دودھ پلایا جاتا اور آپؒ پی لیتے"۔

مقدّس بچپن

آپؒ کی نشوونما اور ذہنی تربیت ایسے معزز گھرانے میں ہوئی جو ایک مدّت سے علم وعرفاں کی شمع روشن کیئے ہوئے تھے اور جس کے علم وفضل کا چرچا دور دور تک تھا' صالح ماحول' دینی فضا اور صلحاً واتقیاً' علماً ومشائخ کی گود میں آپؒ کی تربیت ہوئی' جب ذرا ہوشیار ہوئے تو آپؒ نے کھیل کود کی طرف بالکل توجہ نہ کی' نہ عام اور دوسرے بچوں کی طرح لہو ولعاب میں شریک ہوئے' کھیل کود کے زمانے میں بجائے کھیل کود وتماشے کے آپؒ مخلوق کی خدمت کرتے تھے' بلکہ لوگوں کے گھروں کا پانی بھر لاتے' ضرورتمندوں کے کام کرتے۔

جس خاندان میں اعلیٰ وارفع اوصاف موجود ہوں اور جس کی پرورش اور تربیت صوفیاً وعلماً وصلحاً و اتقیاً کی گود میں' ان کی نگرانی اور سایہ میں ہوئی ہو وہ درجۂ کمال کو کیوں نہ پہنچیں۔

سیّد الاولیاً السیّد احمد الکبیر الرفاعیؒ کے بارے میں یہ ثابت ہے کہ آپؒ مادرزاد "ولی" ہیں' بچپن ہی

سے باطنی کمالات ظاہر ہونے لگے تھے گویا آپؒ کی روحانی تربیت قدرت ہی کی طرف سے ہوتی رہی تاہم دینوی اسباب نے آپؒ کے کمالات کو اور زیادہ زینت بخشی اور آپؒ نے معرفت اور روحانیت میں وہ مرتبہ حاصل کیا کہ اُفقِ ولایت پر آفتاب بن کر چمکے اور دنیا نے آپؒ سے تابندگی حاصل کی۔

سات سال وہیں اپنے مہربان والدین کے سایۂ عافیت میں گزارے' آپؒ کی عمر مبارک کا ساتواں سال تھا کہ آپؒ کے والدِ محترم سیّد ابوالحسن علی المعروف سلطان علی قدس اللہ سرہ نے کسی ضرورت کے تحت بغداد کا سفر کیا اور اسی سفر میں آپؒ نے بغداد میں وصال فرمایا۔

کفالت' تربیت و تعلیم

شفیق والد کا سایہ سر سے اُٹھ جانے کے بعد آپؒ کے مہربان و شفیق ماموں باز اشہب شیخ منصور بطائحی قدس اللہ سرہ نے آپ کو اور آپؒ کے بھائیوں سیّد عثمان' سیّد اسماعیل و بہن اور والدہ ماجدہ کو اپنے قصبہ امِ عبیدہ اپنے پاس بلا لیا اور حضور نبی کریم ﷺ کی ہدایت کے مطابق تعلیم و تربیت کی طرف پوری طرح توجہ فرمائی' قرآنِ پاک تو آپؒ نے مقامِ حُسن میں ہی شیخ عبدالسمیع الحربونیؒ سے حفظ کر لیا تھا۔

کچھ دنوں بعد شیخ منصور بطائحی نے حضور سرورِ عالم ﷺ کے بموجب شہر واسط جو عراق کا مدینۃ العلم و علماء تھا' آپ کو اپنے زمانے کے بہت بڑے امام' علامہ' قاری' محدث' مفسر اور بڑے بزرگ صوفی الطریق زبدۃ العلماء شیخ ابوالفضل علی قاری واسطیؒ کی خدمت میں تحصیلِ علم کے واسطے سپرد کیا' شیخ ابوالفضل قاری علی واسطیؒ کو بھی خواب میں حضور نبی کریم ﷺ نے حکم فرمایا اور ارشاد فرمایا تھا کہ "سیّد احمد کبیر رفاعیؒ کی تربیت و تعلیم پر خاص توجہ دی جائے"' شیخ علی قاری واسطیؒ نے آپ کی تعلیم کی ذمہ داری قبول فرمائی اور آپ کی نا قابلِ فخر تربیت کی اور علم و ادب کے زیور سے آراستہ کیا۔

حضرت سیّد احمد کبیر الرفاعیؒ میں بچپن بلکہ شیر خواری ہی سے بزرگانہ اوصاف نیز زہد و اتقاء کے آثار پائے جاتے تھے چنانچہ آپ نے تحصیلِ علم میں پوری توجہ فرمائی اور بیس سال کی عمر میں آپ نے تمام

عقلیہ ونقلیہ یعنی حدیث شریف، تفسیر، فقہ، معانی، منطق وغیرہ اور جملہ علوم وفنونِ مروجہ قابلِ فخر طریقہ پر حاصل کیا۔

تکمیلِ علم پر آپؓ کے استادِ محترم نے آپ کو حدیث شریف اور دیگر علوم کی سند دی اور اجازت عطا فرمائی، آپ نے شیخ علی قاری واسطیؒ کے علاوہ دیگر اساتذائے فن جیسے اپنے ماموں شیخ ابوبکر واسطیؒ اور شیخ عبدالملک الحربونیؒ کے درس میں التزم کے ساتھ حاضر ہوتے تھے جو اپنے وقت کے بہت بڑے بزرگ عارف تھے اور علمائے وقت میں ان کو بلند ترین مقام حاصل تھا اسی طرح آپ اپنے ماموں باز اشہب شیخ منصور بطائحیؒ کے حلقۂ درس میں حاضری دیتے۔

باطنی استعداد

حضرت السید احمد الکبیر رفاعیؒ ولی پیدا ہوئے تھے، آپ کے وھبی عرفان، ولایت موھوبہ پر دلالت کیلئے آپ کے بچپن کا ایک واقعہ کافی ہے حالانکہ ایسے کئی واقعات پیش آئے۔

بچپن میں آپ شیخ علی قاری واسطیؒ سے درس لے رہے تھے، کسی صاحب نے شیخ علی قاری واسطیؒ کی دعوت کی، واسط کے مشائخ امور علماء بھی مدعو تھے، کھانے سے فراغت پر محفلِ سماع منعقد ہوئی، قوال دف کے ساتھ غزل سرا ہوا، شیخ علی قاری واسطیؒ کے ساتھ السید احمد الکبیر الرفاعیؒ بھی بحیثیت شاگرد تشریف لے گئے تھے آپ استادِ محترم کے جوتے دروازے کے ایک گوشہ میں لیئے بیٹھے تھے، محفل جمی ہوئی تھی، سامعین پر حال طاری تھا، شیوخ وجد میں تھے، اچانک گوشہ سے حضرت غوث الرفاعیؒ قوال پر لپکتے ہیں اور دف کو پھاڑ دیتے ہیں، مشائخ وشرکاء شیخ علی قاری واسطیؒ پر تیز نظر کرتے ہوئے شکوہ کرتے ہیں کہ بچہ کی بے ادبی کا مطالبہ تم پر ہے، شیخ علی قاری واسطی مطمئن لہجہ میں فرماتے ہیں کہ اس واقعہ کی وجہ اسی سے دریافت کی جائے اگر وہ جواب نہ دے سکے تو مطالبہ مجھ پر، شیوخ وشرکاء حضرت غوث الرفاعیؒ سے وجہ دریافت کرتے ہیں، حضرت غوث الرفاعیؒ فرماتے ہیں: بزرگوں! اس کی وجہ خود قوال سے پوچھو کہ اس کے دل میں کیا وسوسہ گزر رہا ہے اور اسی کا جواب آپ کے اطمینان کیلئے کافی ہے، چنانچہ قوال کی طرف توجہ کی گئی، اُس نے عرض کی کہ کل رات میں ایک محفل میں شریک

تھا' شراب کا دور چل رہا تھا' شرکاءِ محفل نشہ میں جھوم رہے تھے ابھی یہ خطرہ پورا نہ ہوا تھا کہ اس بچّہ نے دف پھاڑ دیا' اس افشائے حال پر جمیع شیوخ و شرکاء حضرت غوث الرفاعیؒ کی دست بوسی کرتے ہوئے معذرت کرتے ہیں۔

ابتدائی حال

حضرت سیّد الاولیاء السید احمد الکبیر الرفاعیؒ اپنا حال خود ارشاد فرماتے ہیں کہ میں چھوٹا تھا شیخ عارف باللہ عبدالملک الحربونیؒ کے پاس حاضر ہوا انہوں نے فرمایا: اے احمد! جو کچھ کہوں یاد رکھو گے' عرض کیا ضرور یاد رکھوں گا' فرمایا: بے التفاتی کرنے والا واصل نہیں ہوتا' متشکک کو فلاح نہیں جو اپنے حال کی نگہداشت نہ کرے اس کے سب اوقات ناقص ہیں' میں اس جملے کو سال بھر دہراتا رہا' ایک سال بعد حاضر ہوا اور عرض کیا کہ کچھ نصیحت فرمائیں' فرمایا: عقل مندوں کیلئے جہالت' طبیبوں کیلئے بیماری' دوستوں کیلئے ظلم بہت نامناسب ہے' اس جملے کو بھی سال بھر دہراتا رہا' ان نصائح سے بہت منتفع ہوا۔

سند اجازت و خرقۂ مبارک

آپؒ نے اپنے اوقات علومِ دین حاصل کرنے میں مصروف کر رکھے تھے' اللہ تعالیٰ نے آپؒ کو علمِ لدنی سے بھی وافر حصہ عطا فرمایا تھا حتیٰ کہ آپؒ کے شیوخ بھی تحصیل کمال کی خاطر آپؒ کی طرف رجوع کرنے لگے اور بے شمار لوگوں نے آپؒ سے فیض حاصل کیا' جب آپؒ کی عمر بیس سال ہوئی تو آپؒ کے استاد شیخ علی قاری محدث واسطیؒ نے آپؒ کو اجازتِ بیعت دی اور تمام علومِ شریعت و طریقت کی اجازتِ عامہ عطا فرمائی' اور آپ کو خرقۂ مبارک پہنایا' آپؒ کی عزت افزائی اور آپ کو اشاریۂ الٰہیہ کے ماتحت ابوالعلمین یعنی ظاہر و باطن کے علوم کے ماہر ہونے کا لقب عطا فرمایا (دونوں علوم کے آپؒ قائد ہیں)' آپؒ کی زندگی میں تمام مشائخ کا آپؒ کی فضیلت و بزرگی پر اجماع ہو گیا اور سب لوگ بالاتفاق آپؒ کی عظمت کے قائل ہو گئے۔

مقامِ رفاعیؒ

اللہ تعالیٰ نے سیّد الاولیأ السیّد احمد الکبیر الرفاعیؒ کو وہ مقامِ بلند عطا کیا کہ آپؒ کے استاد و مربّی مرشد شیخ علی قاری واسطیؒ نے فرمایا: اگر سرِ امتثال نہ ہوتا تو میں ان (السیّد احمد الکبیر الرفاعیؒ) سے بیعت ہوتا' بلاشبہ میں صورۃً ان کا شیخ ہوں مگر حقیقت میں وہ (السیّد احمد الکبیر الرفاعیؒ) میرے شیخ ہیں۔

ایک موقع پر شیخ علی قاری واسطیؒ نے فرمایا: السیّد احمد الکبیر الرفاعیؒ طریق الٰہی' اللہ کیلئے ایسا راستہ چلے ہیں' سالکین اس پر چلنا چاہیں تو عاجز رہ جائیں' اس راستے کی وضاحت کرنا چاہیں تو زبانیں ساتھ نہ دیں' السیّدُ الرفاعیؒ نے اپنے نفس کو ذلیل کیا اللہ تعالیٰ نے اس کو معزز کر دیا' آپ نے اپنے نفس کو مؤخر کیا اللہ تعالیٰ نے اس کو مقدم فرمایا' آپ نے اپنی انانیت کو دبا دیا اللہ تعالیٰ نے آپؒ کو منور فرمایا جس سے دوسرے نور پا رہے ہیں' اللہ تعالیٰ نے آپ کو پہاڑ بنایا لوگ اس کی پناہ لیتے ہیں' آپ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے نزدیک بڑے وجاہت والے ہیں' ہم آپ کے شیخ ضرور ہیں مگر رسمی طور پر ورنہ درحقیقت آپ ہمارے شیخ ہیں۔

حضرت شیخ علی قاری الواسطی قدس اللہ سرہ

حضرت شیخ علاؤالدین ابوالفضل علی قاری قریشی واسطی قدس اللہ سرہ اس عہد کے آفتاب اور بہت بڑے امام' علاّمہ' فقیہ' قاری' محدّث' مفسّر اور سب سے بڑے صوفی بزرگ تھے' اگر آپ کے محاسن کو پوری وقعت کے ساتھ لکھا جائے تو ایک ضخیم دفتر بن جائے' اللہ تعالیٰ نے آپ کو بیشمار فضائل عطا فرمائے تھے' ان کا سینہ نور و معرفت کا خزینہ اور ہدایت و عرفان کا گنجینہ تھا اور ذاتِ مبارک علوم و معرفت کا سمندر تھی۔

درس و تدریس

سند و اجازت حاصل ہونے پر حضرت غوث الرفاعیؒ نے اسی مدینۃ العلم و علماء شہر واسط میں سلسلۂ درس و تدریس شروع فرمائی' آپ کی خداداد قابلیت اور ذکاوت کی وجہ سے آپ کا شہرہ ہوا اور بڑے بڑے

علماءٔ وفضلا آپ کے درس سے فائدہ اٹھانے حاضر ہونے لگے' سلسلہ درس وتدریس کے ساتھ ہی آپ نے بزرگ ماموں باز اشہب شیخ منصور بطائحی سے علوم باطنیہ کی تحصیل شروع کر دی' لطف خداوندی و طبیعت کی مناسبت سے آپ نے اس فنِ شریعت میں بہت جلد کمال حاصل کر لیا' علمِ باطنیہ پیدائشی آپ کی ذاتِ شریفہ میں پوشیدہ تھا ہی اور اب اس کی تکمیل ہو گئی' جب آپ نے نصابِ طریقت و سلوکِ معرفت کے مدارجِ عالیہ طے کر لیئے اور آپ کے زہد و پارسا کا خاص و عام میں شہرہ ہو گیا۔

خرقۂ سجادگی اور خلافت

حضرت باز اشہب منصور بطائحی کی اہلیہ محترمہ ہمیشہ آپ کو کہا کرتی تھیں کہ آپ اپنے بیٹے کیلئے بھی کچھ وصیت کریں' آپ فرماتے کہ نہیں میں صرف اپنے بھانجے کیلئے وصیت کرنا چاہتا ہوں' جب آپ کی اہلیہ نے مسلسل اصرار کیا تو ایک روز آپ نے اپنے بیٹے اور بھانجے (السید احمد الکبیر الرفاعیؓ) کو حکم دیا کہ تم دونوں میرے لئے پتے توڑ کر لاؤ' چنانچہ آپ کے صاحبزادے تو تھوڑی دیر میں بہت سے پتے توڑ کر لے آئے لیکن آپ کے بھانجے السید احمد الکبیر الرفاعیؓ بہت دیر بعد خالی ہاتھ واپس آئے' حضرت شیخ منصور نے پوچھا' تم خالی ہاتھ کیوں لوٹے؟ آپؓ نے جواب دیا کہ میں نے ہر پتے کو اللہ تعالیٰ کی تسبیح میں مشغول پایا' اسلئے پتے توڑنے کی ہمت نہ آئی' یہ سن کر آپ نے اپنی اہلیہ سے فرمایا' میں نے ان دونوں کے بارے میں معلوم کیا تھا' تو مجھے بھانجے (السید احمد الکبیر الرفاعیؓ) کے بارے میں بتایا گیا تھا۔

وان من شیئ الا یسبح بحمدہ

ترجمہ: ہر شے ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے

سیّد الاولیاءٔ السید احمد الکبیر الرفاعیؓ کو خرقۂ مشیخیت عطا فرمانے سے کچھ عرصہ پہلے حضرت شیخ منصور بطائحیؒ نے عالمِ رویا میں دیکھا کہ حضرت غوث الرفاعیؓ کے والد محترم سیّد ابو الحسن علی الرفاعیؒ کے مکان پر علم بلندی نصب ہے سرا اس علم کا آسمان پر پہنچا ہوا ہے اور پرچم اس علم کا پوری دنیا میں پھیلا ہوا ہے اور اس کے پاکیزہ کپڑے پر بخطِ نور لکھا ہوا ہے:

حضرت منصور بطائحی اس خواب سے بیدار ہونے پر شرمسار ہوئے کہ غیبی آواز نے آپ کو چونکا دیا "ادب کر اے منصور ادب کر، حکم میرا تمام مخلوق پر قائم ہے، تیری بہن کا فرزند احمد رفاعی تیرا شیخ اور روئے زمین کے ہر سجادے کا شیخ ہے، تو ظاہر میں اس کا شیخ ہوگا اور معنی میں وہ تیرا شیخ ہے، تسلیم کر لے سلامت رہے گا" ہاتف کے یہ کلمات سن کر حضرت شیخ منصور بطائحیؒ کا وجود لرز گیا اور بے ساختہ زبان سے نکلا "تسلیم ہے تسلیم ہے" اس واقعہ کے بعد آپ ہمیشہ اپنے بھانجے السید احمد الرفاعیؒ کا ادب کرتے اور فرماتے **"میں سیّد احمد رفاعیؒ کے خرقہ کا شیخ ہوں اور وہ حقیقت میں میرا شیخ ہے"۔**

۵۳۹ھ بمطابق ۱۱۴۴ء میں سیدالاولیأ السید احمد الکبیر الرفاعیؒ کی اٹھائیس سال عمر میں آپ کے ماموں حضرت شیخ منصور بطائحیؒ نے آپؒ کو امِ عبیدہ بلایا اور آپ کو خرقۂ خلافت سجادگی عطا کر کے امِ عبیدہ میں اپنا جانشین مقرر کیا اور اس کا اعلان بھی کر دیا اور تمام مشائخ و سالکینِ واسط و بصرہ، عراق وغیرہ کو ہدایت فرمادی کہ آئندہ وہ سیّد الرفاعیؒ کو اپنا شیخ سمجھیں و مانیں اور انہی سے رجوع کریں اور دینی و دنیوی فوائد حاصل کریں، اور شیخ منصور بطائحیؒ نے السید احمد الرفاعیؒ سے فرمایا کہ آپ امِ عبیدہ میں اپنے نانا حضرت شیخ یحییٰ انصاری نجاریؒ کے مکان پر تشریف رکھیں، چنانچہ آپ نے وہاں اقامت فرمائی اور اسی سال منصب ارشاد پر متمکن ہوئے۔

عارف کبیر باز اشہب شیخ منصور بطائحی قدس اللہ سرہٗ

حضرت شیخ منصور بطائحی بن شیخ ابوسعید یحییٰ انصاری نجاری قدس اللہ سرہٗ اکابر صوفیأ اجلائے عارفین کبار محققین میں سے ہیں، آپ ادیب و اسلاف کے طریق کار تھے، فراخی و تنگی ہر حال میں احکامِ الٰہیہ کے پابند تھے، بارگاہِ الٰہی میں آپ کی دعائیں مستجاب ہوتی تھیں۔

جب آپ شکمِ مادر میں تھے اور آپ کی والدہ ماجدہ شیخ ابو محمد شبنکیؒ کے پاس زیارت کیلئے جاتیں تو حضرت شیخ محمد شبنکیؒ تعظیماً کھڑے ہو جاتے اور ایسا اتفاق کئی مرتبہ ہوا' لوگوں نے ان سے وجہ دریافت کی تو فرمایا: میں اس بچہ کی تعظیم کیلئے کھڑا ہوتا ہوں جو اس کے پیٹ میں ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے مقربوں اور مقامات والوں میں سے ہوگا' عنقریب اس کی شان بلند ہوگی' آپ نے شیخ محمد شبنکیؒ سے علم حاصل کیا' حضرت شیخ منصور بطائحیؒ حضرت غوث الرفاعیؓ کے ماموں اور مربّی ہیں۔ آپؒ آخری وقت میں بطائح کے علاقہ نہر قلی گاؤں (واسط عراق) میں مقیم رہے اور ۵۴۰ھ بمطابق ۱۱۴۵ء میں وفات پائی' آپ کا مزار شریف زیارت گاہ بنا ہوا ہے۔

سلسلۂ طریق امام رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

حضور نبی کریم ﷺ سے السیّد احمد الکبیر الرفاعیؓ کے درمیان سلسلۂ اسناد درج ذیل ہیں' تا کہ نبی کریم ﷺ سے اس نسبتِ عالیہ کو السیّد الرفاعیؓ تک پہنچانے والے امینوں محافظوں کے اسمائے گرامی سے واقفیت ہو؛

طریقِ اوّل' خرقۂ طریقت سجادگی

۱۔	سیّدنا صاحبِ طریق السیّد احمد الکبیر الرفاعی	رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ
۲۔	(اپنے ماموں) باز اشہب شیخ منصور بطائحی	قدس اللہ سرہٗ
۳۔	(اپنے ماموں) شیخ ابو منصور طیّب	قدس اللہ سرہٗ
۴۔	(اپنے چچازاد بھائی) شیخ ابو سعید یحییٰ انصاری نجاری	قدس اللہ سرہٗ
۵۔	شیخ ابو علی قرمذی والترمذی	قدس اللہ سرہٗ
۶۔	شیخ ابو قاسم کبیر سندوسی	قدس اللہ سرہٗ
۷۔	شیخ ابو محمد رویم بغدادی	قدس اللہ سرہٗ
۸۔	شیخ ابو القاسم جنید بغدادی	قدس اللہ سرہٗ

۹۔ شیخ سری سقطی قدس اللہ سرہٗ

۱۰۔ شیخ معروف کرخی قدس اللہ سرہٗ

۱۱۔ امام علی رضا بن امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

۱۲۔ امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

۱۳۔ امام محمد جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

۱۴۔ امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

۱۵۔ امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

۱۶۔ سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

۱۷۔ سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

۱۸۔ سیّد الانبیاءؑ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے سلسلۂ طریقت جا ملتا ہے۔

طریق دوم

۱۔ السید احمد الکبیر الرفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

۲۔ (اپنے ماموں سے) شیخ منصور بطائحی قدس اللہ سرہٗ

۳۔ (اپنے والد سے) شیخ ابو سعید انصاری نجاری قدس اللہ سرہٗ

۴۔ (اپنے والد سے) شیخ موسیٰ بن سعید انصاری قدس اللہ سرہٗ

۵۔ (اپنے والد سے) شیخ کامل انصاری قدس اللہ سرہٗ

۶۔ (اپنے والد سے) شیخ یحییٰ کبیر انصاری قدس اللہ سرہٗ

۷۔ شیخ الصوفیہ ابو بکر بن موسیٰ واسطی قدس اللہ سرہٗ

۸۔ شیخ ابو القاسم جنید بغدادی قدس اللہ سرہٗ

(اس بعد طریق اوّل کے مطابق سند سلسلۂ طریقت متصل طور پر موجود ہے)

طریق سوم

۱۔ السید احمد الکبیر الرفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ
۲۔ شیخ علاؤ الدین ابوالفضل علی قاری قریشی واسطی قدس اللہ سرہٗ
۳۔ شیخ ابوالفضل بن کامل واسطی قدس اللہ سرہٗ
۴۔ شیخ علام بن ترکان قدس اللہ سرہٗ
۵۔ شیخ علی روزباری قدس اللہ سرہٗ
۶۔ شیخ علی عجمی قدس اللہ سرہٗ
۷۔ شیخ ابوبکر شبلی قدس اللہ سرہٗ
۸۔ شیخ ابوالقاسم جنید بغدادی قدس اللہ سرہٗ
۹۔ شیخ سری سقطی قدس اللہ سرہٗ
۱۰۔ شیخ معروف کرخی قدس اللہ سرہٗ
۱۱۔ شیخ داؤد الطائی قدس اللہ سرہٗ
۱۲۔ شیخ حبیب عجمی قدس اللہ سرہٗ
۱۳۔ شیخ حسن بصری قدس اللہ سرہٗ
۱۴۔ امیر المومنین سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

اور انھیں حضور نبی کریم ﷺ سے سند طریقت حاصل ہوئی

طریق چہارم

۱۔ السید احمد الکبیر الرفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ
۲۔ (اپنے ماموں سے) شیخ منصور بطائحی قدس اللہ سرہٗ
۳۔ شیخ محی الدین ابومحمد شبنکی قدس اللہ سرہٗ

۴۔	شیخ ابوبکر بن ہواز بطائحی	قدس اللہ سرہٗ
۵۔	خلیفۃ المسلمین سیّدنا ابوبکر صدیق اکبر (خواب میں)	رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ
۶۔	شیخ سہیل بن عبداللہ تستری	قدس اللہ سرہٗ
۷۔	شیخ ذوالنون مصری	قدس اللہ سرہٗ
۸۔	شیخ اسرافیل مغربی	قدس اللہ سرہٗ
۹۔	شیخ ابوعبداللہ حیشہ تابعی	رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ
۱۰۔	حضرت جابر انصاری	رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ
۱۱۔	امیر المومنین سیّدنا علی بن ابی طالب	رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

اور انھیں حضور نبی کریم ﷺ سے سند طریقت حاصل ہوئی۔

رجوع خلق

ابتداً میں آپ پر عالمانہ کیفیت کا غلبہ تھا تعلم و تعلیم آپ کا شغل تھا مگر اس کے ساتھ ساتھ اپنے ماموں صاحب شیخ منصور بطائحیؒ سے تصوف اور معرفتِ الٰہی کی تحصیل بھی کرتے تھے' تھوڑی ہی مدّت میں عرفان و سلوک و معرفت کے مدارجِ عالیہ طے کر لیئے اور عارف کامل بن گئے' حضرت السیّدُ الرفاعیؒ کی عمرِ مبارک جب اٹھائیس سال کی ہوئی اس کے بعد تو آپ کے فضل و کمال' ریاضت و تقویٰ کی اس قدر شہرت ہوئی کہ دور دور سے لوگ تلاشِ حق و رُشد و ہدایت کیلئے آپ کی خدمت بابرکت میں جوق در جوق حاضر ہوتے اور بخلوصِ نیت بیعت ہو کر حلقۂ عقیدت میں شامل ہو کر کامیاب و بامراد لوٹتے۔

آپ کے ماموں باز اشہب شیخ منصور بطائحیؒ نے خرقۂ سجادگی اور خلافت سے سرفراز فرما کر آپ کو امِ عبیدہ بلا لیا تاکہ وہاں رہ کر لوگوں کی رہنمائی کریں' اپنے علومِ ظاہری و باطنی سے عوام کو ہدایت دیں اور فائدہ پہنچائیں' آپ سے فیض حاصل کرنے کیلئے خلقِ خدا ٹوٹ پڑی اور خانقاہ رفاعیہ میں سینکڑوں اور ہزاروں کی تعداد میں طلباً' فقراً کے ساتھ علمائے وقت' مشائخِ وقت اور ماہر اساتذہ تحصیلِ علم اور تزکیۂ باطن کیلئے شریکِ درس ہوتے' صاحب المعارف المحمدیہ لکھتے ہیں' مسندِ درس پر تشریف لاتے تو

ائمہ علماء چوٹی کے فضلاء اور ہر مکتبہ فکر کے شیوخ آپ کے ارد گرد زانوائے تلمذ کرتے۔

طلباءُ وسالکین کو تاکید

آپ کے اخلاق وعادات تمام وکمال اخلاقِ محمدی ﷺ کا نمونہ تھے' عجز وانکسار' تواضع ومسکینیت آپ میں حد سے زیادہ تھی' چنانچہ آپ خود فرمایا کرتے کہ میں نے سلوک ومعرفت کے سب طریقوں کو دیکھا اور غور کیا' لیکن تواضع اور انکساری سے بہتر کوئی طریقہ نظر نہ آیا اس لئے میں نے اسی کو اپنے واسطے پسند کیا۔

اتباعِ سنّت کے خود بھی بہت پابند تھے اور طلباءُ وسالکین کو بھی تاکید فرماتے کہ طریقہ محمدیہ کی بنیادوں کو سنّت کے زندہ کرنے اور بدعت کے مٹانے سے مضبوط کرو۔

بزرگو: فقیر اسی وقت تک طریقت پر ہے جب تک سنّت پر جما ہوا ہے' اور جس وقت سنّت سے ہٹے گا طریقت سے علیحدہ ہو جائے گا' دنیا کمانے والے مکار صوفی منش لوگوں نے جو باتیں خلافِ شریعت ایجاد کر رکھی تھیں' آپ ہمیشہ ان کو مٹانے کی کوشش فرماتے اور ایسے لوگوں سے نفرت کرتے' فرماتے: بدعت سے بچتے رہو" رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ: جو شخص ہمارے اس دین میں نئی باتیں ایجاد کرے وہ **مردود** ہے"۔

اللہ تعالیٰ سے تقویٰ کے ساتھ اور مخلوق کی سچائی اور حُسنِ خلق کے ساتھ اور اپنے نفس سے مخالفت کے ساتھ معاملہ کرو' شریعت کی حدود سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے کوئی عہد کرو تو پورا کرو' جو کچھ رسول اللہ ﷺ نے تم کو حکم دیا ہے اس کو مضبوط پکڑو اور جس سے منع فرمایا ہے' اس سے باز آجاؤ' جھوٹ سے بچو نہ خدا پر جھوٹ لگاؤ نہ مخلوق پر' اپنی بڑائی کا دعویٰ کرنا اللہ اور مخلوق پر جھوٹ لگانا ہے۔

طلباءُ وسالکین کی خدمت

خانقاہ میں جتنے لوگ تحصیلِ علم اور تذکیۂ نفس وتذکیۂ باطن کیلئے قیام کرتے' ان سب کے کھانے اور رہنے کا انتظام آپ ہی کی طرف سے ہوتا تھا' تا کہ طلباءُ اور سالکین فراغِ قلب اور اطمینان سے حصول

مقصد میں لگے رہیں اور فکرِ معاش میں مبتلا ہو کر ذکرِ الٰہی سے غافل نہ ہو جائیں۔

بعض مستند اور ثقہ اہلِ علم بیان کرتے ہیں کہ بعض ایام میں ہم نے دیکھا کہ دس دس ہزار افراد کا مجمع خانقاہ شریف میں ہوتا اور ان تمام کا رہنے اور کھانے وغیرہ کا انتظام آپ کے لنگر خانے سے ہوتا۔

جناب مولانا ظفر احمد عثمانی تھانوی "البنیان المؤید" میں رقمطراز ہیں:

سب کے کھانے پینے اور رہنے کا انتظام اسی خانقاہ کی جانب سے تھا اور ایسا بہترین انتظام تھا کہ کسی مہمان کو تھوڑی سی بھی تکلیف کسی بارے میں نہیں ہوتی تھی' یہ انتظام حقیقت میں ایک معجزہ نظر آتا تھا۔

علاّمہ ابنِ جوزیؒ فرماتے ہیں' کہ ایک مرتبہ میں آپ کی خدمت میں امِ عبیدہ ۱۵ شعبان کو حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ اس دن خانقاہ میں تقریباً ایک لاکھ آدمیوں کا مجمع تھا اور سب کے قیام وطعام کا انتظام حضرت السیّد احمد الرفاعیؓ کی جانب سے تھا اور یہ انتظام کسی معجزہ سے کم نہیں تھا' جب میں نے ایک لاکھ کے مجمع کو تعجب سے دیکھا تو حضرت السیّد احمد الرفاعیؓ نے مجھ سے فرمایا: میرا حشر ہامان جیسا ہو اگر لمحہ بھر کیلئے میرے دل میں اس کا خیال ہو کہ میں ان لوگوں کا پیشوا ہوں۔

ظاہر کرامات

سوچنے کی بات ہے کہ ایک بڑی سے بڑی حکومت بھی ایک لاکھ آدمیوں کا انتظام کرنے سے عاجز ہو جاتی ہے' کہیں میلا یا مجمع ہوتا ہے تو اس کا انتظام رکھنا بھی مشکل ہو جاتا ہے مطلب یہ کہ اتنے بڑے مجمع کو سنبھالنا بڑا مشکل کام ہوتا ہے لیکن حضرت السیّد احمد الکبیر الرفاعیؓ خانقاہِ عالیہ میں اس کا انتظام خود کرتے اور ایسا انتظام جو کہ کسی ظاہری کرامت سے کم نہیں' جس کی گواہی مشہور محدث علاّمہ ابنِ جوزیؒ دیتے ہیں۔ نیز علاّمہ ابنِ خلقان جو مشہور محقق صاحبِ تاریخ ہیں وہ بھی السیّد احمد الکبیر الرفاعیؓ کی فضیلت کا ان الفاظ میں اعتراف کرتے ہیں "سلسلۂ رفاعیہ کے گروہ کیلئے چند موسم سالانہ آتے ہیں' دنیا کے طلباً وفقراً خانقاہِ امِ عبیدہ میں جمع ہوتے ہیں' لاتعداد اور ان تمام کی کفالت (قیام وطعام) خانقاہ کے ذمّہ ہوتی ہے"۔

آپؒ کی جائیداد

حضرت السید احمد الکبیر الرفاعیؒ کی جائیداد اور باغات اُمرأ و وُزرأ ' حکّامِ بالا اور جاگیرداروں سے کسی طرح کم نہ تھی، مگر سب خانقاہ پر وقف تھی، آپ کو جس قدر آمدنی ہوتی وہ خانقاہ کے طلبأ ' فقرأ ' مہمان اور مساکین پر خرچ کر دیتے ' اس آمدنی کو اپنی ذات پر کبھی خرچ نہ کیا ' آپ کی اولاد بھی اس آمدنی سے محروم رہتی تھی بلکہ وہ خانقاہ کے فقرأ میں ہی شمار ہوتے ' خانقاہ کے ذمہ دار منتظمین بھی خدام ہی تھے۔

آپؒ کی جاگیر کی آمدنی اور فتوحات

شیخ عبدالصمد حربونیؒ خانقاہِ عالیہ رفاعیہ کے وکیل تھے بتاتے ہیں کہ ۵۷۱ھ میں السید احمد الکبیر الرفاعیؒ کی جاگیر اور خانقاہ کے نام پر وقف املاک کی آمدنی نو لاکھ چاندی کے درہم اور بیس قطعہ سونا تھا ' اور اسی سال آپؒ کی خدمت میں مختلف ممالک سے ۸۰ ہزار چادریں ' ۵۰ ہزار کپڑے کے تھان ' ۲۰ ہزار عجمی اونی کمبل ' ۳۲ ہزار سوتی پگڑیاں ' ۱۱ ہزار دانق (سونے کا سکہ) ۱۷ سو ہندی چادریں پیش کی گئیں مگر اس سال بھی آپ کی حالت یہ تھی کہ خانقاہ کی نہر کے کنارے بیٹھے اپنے کپڑے خود دھو رہے تھے اور تولیہ کے ساتھ پردہ کر رکھا تھا اور لاٹھی پر کپڑے ڈال کر خشک کر رہے تھے ' اپنے خزانے اور خانقاہ سے ایک درہم بھی نہ لیا اور سارا مال مستحقین اور طلبأ و فقرأ و مساکین پر تقسیم کر دیا۔

روزانہ کے معمول

حضرت السیدؒ الرفاعیؒ کا روزانہ کا معمول درس و تدریس کا یہ تھا کہ آپ صبح و شام کو درس دیتے ' جس میں حدیث ' فقہ ' تفسیر اور عقائد کا درس ہوتا تھا ' کثرت سے طلبأ آتے اور درس میں شریک ہوتے جن میں علمأ و فضلأ اور بڑے بڑے مشائخ وقت بھی شریک ہوتے اور آپ کے درس سے فائدہ دارین حاصل کرتے ' پیر اور جمعرات کو درس کا وقت بعد نمازِ ظہر اور صبح و شام کو واعظِ عام ہوتا ' حضرت السید

احمد الکبیر الرفاعیؒ کا منتہائے صرف یہی ہوتا کہ طالبانِ حق و صداقت اور متلاشیانِ علم و معرفت کو انوارِ باطن سے مزین اور مستفید فرما کر جادۂ حق پر راہنمائی کا کام انجام دیں چنانچہ آپ نے امِ عبیدہ میں مسندِ ارشاد بچھائی جہاں جوق در جوق لوگ آپ کی خدمت میں آتے اور دینی و دنیوی فیوض و برکات سے مالا مال ہو کر جاتے۔

آپ قرآنِ کریم کے بتائے ہوئے طریق پر کاربند رہے اور ہمیشہ نبی کریم ﷺ کی اتباع کرنا آپؒ کی عادتِ ثانیہ بن چکی تھی، آپؒ کا مسلک کتاب و سنت اور صحابۂ کرامؓ کے طریقے سے وابستہ تھا، اس قدر تشدد نہ تھا (کہ مار ڈالیں) اور اس قدر وسعت نہ تھی (کہ لوگوں کو غلط راہ پر ڈالیں) ہمیشہ اعتدال کی راہ پر گامزن رہے۔

فرمایا کرتے: ہم امتِ وسط ہیں، یعنی اعتدال کی راہ پر چلنے والی امت، اسلئے مبتدی لوگوں کیلئے رخصت ہونی چاہئے تاکہ وہ تنگ دل نہ ہو جائیں اور بلند درجات والوں کیلئے عزم چاہئے۔

آپؒ لوگوں کے ساتھ تواضع اور بُردباری کے ساتھ پیش آتے، تکلیف برداشت کرتے، پریشانیوں میں صبر پر چلنے والے تھے، نفسانی مطلوبات کی خاطر کسی سے انتقام نہیں لیتے اور نہ ہی نفس کے حوالے کرتے، محض اللہ کی رضا کی خاطر محبت کرتے اور اللہ کی خاطر بغض رکھتے، ناپسندیدہ راہ پر چلنے سے ہمیشہ گریزاں رہے، حق سامنے آتا تو اطاعت کرتے اور حق کی خاطر اپنے نفس اور اہل و عیال کی پرواہ نہ کرتے اور فرمایا کرتے:

"ہم وہ لوگ ہیں کہ جن کے ہاں اللہ تعالیٰ کا قرب رکھنے والے
اور نئے سب برابر ہیں (یعنی سب کی طرف توجہ کرتے ہیں)"

فرمایا کرتے: "جو اپنی خواہشِ نفس کی پیروی کرے مگر حق کی اطاعت نہ کرے وہ حد درجہ کا گمراہ ہے" آپ جائز اور مباح اشیأ کی کثرتِ استعمال سے منع کرتے اسی طرح بسیار خوری اور کثرتِ نیند سے منع فرماتے، تہجد کی نماز اور رات کی عبادت کی ترغیب دیتے، آپ ہمیشہ لوگوں کو غلو کرنے والوں، سطحیات میں مبتلا، فضول دعوے باندھنے والوں اور تعلّی جتانے والوں سے دور رہنے کا حکم دیتے اور ان کی شرارتوں سے بچنے کی تلقین فرماتے، فرمایا کرتے: یہ لوگ ڈاکو ہیں ان سے بچ کر رہو، وحدت

الوجود کے قائلین کو ناپسند کرتے اور ان لوگوں سے بھی متنفر تھے، جو ذات وصفاتِ باری تعالیٰ پر محض عقل یا فتنہ پروری کے طریقے پر غور وخوض اور کلام کرتے اور فرمایا کرتے "لغوکلامی کے باعث ان پر بدعت مسلط ہوگئی ان کی مجالس سے دور رہو"۔ اکثر فرمایا کرتے "اطاعت کرو مگر بدعت نہ کرو اگر تم نے اطاعت کی تو نجات پا گئے اور سلامتی والوں میں ہو گئے اور اگر تم نے بدعت کی تو برباد ہو گئے"۔

خلفاءُ

السید احمد الکبیر الرفاعیؒ کا حلقۂ ارادت نہایت وسیع تھا جس کا شمار نہ تھا، آپؒ کے خلفاءُ جن کی دیانت و امانت، تقویٰ وطہارت وتعلق مع اللہ وانابت وزہد وقناعت پر اعتماد ہوتا ان ہی کو خرقہ عنایت فرماتے ان کی تعداد بھی ہزاروں سے متجاوز تھی۔

ابنِ مہذب نے اپنی کتاب "عجائب واسط" میں اور حافظ تقی الدین واسطی اپنی کتاب "تریاق المحبین" میں فرماتے ہیں کہ آپؒ کے خلفاءُ کی تعداد آپؒ کی عین حیات میں ہی ایک لاکھ اسی ہزار تک پہنچ چکی تھی اور بیشمار خلفاءُ وفقراءُ منسلکین پورے بلادِ عرب وعجم عراق میں پھیلے ہوئے تھے، ممالکِ اسلامی کا کوئی شہر، قصبہ یا علاقہ ایسا نہ تھا جس میں آپؒ کے دو چار خلیفہ موجود نہ ہوں اور آپؒ کے عارف اور محبّ شاگرد نہ ہوں اور مریدین ومنتسبین کا تو کوئی شمار ہی نہ تھا۔

اتباعِ سنّت وتوکّل

اتباعِ سنّت کے آپ خود بھی بہت پابند تھے اور خدام کو بھی تاکید فرماتے تھے کہ بھائیوں پر شفقت اللہ تعالیٰ سے نزدیک کرنے والی ہے اور فرماتے تھے کہ جب تم میرے پاس آؤ اور کھانے کی کوئی چیز نہ پاؤ تو مجھ سے دعا کی درخواست کرو کیونکہ اس وقت میں رسول اللہ ﷺ کے نمونہ پر ہوتا ہوں۔

جناب محمد علی قلندر لکھتے ہیں کہ ایک وقت کا کھانا اگر گھر میں موجود ہوتا تو آپؒ بہت بے چینی محسوس کرتے اور اس دوران اگر کوئی دعا کی درخواست کرتا تو فرماتے کہ فی الحال دعا کرنے کے قابل نہیں ہوں۔

ایک بار ایک شخص نے عرض کیا کہ میرے لئے دعا کیجیے' آپؒ نے فرمایا "میرے پاس ایک دن کے کھانے کا ہے اور جس کے پاس اتنا ہو اس کی دعا نہیں سنی جاتی یہ ختم ہو جائے تو دعا کروں گا"۔

حضرت غوث الرفاعیؒ کے یہاں نوافل و مستحاب اور سنین عادیہ غیر مؤکدہ کا بڑا اہتمام نہ صرف یہ کہ پایا جاتا تھا' بلکہ دوسروں کو بھی شدّ و مد کے ساتھ ان کے اہتمام کی تاکید کی جاتی تھی' آپؒ ارشاد فرماتے:

"میں تم سے کہہ دینا چاہتا ہوں کہ دائمی سعادت کی کنجی رسول اللہ ﷺ کی پیروی ہے' تمام افعال میں جو آپؐ نے کیئے ہیں اور جن سے آپؐ رکے ہیں' اسی طرح آپؐ کی وضع' کھانے' پینے' اٹھنے' بیٹھنے سونے اور بولنے میں بھی آپؐ کا اتباع کیا جائے تا کہ اتباع کاملیہ نصیب ہو جائے'.........

خبردار یہ مت کہنا کہ یہ باتیں تو حضور ﷺ کی عادت سے متعلق ہیں' عبادت کے متعلق نہیں اور یہ کہہ کر ان کو چھوڑ دو کیونکہ ان کا چھوڑنا سعادت کے دروازوں میں سے بہت بڑے دروازے کو بند کر دے گا"۔

آپؒ کو لوگوں میں جب حضور ﷺ کی سنت ترک ہو جانے کا علم ہو جاتا اور اس کی جگہ بدعت ظاہر ہونے کی خبر ملتی تو آپؒ اس قدر ناراض ہوتے اور غصہ میں آتے کہ کسی کی جرأت نہ ہوتی کہ ملاقات کر سکے اور اس قدر غصہ میں کانپتے جیسے درخت کی ٹہنیاں تیز ہواؤں میں ہلتی ہیں اور وفور غضب میں لرزتے ہوئے فرماتے "حضور علیہ السلام کی سنت کی اتباع میں امت میں سستی برتی جاتی ہو اور بدعت والوں اور رسوم کے غلاموں کو نہ روکا جائے' ان کا قلع قمع نہ کیا جائے تو پوری قوم کو اللہ تعالیٰ عذابوں میں مبتلا کرے گا (۱) افلاس' تنگی' بیروزگاری (۲) طاقت میں کمزوری' صحت کے اعتبار سے بیماریوں میں مبتلا اور (۳) آپس کی نااتفاقی اور ان مصائب کی تدبیر کرنے میں حیرانی اور پریشانی کے سوا کچھ نہ ملے گا"۔

آپؒ اپنے خدّام کو اس کی بھی خاص تاکید فرماتے' اگر کوئی شریعت کی پابندی سے گریز کرتا نظر آتا تو منع فرماتے اور مسئلہ سے اس کو آگاہ کرتے اور فرماتے "جس نے لحۂ واحد شریعت محمدی ﷺ سے باہر قدم رکھا ہلاک ہوا"۔

صاحبُ المعارف المحمد یہ لکھتے ہیں:

حضرت السید احمد الکبیر الرفاعیؒ ' رسول اللہ ﷺ کی سنت سے اور آپ ﷺ کی سیرتِ طیبہ پر تا حیات پوری طرح پابند رہے (ایک ذرہ بھر نہیں ہٹے ہوئے تھے) اس وجہ سے آپؒ کو مقامِ بلند ملا اور عظیم مرتبہ عطا ہوا۔

ادبِ باری تعالیٰ

ادبِ باری تعالیٰ جلّ شانہٗ کا لحاظ بدرجہ اُتم آپؒ میں پایا جاتا تھا اس کا اندازہ آپؒ کے خادمِ خاص شیخ یعقوب بن کراز کی اس روایت سے ہوتا ہے جس کو علامہ سبکیؒ نے "طبقات" میں نقل کیا ہے۔

اکابر شیوخ میں سے کوئی محترم شخصیت ایک مریض کو لے کر حضرت السید احمد الکبیر الرفاعیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تا کہ حضرتِ والا اس کیلئے دعائے صحت فرمائیں' حضرتِ والاؒ دو چار دن متوجہ نہیں ہوئے' میں نے عرض کی: حضرت اس مریض کیلئے دعا کیوں نہیں فرما رہے ہیں' ارشاد فرمایا "اے یعقوب عزّتِ عزیز کی قسم میری ہر حاجت منجانب اللہ پوری ہوتی ہے لیکن کسی بھی حاجت کی میں نے التجا نہیں کی "سفارشی انداز میں' میں نے عرض کی کہ اس کیلئے دعائے صحت فرما دیجئے' ارشاد فرمایا" سفارش کرنا اور اس کا مقبول ہونا' نہ یہ اکرم ہے' نہ اعزاز' تم چاہتے ہو کہ میں بے ادب ہو جاؤں کہ میرا ارادہ کچھ ہو اور اللہ تعالیٰ کی منشأ کچھ اور ہو (یعنی میں اس کی شفأ چاہوں اور مالک الملک مریض کو بیمار رکھنا چاہے)" پھر آیت تلاوت فرمائی

ترجمہ: "تخلیقی امور اور تدبیر سب اللہ ہی کیلئے ہیں" ' ربُّ العالمین کی ہستی بڑی بابرکت ہے' اے یعقوب جب کوئی بندہ اپنی حاجت کی برآوری چاہتا ہے اور اس کی حاجت پوری کر دی جاتی ہے تو اس کے مرتبہ "تمکین" میں کمی آجاتی ہے' میں نے کہا' یا سیدی نمازوں کے بعد اور دیگر اوقات میں دعا فرما دیجئے' ارشاد فرمایا "وہ **تعبداً** اور **امتثالاً** ہے' حاجت برآوری کی دعا اور ان دعاؤں میں فرق ہے' حاجت برآوری کی دعا کیلئے شرطیں ہیں" خیر دوسرے ہی دن وہ مریض صحت یاب ہو گیا"۔

ادبِ شریعت
(آتشِ دوزخ سے نجات)

ایک دن ایک شخص حضرت السید احمد الرفائیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور گزارش کی، یا سیدی: آج میں اپنی بہت ضرورت لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں امید ہے آپ مجھے مایوس نہیں کریں گے، آپؒ نے فرمایا "جو کچھ تو چاہتا ہے کیا اس کا تعلق تیرے اعمال سے ہے" اس شخص نے عاجزی سے جواب دیا: یہ تو میں خود بھی جاننا چاہتا ہوں کہ میں جس مطلب سے آپ کے پاس آیا ہوں اس کا تعلق میرے اعمال سے ہے لیکن کیا ایسا ممکن نہیں ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ سے میری سفارش فرمادیں اور اللہ اسے منظور کر لے، آپؒ نے فرمایا "اگر ایسا ہو جایا کرے تو پھر اچھے اعمال کی ضرورت ہی باقی نہیں رہے گی" وہ شخص بہت بے چین تھا، بولا آپ میری درخواست سُن لیجئے، آپؒ نے فرمایا "میں جانتا ہوں کہ تو کیا درخواست لے کر آیا ہے، کہ تو میرے واسطے سے آتشِ دوزخ سے نجات پا جائے اور جنّت کی خواہش لے کر میرے پاس آیا ہے" وہ شخص آپؒ کے قدموں میں گر گیا اور روتے ہوئے کہا، بیشک میں اسی لئے آیا ہوں، میں ملتجی ہوں آپ اللہ تعالیٰ سے میری سفارش کر دیجئے تاکہ آتشِ دوزخ مجھ پر حرام ہو جائے، آپؒ نے فرمایا "تیرے حق میں کوئی ایسی دعا اس وقت کر سکتا ہوں جب تو مجھے یقین دلا دے کہ تو اپنی بقیہ زندگی تائب ہو کر گزارے گا، جیسا کہ میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ بخشش کا تعلق انسان کے اپنے اعمال سے ہے اگر انسان زندگی بھر گناہ کرتا رہے گا تو پھر بخشش کس طرح ہو گی" وہ شخص رونے لگا اور کہنے لگا کہ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اپنی بقیہ زندگی توبہ پر قائم رہ کر گزاروں گا، اب آپ مجھے یہ یقین دلا دیجئے کہ آپ اللہ تعالیٰ سے میری سفارش فرمادیں گے اور مجھے مطمئن کر دیجئے" آپؒ نے آسمان کی طرف دیکھا اور اس شخص کو بھی حکم دیا کہ تو بھی فضائے بسیط پر نظریں جمائے رکھ اور بتا کہ تجھے کیا نظر آ رہا ہے" اس شخص نے آسمان کی طرف دیکھا اور کچھ ہی دیر بعد بجلی کی طرح لہراتی ہوئی کوئی چیز نیچے اتری اور اس شخص کے بالکل سامنے ایک کاغذ آن گرا، آپؒ نے وہ اُٹھا کر اس شخص کے حوالے کر دیا اور فرمایا "دیکھ یہ تیرے لئے اوپر سے پروانۂ نجات اترا ہے، اس کی حفاظت کرنا اور بقیہ زندگی توبہ پر رہ کر گزار دینا، اللہ نے چاہا تو تیری بخشش ہو جائے گی اور

مرنے سے پہلے اپنے ورثا کو وصیت کر دینا کہ اس کاغذ کو تیرے کفن میں رکھ دیں" وہ شخص بہت خوش ہوا اور اس کاغذ کو پڑھنے کی کوشش کی لیکن وہ بالکل سادہ تھا' اس نے کہا کہ یا سیّدی اس پر تو کچھ بھی لکھا ہوا نہیں ہے' آپؓ نے فرمایا "اس پر جو کچھ لکھا ہے وہ خطِ نور سے لکھا ہوا ہے' جسے تُو نہیں پڑھ سکتا" وہ شخص کاغذ لے کر خوش خوش چلا گیا۔

خُلقِ عظیم (اخلاقِ کریمہ)

سیّد الاولیأ السیّد احمد الکبیر الرفاعیؓ کے اخلاقِ حسنہ اور خصائلِ حمیدہ کے بارے میں جتنا کچھ لکھا جائے تھوڑا ہے' مختصر یہ کہ آپؓ کے اخلاق و عاداتِ کریمہ تمام و کمال اخلاقِ محمدی ﷺ کے پورے آئینہ دار نمونہ تھے' سیرت و کردار کے لحاظ سے وقت کے شیوخ میں کوئی آپؒ کا ہم پلّہ نہیں تھا' یہاں تک کہ دشمن بھی آپ کے گرویدہ ہو جاتے تھے اور آپؓ کے محاسن اخلاق کو دیکھ کر غیر مسلم کے دل میں مذہب اسلام کی حقّانیت گھر کر جاتی تھی کیونکہ آپؓ اسلامی اخلاق و انسانی اوصاف کے پیکر اور اس کا عملی نمونہ تھے۔

طبیعت مسکین تھی مگر کوئی نظر بھر آپؓ کو دیکھ نہیں سکتا تھا' سینہ ہر ایک کیلئے کشادہ تھا' ہمیشہ متفکر و غمزدہ سے رہتے' کبھی کسی نے آپؓ کو ہنستا ہوا نہیں پایا' چہرا مبارک پر ہمیشہ تبسّم رہتا' رقیق قلب تھے اسی لئے گریہ جلد طاری ہو جاتا' دنیا کو حقیر سمجھتے تھے' کسی درجہ میں دنیا آپؓ کو تعیش و تکلف کی طرف متوجہ نہ کر سکی' مبتدعین پر نہایت سخت تھے' اہلِ حق کیلئے بہت نرم مثلِ ابریشم' آپؒ کا گفتار و کردار ایک تھا' آپؓ بادل کی طرح سراپا نافع تھے' آپؒ کا عمل اور کلام فی اللہ ہوتا۔

مساکین' فقرأ' ناداروں میں بیٹھنا پسند فرماتے اور ان کے درمیان اپنے لئے کوئی امتیاز گوارہ نہ فرماتے' لنگر خانے تشریف لے جاتے اور خدّام کی ہمت افزائی فرماتے' اللہ فی للہ مہمانوں کی خدمت کی ترغیب دیتے اور فرماتے "شیطان کسی کام کو اللہ فی للہ ہونے نہیں دیتا' ان مہمانوں سے اللہ واسطے محبت کرو اور اللہ واسطے ان کی خدمت کرو" امرأ و حکام کی تعظیم میں آپؓ کھڑے نہیں ہوتے' اللہ پاک نے آپؓ کے کلام سے دین و شریعت کی بڑی تائید فرمائی' آپؒ کا عمل جادۂ شرعِ شریف کے مطابق

'آپؒ کی زبان شریعت کے گن گانے والی رہتی' "المجالس الرفاعیہ" میں جناب سیّد محمود رفاعی سامرائی لکھتے ہیں: آپؒ بادل کی طرح تھے' جہاں جاتے نفع پہنچاتے' آپؒ کا کردار و گفتار ایک تھا۔
شیخ عبدالغنی قادری نابلسیؒ اپنے "قصیدہ تائیہ" میں لکھتے ہیں:

انت الذی نور النبی بداعلی صفحات وجهك للنور اظهر سبهت
فيكم هدى طه النبی مجمع مع فی الصالحين مشتت

ترجمہ: سیّدی احمد الرفاعیؒ آپ کے چہرے پر' نورِ نبی ﷺ ایسا نمایاں ہوا کہ دیکھنے والے متحیر ہیں نبوی ﷺ خصائل جو صلحاء میں متفرق تھے' وہ سب آپ میں یکجا ہو گئے

علامہ شیخ عبدالوہاب شعرانیؒ "الطبقات الکبریٰ" میں لکھتے ہیں:
میں نے اولیاء اللہ کے نزدیک السیّد احمد الرفاعیؒ سے وسیع اخلاق کسی کا نہ دیکھا' کسی قدر شفقت اور تواضع ودرگزر آپؒ کی ذات شریفہ میں تھی۔
ایک روز آپؒ نے فرمایا تم میں سے جو کوئی مجھ میں عیب دیکھے تو مجھے آگاہ کرے' یہ سُن کر ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا' یا سیّدی آپ میں ایک بہت بڑا عیب ہے' آپؒ نے فرمایا: وہ کیا ہے' اس نے جواب دیا کہ ہم جیسے نالائق آپ کے خادم ہیں' اس پر فقراء روئے اور ان کا نالہ وشیون بلند ہوا' ساتھ میں آپؒ بھی روئے اور فرمانے لگے: میں تمہارا خادم ہوں اور تم سب سے کمتر ہوں۔

خدمتِ خلق

سیّد الاولیاء السیّد احمد الکبیر الرفاعیؒ اپنے تلامذہ اور سالکین جو ہزاروں کی تعداد میں خانقاہ ام عبیدہ میں مقیم تھے اور ان کے علاوہ دوسروں کی خدمت ومعاونت' تائید ونصرت کیلئے ہمیشہ مستعد رہتے۔
خدمتِ خلق میں آپؒ کا پایہ نہایت بلند تھا' آپؒ کے اندر ایثار وقربانی' مخلوق سے ہمدردی اور شفقت نہایت درجہ تھی' مساکین کا روزینہ مقرر تھا' یتیموں کی کفالت' مریضوں کی عیادت' زخمیوں کی مرہم پٹی' مظلوموں کی نصرت آپؒ کے معمولات میں شامل تھے۔
آپ کبھی کسی سے خدمت نہیں لیتے تھے' دل نہایت درد مند تھا' کسی کی تکلیف پر' کسی کی مصیبت پر

آپؒ کا دل کراہتا تھا' "المعارف المحمدیہ" میں لکھتے ہیں: اپنی ضروریات کیلئے کسی سے کوئی خدمت نہیں لیتے تھے' آپؒ فرمایا کرتے تھے "اگر میں دوسروں سے خدمت لوں تو خادم کہاں رہا" دسترخوان پر دو قسم کا کھانا نہیں ہوتا اور آدھی یا ایک روٹی سے زیادہ کبھی نوش نہیں فرماتے' اس کی وجہ فرماتے کہ اگر میں اس سے زیادہ کھاؤں تو آسودہ سوؤں اور غریب مساکین بھوکے سوئیں' خداوندِ قدوس مجھ سے مطالبہ فرمائیں گے کہ تو آسودہ سو رہا ہے اور مخلوق بھوکی رہی۔

آپؒ کے حُسنِ سلوک کا اندازہ اس واقعہ سے حاصل ہو سکتا ہے کہ' بستی کے دو آدمیوں میں بڑی دشمنی تھی' پہلے یہ دونوں دوست تھے بعد میں کسی عورت کے سبب اختلاف ہو گیا اور دونوں اس فکر میں رہنے لگے کہ جس کو بھی موقعہ ملے گا دوسرے کو ایذا پہنچائے گا' اس بات اور اس ارادے کو کچھ ہی عرصہ گزرا تھا کہ اس عورت نے دونوں ہی کو دھوکہ دیا اور کسی تیسرے کے ساتھ فرار ہو گئی' دونوں کو ایک دوسرے پر شبہ تھا کہ عورت کو کہیں چھپا دیا ہے' اس سلسلہ میں دونوں ہی ایک دوسرے کو لعنت و ملامت کرتے اور دھمکیاں دیتے تھے اور ایک دوسرے کے جانی دشمن ہو گئے اور موقعہ کی تلاش میں رہنے لگے۔

جب یہ خبر سیّد الاولیاءُ السیّد احمد الکبیر الرفاعیؒ کو پہنچی تو آپ دونوں میں سے ایک سے ملے اور کہا' برادرِ عزیز میں چاہتا ہوں کہ چند روز تمہارا مہمان رہوں' اس نے کہا ضرور آپ جب چاہیں' میں آپ کی مہمان نوازی کیلئے تیار ہوں' آپ نے فرمایا کہ ایک شرط پر مہمان بنوں گا' اس نے جواب دیا مجھے آپ کی ہر شرط منظور ہے' آپؒ نے کہا کہ یہ خبر راز رہے کہ میں تمہارا مہمان ہوں دوسرے یہ کہ تم ایک رات کیلئے اپنا لباس مجھے دو گے اور میرا لباس تم پہن لو گے اور میں آج رات تمہارے ہی گھر میں رہوں گا' اس نے کہا مجھے منظور ہے۔

اس شخص نے آپ کو مہمان بنالیا' رات کو حضرت السیّد الرفاعیؒ نے اس کے ساتھ کھانا کھایا اور میزبان کو اپنے کپڑے پہنا دیئے اور آپؒ نے میزبان کے کپڑے پہن لئے اور اس کے کمرے میں بستر پر سو گئے' رات کے پچھلے پہر ایک سایہ چھپتا چھپاتا کمرے میں داخل ہوا' کمرے میں مدہم لو والی شمع روشن تھی' آنے والا آپؒ کے سرہانے کھڑا ہو گیا' اس کے ہاتھ میں لکڑی تھی اس نے ایک سرسری نظر ڈالی اور

آپؒ کی پٹائی شروع کردی' وہ پٹائی کرتا جاتا اور کہتا جاتا کہ آج تُو مجھ سے نہیں بچ سکے گا' بتا اس عورت کو کہاں چھپا رکھا ہے ورنہ میں تجھے جان سے ماردوں گا اور جوش میں آ کر زور زور سے مکّے مارنے اور چیخنے لگا' شور کی آواز سُن کر برابر کے کمرے سے میزبان اٹھا اور کمرے میں داخل ہوا اور اس شخص کو پکڑ لیا اور بولا یہ تُو کیا کر رہا ہے' یہ تو حضرت السید احمد الرفاعیؒ ہیں اور تُو ان کو مار رہا ہے' اسی لمحے آپؒ نے چادر اپنے چہرے سے ہٹائی' آپؒ کا چہرہ لہولہان تھا' اس شخص نے جب آپ کو دیکھا تو بہت شرمندہ اور خجل ہوا اور گردن جھکا کر بولا' یا سیدی آپ نے اپنی زبان کیوں بند رکھی' آپ شور وغل کر سکتے تھے' اسی طرح میزبان نے بھی عرض کی' یا سیدی آپ مدد کیلئے مجھے آواز دے سکتے تھے' میزبان کا دوست بہت شرمندہ تھا' وہ رونے لگا اور کہنے لگا یا سیدی یہ میں نے کیا کر دیا' آپؒ نے اس کی پشت تھپتھپائی اور فرمایا شرمندہ ہونے کی ضرورت نہیں' جو ہو گیا اسے بھول جا میں نے تجھے معاف کر دیا۔ دونوں اشخاص شرمندہ اور نادم سر جھکائے کھڑے تھے' آپؒ نے انھیں اطمینان سے بٹھایا اور فرمایا' وہ عورت کہاں ہے جس کی وجہ سے تم دونوں کی دوستی دشمنی میں بدل گئی' انھوں نے پورا واقعہ آپؒ کو بتایا اور عرض کی کہ ہم اس غلط فہمی میں مبتلا تھے کہ ہم میں سے کسی ایک نے اس عورت کو چھپا رکھا ہے' آپؒ نے فرمایا کہ یہ غلط فہمی اپنے دلوں سے نکال دو کیونکہ اس عورت کو تیسرا شخص لے اُڑا ہے' اللہ نے چاہا تو اس کا ثبوت بہت جلد تم لوگوں کو مل جائے گا اور دوسرے دن آپؒ وہاں سے تشریف لے آئے' اسی دن سہ پہر کو وہ عورت خود بخود ان کے پاس پہنچ گئی اور رو رو کر اپنی مصیبت کی داستان سناتی رہی کہ وہ بڑی مشکل سے بھاگ کر واپس آئی ہے' دونوں حضرات السیدؒ الرفاعیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور معافی مانگنے لگے' آپؒ نے ان دونوں کو نصیحت فرمائی اور کہا کہ کوئی ایک اس عورت سے نکاح کر لے۔

مختلف خدمات

آپؒ مجذوبوں' اپاہجوں' اندھوں اور کوڑھیوں کے پاس جاتے' ان کو نہلاتے' ان کے کپڑے دھوتے' سر اور داڑھیوں میں کنگھی کرتے' ان کیلئے کھانا لے جاتے اور ان کے ساتھ خود بھی کھاتے اور ان کے پاس محبت سے بیٹھتے اور ان سے دعا کی درخواست کرتے اور فرماتے ایسے لوگوں کی زیارت

مستحب بلکہ واجب ہے۔
امِ عبیدہ کے دیہاتوں میں بیمار کا حال سنتے تو ہر چند وہ دور ہوتا' آپ اس کی عیادت کو ضرور جاتے اور اگر ضرورت محسوس کرتے تو وہاں ایک دو دن قیام بھی کرتے اور واپسی پر جنگل سے لکڑیاں جمع کر کے اُٹھا لاتے اور آبادی میں پہنچ کر بیواؤں' مسکینوں' اپاہجوں اور بیماروں' اندھوں اور کبھی مشائخ و علماٗ کے گھروں میں تقسیم کر دیتے' آپ کو ایسا کرتے دیکھ کر سب فقراٗ و مریدوں نے بھی آپ کی اتباع میں یہ کام اجتماعی شکل میں انجام دینا شروع کر دیا تھا' آپ کی عادت شریفہ سڑک پر اندھوں کا انتظار فرمانے کی بھی تھی تا کہ ان کا ہاتھ پکڑ کر ان کو منزل پر پہنچا آئیں اور جب کسی بوڑھے اور ضعیف کو دیکھتے تو اس کے محلہ میں لے جاتے اور اہلِ محلہ سے اس کی سفارش کرتے اور فرماتے حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو سفید بالوں والے یعنی بوڑھے آدمی کی تعظیم کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کیلئے ایسے شخص کو پیدا کر دے گا جو اس کے بڑھاپے میں اس کی تعظیم کرے گا۔
آپ صبح کے وقت وضو کیلئے کھجور کے باغ میں تشریف لے گئے جو دریا کے کنارے تھا' دیکھا تو ایک کشتی جا رہی ہے جس میں کوتوال اور دیوان کے ملازمین سوار تھے' ان کے ہمراہ بیگاریوں کی ایک جماعت تھی اور پیچھے ایک سپاہی دیوان کا ملازم' جب سپاہی نے آپ کو دیکھا تو آپ کو بھی ساتھ چلنے کیلئے کہا' آپ ساتھ ہو گئے' سپاہی نے آپ کو بھی بیگار میں داخل کر دیا اور صبح قریہ بذریہ گاؤں پہنچے' وہاں ایک فقیر نے آپ کو دیکھ لیا اور چلا کر فریاد کرنے لگا جس کی وجہ سے بہت سے فقراٗ وہاں جمع ہو گئے اور شور و غل مچانے لگے' جب کشتی والوں کو معلوم ہوا کہ آپ السید احمد الکبیر الرفاعی ہیں تو اپنے کیئے پر بہت نادم اور پشیمان ہوئے اور معذرت کرنے لگے' آپ نے فرمایا "صاحبوں' جو کچھ ہوا اچھا ہوا' تمھاری حاجت پوری ہوئی اور ہمیں نیکی ملی اور نقصان بھی نہیں ہوا' تم بیکار ضعیفوں یا کاروباری لوگوں کو پکڑتے ہو اور ان کے کاموں سے ان بے چاروں کو روکتے ہو اور گناہگار بنتے ہو' اگر آئندہ تمھیں ضرورت پڑے تو مجھے خبر کرنا' میں اپنے تھکنے تک تمھارا کام کروں گا پھر لوٹ جاؤں گا"
اس پر وہ لوگ بہت شرمندہ و پشیمان ہوئے اور کہا کہ ہم اپنے اس فعل سے توبہ کرتے ہیں اور آپ بھی ہمیں توبہ کرا دیجئے اور ہم سے راضی ہو جائیے' آپ نے تمام لوگوں کو توبہ کروائی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ ہم

اور تم سب سے راضی ہوا اور دعا کے بعد رخصت کیا۔
سپاہی جس نے آپؒ کو پکڑا تھا کہا یا سیدی! ان لوگوں سے تو آپ راضی ہو گئے، اور جو سب سے بڑا بد بخت ہے اس کا کیا ہوگا، آپؒ نے فرمایا: اللہ تجھ سے بھی راضی ہو جائے، اس نے کہا مجھے بھی توبہ کرا دیں، آپؒ نے اسے بھی توبہ کروائی اور عہد لیا اور دعا فرمائی "اے اللہ تو گواہ رہنا، ہم دنیا و آخرت کے بھائی ہیں" پھر وہ لوگ واسط شہر چلے گئے اور اس سپاہی نے بادشاہ اور دنیا داروں کی خدمت ترک کر دی اور حضرت غوث الرفاعیؒ کی خدمتِ بابرکت میں رہنے لگا اور آپؒ کی خدمت کی برکت سے وہ سپاہی ولی اللہ کے گروہ میں شامل ہو گیا۔

بحرِ محیط کے خواص

سید الاولیاء السید احمد الکبیر الرفاعیؒ میں عجز و انکساری اور مسکینیت حد درجہ تھی اور طبیعت پر شرم و حیا بہت غالب تھی، حتیٰ کہ کسی مجہور کے سامنے اس کی معزولی کے بیان کرنے میں آپؒ شرم محسوس کرتے، السید الرفاعیؒ کے بھانجے شیخ خلیل ابی الحسن علیؒ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں اپنے ماموں صاحبؒ کے حجرے کے دروازے پر بیٹھا ہوا تھا، اس وقت خلوت خانہ میں ماموں صاحبؒ کے علاوہ کوئی نہ تھا، میں نے خلوت خانہ سے باتوں کی آواز سُنی اور دیکھا تو ایک شخص نظر آیا جس کو آج سے پہلے میں نے نہ دیکھا تھا، انھوں نے ماموں صاحبؒ کے ساتھ بہت دیر تک باتیں کیں، بعد میں وہ شخص روزنِ دیوار سے بجلی کی طرح ہوا میں اُڑ گیا، میں فوراً ماموں صاحبؒ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور دریافت کیا کہ یہ کون شخص تھا، انھوں نے مجھ سے سوال کیا: کیا تم نے اس شخص کو دیکھا، میں نے کہا: جی ہاں، آپؒ نے فرمایا: یہ اُن چار خواص میں سے ایک ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے بحرِ محیط پر مقرر کیا ہے (بحرِ محیط وہ دریا ہے جس نے تمام زمین اور سات سمندروں کو گھیرا ہوا ہے اور جس کا پانی شفاف اور شیشہ کی مانند ہے) حضرت السید الرفاعیؒ نے فرمایا: اس خواص کو تین دن ہوئے ان کا حال (مقام) سلب ہو چکا ہے مگر ان کو معلوم نہیں، میں نے سوال کیا کہ ان کا حال سلب ہونے کی کیا وجہ ہے، آپؒ نے فرمایا: تین دن ہوئے ان کے جزیرے میں بارش ہوئی اور اس قدر ہوئی کہ جزیرے کی وادیوں میں ندیاں

بہنے لگیں' ان کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ کاش یہ بارش آبادی والی زمین پر ہوتی تو خلقِ خدا کو اس سے پورا نفع ہوتا' بس اپنے اسی خیال کی وجہ سے بارگاہِ ربُّ العزت سے مجہول (معزول) ہو گئے' میں نے کہا' آپ نے انھیں اس حال سے آگاہ فرمایا تو آپؒ نے جواب دیا کہ مجھے شرم آئی کہ اس کے سامنے اس کی معزولی کا حال بیان کروں' میں نے کہا' اگر آپ اجازت دیں تو میں انھیں ان کی معزولی کے حال سے مطلع کر دوں' آپؒ نے فرمایا: کر سکتے ہو اپنی آنکھیں بند کر لو' میں نے آنکھیں بند کر لیں پھر میں نے آپؒ کی آواز سُنی' آپؒ فرما رہے تھے "اے علی اپنی آنکھیں کھولو" میں نے اپنی آنکھیں کھولیں تو خود کو ایک جزیرۂ محیط پر پایا' میں حیران تھا اور ایک طرف چلنے لگا ابھی تھوڑا راستہ ہی طے کیا تھا کہ اس شخص کو ایک جگہ بیٹھے دیکھا' میں نے قریب پہنچ کر سلام کیا اور تمام حال بیان کیا' اس پر انھوں نے فرمایا' اُس پہاڑ پر چلو' ہم وہاں پہنچے تو انھوں نے مجھے قسم دی کہ جس طرح میں کہوں تم کو اسی طرح کرنا ہے' میں نے جواب میں کہا بسر و چشم میں حاضر ہوں' انھوں نے کہا میرا خرقہ میری گردن میں ڈالو اور مجھے زمین پر گھسیٹو کہ یہ اُس شخص کی سزا ہے جو حق تعالیٰ کے معاملات پر اعتراض کرتا ہے۔ پس میں نے خرقہ ان کی گردن میں ڈالا اور زمین پر گھسیٹنا چاہا کہ ندائے غیب آئی" اے علی اسے چھوڑ دے ملائکہ زمین اور آسمان میں رو رہے ہیں اور اللہ سے ان کیلئے دعا کرتے ہیں' اللہ تعالیٰ نے ان کے قصور کو معاف فرما دیا اور وہ ان سے راضی ہو گیا" جب میں نے ہاتفِ غیبی کی آواز سُنی تو مجھ پر بیہوشی طاری ہو گئی اور جب ہوش آیا تو دیکھا کہ میں اپنے ماموں صاحبؒ کے حُجرے میں ہوں' مجھے نہیں معلوم کہ میں کیسے گیا اور کس طرح واپس آیا۔

مرحبا وتد الارض

حضرت السیّد احمد الکبیر الرفاعیؒ کی بھانجے شیخ ابوالفرح عبدالرحمٰن بن علی الرفاعیؒ فرماتے ہیں کہ ایک دن جب حضرت السیّد الرفاعیؒ تنہا بیٹھے تو میں آپ کے ملفوظات سُننے کی نیت سے آپ کے قریب بیٹھ گیا' لیکن اسی وقت ایک شخص آسمان سے اتر کر آپ کے سامنے بیٹھ گیا' آپ نے فرمایا" مرحبا مرحبا وتد الارض" پھر اس شخص نے کہا' میں نے بیس یوم سے کچھ کھایا پیا نہیں اور میری خواہش ہے کہ

اپنی خواہش کے مطابق کھاؤں پیوں، حضرت السیّد الرفاعیؒ نے پوچھا کہ تمھاری کیا خواہش ہے، اس شخص نے فضا پر نظر ڈالی تو پانچ مرغابیاں اڑتی ہوئی جارہی تھیں، اس نے فرمائش کی کہ کاش ان میں سے ایک بھنی ہوئی مجھے مل جائے اور گیہوں کی روٹی کے ساتھ ٹھنڈے پانی کا ایک کوزہ ہو، یہ سُن کر آپؒ نے فرمایا کہ یہ پرندے تو تیرے لئے ہی ہیں، پھر آپ نے پرواز کرتے ہوئے پرندوں کی جانب دیکھ کر فرمایا، اس کی خواہش پوری کرو، ابھی آپ کا جملہ پورا بھی نہ ہوا تھا کہ ان میں سے ایک مرغابی بھنی ہوئی آپ کے سامنے آگری اور آپ نے اپنے پہلو میں رکھے ہوئے دو پتھروں کو جب اپنے ہاتھ سے کھینچا تو وہ بہترین قسم کی گیہوں کی دو گرم روٹیوں میں تبدیل ہوگئے اور پھر جب آپؒ نے اپنا ہاتھ فضا میں بلند کیا تو ایک سرخ رنگ کا کوزہ آپ کے ہاتھ میں آگیا جس میں پانی بھرا ہوا تھا، اس شخص نے خوب سیر ہوکر کھایا اور پیا، پھر ہوا میں پرواز کر گیا، اس کے بعد حضرت السیّد الرفاعیؒ اس پرندے کی ہڈیوں کو اپنے بائیں ہاتھ میں لے کر داہنا ہاتھ پھیر کر فرمایا: اے ہڈیوں اور پٹھوں خدا کے حکم سے آپس میں جڑ جاؤ تو وہ پرندہ دوبارہ زندہ ہوکر فضا میں پرواز کرتا ہوا میری نظروں سے اوجھل ہوگیا۔

تواضع وانکساری

سیّد الاولیاء السیّد احمد الکبیر الرفاعیؒ میں حد درجہ کی تواضع وانکساری تھی، آپ سراپا عمل تھے، گفتار وکردار دونوں جامع تھے، عجز وانکسار کے پیکر تھے، تذکرہ نویسوں نے آپ کی اس خصوصیت کو بہت اُجاگر کیا ہے۔

علامہ عبدالوہاب شعرانیؒ "الطبقات الکبریٰ" میں لکھتے ہیں: آپؒ کبھی صدرِ مجلس نہ بنے اور نہ کبھی سجادہ اور گدی پر تشریف فرما ہوئے، یہ آپ کا تواضع تھا۔

علامہ ابنِ اسعد یافعی "روضۃ الریاحین" میں لکھتے ہیں: تواضع، قناعت، نرم گوئی، انکسار وفروتنی، جسرِ نفسی وسلامت باطن کی صفت وخصوصیت آپؒ کی ذات پر ختم ہوگئی۔

السیّد احمد الکبیر الرفاعیؒ نے ایک مجلس میں ارشاد فرمایا:

"میں ان ساری راہوں پر چلا ہوں' جو اللہ تعالیٰ تک پہنچاتی ہیں' مگر سب سے آسان اور مناسب ترین اور منزلِ مقصود تک بہت جلد پہنچانے والی راہ مجھے نیاز مندی' فروتنی' انکساری سے زیادہ کوئی نظر نہ آئی"۔

آپ کے خادمِ خاص شیخ یعقوب بن کرازؒ سے کسی مناسبت پر ایک دفعہ ارشاد فرمایا:

"اگر داہنے پانچ سو مقربین کھڑے مجھ پر دولت نچھاور اور عطر بیزی کر رہے ہوں اور بائیں پانچ سو حاسد کھڑے قینچیوں سے میرے جسم سے بوٹیاں لے رہے ہوں' حسبِ توفیق دونوں اپنے اپنے سلوک پر معمور ہیں اس لئے کہ یہ دونوں میرے نزدیک برابر ہیں' نہ یہ بلند مرتبہ نہ وہ پست و ذلیل"۔

پھر آپؒ نے تلاوت فرمائی:

ترجمہ: "بیتے امور پر ملال نہ ہو اور عطا فرمودہ چیزوں پر نہ اِترا'

اِترانے اور اکڑنے والوں کو اللہ ہرگز پسند نہیں کرتا"۔

آپ فرماتے: "بھائیوں پر شفقت اللہ تعالیٰ سے نزدیک کرنے والی ہے" اور فرماتے کہ "فقراُ سب میں اشرف ہیں کیونکہ فقر مرسلوں کی پوشاک' نیکوکاروں کی چادر' پرہیزگاروں کا تاج' عارفوں کی غنیمت' مریدوں کی آرزو' ربُّ العالمین کی خوشنودی اور اس کے اہلِ ولایت کی کرامت"۔

جب آپؒ کو معلوم ہوتا کہ فقراُ کسی لغزش کے سرزد ہونے کی وجہ سے اپنے بھائیوں میں سے کسی کو مارنا چاہتے ہیں تو اس کے کپڑے عاریت لے کر خود پہن لیتے اور اس کی جگہ جا کر سو رہتے' اور فقراُ آپ کو مارتے پیٹتے اور جب ان کا غصہ ٹھنڈا ہو جاتا تو آپ ان کے سامنے اپنا چہرہ کھول دیتے' جس سے ان فقراُ کے ہوش جاتے رہتے اور فرماتے "اچھا ہوا تمھاری وجہ سے مجھے اجر و ثواب حاصل ہوا" اس پر فقراُ ایک دوسرے سے کہتے کہ یہ اخلاق سیکھو۔

ایک دن آپؒ بچوں کے پاس سے گزرے جو کھیل رہے تھے' بچے آپؒ کی ہیبت سے بھاگے تو آپؒ ان کے پیچھے ہو لئے اور ان سے کہتے جاتے تھے کہ بچّو ں مجھے معاف کر دو میں نے تم کو ڈرا دیا' لوٹ آؤ اور جس طرح کھیل رہے تھے کھیلو۔

ایک مرتبہ چند لڑکوں کے پاس سے آپؒ کا گزر ہوا جو آپس میں لڑ رہے تھے' آپؒ نے ان میں بیچ بچاؤ کروایا اور ان میں سے ایک سے پوچھا کہ تم کس کے بیٹے ہو' اس نے جواب میں کہا کہ کیوں

فضول بکتے ہو' بس آپؓ بار بار اس کا اعادہ کرتے اور کہتے کہ میاں لڑکے اللہ تم کو جزائے خیر دے' تم نے مجھے ادب سکھایا۔

آپؓ کی عادتِ شریفہ ملنے والوں سے سلام کرنے میں پہل کی تھی' سامنا چاہے کم عمر سے ہو یا بچے سے' بلا امتیاز ہر ایک سے سلام میں پہل فرماتے' علامہ عبدالوہاب شعرانیؒ "الطبقات الکبریٰ" میں لکھتے ہیں کہ اگر کسی چوپائے کا سامنا ہوتا تو اس پر بھی سلامتی بھیجتے اور جب سوٗر کو دیکھتے تو "انعم صباحاً" ترجمہ: اللہ تیری صبح کو فراخی و خوشی کی صبح بنائے (یہ ایامِ جاہلیت کا سلام ہے اور غیر مسلم کیلئے بھی استعمال کیا جاتا ہے)"۔

عفو و درگزر

حضرت السیّد احمد الکبیر الرفاعیؓ حلیم مزاج تھے' دوستوں اور حاسدوں کی طرف سے جو بھی تکلیف پہنچتی خندہ پیشانی سے اس کا تحمل فرماتے' درگزر سے کام لیتے' اس برتاؤ میں دوست دشمن کی تفریق نہیں تھی' علامہ شعرانیؒ لکھتے ہیں' برائی کا بدلہ آپؓ کبھی برائی سے نہیں دیتے' ایک بار فقراء کے ایک گروہ سے ملاقات ہوئی ان سب نے آپؓ کو بہت برا کہا اور آپؓ کیلئے بہت نازیبا الفاظ استعمال کیئے' آپؓ نے اسی وقت اپنا سر مبارک کھول کر زمین بوسی کی اور کہا کہ "اے میرے سردارو' مجھ سے راضی ہو جاؤ مجھے تمھارے حلم سے یہی امید ہے" اور ان سب کی دست بوسی کی' جب آپؓ نے اس عاجزی و فروتنی سے ان کو مجبور کر دیا تو ان سب نے کہا کہ ہم نے آپ سے زیادہ کسی فقیر کو متحمل نہیں دیکھا کہ اتنا سب کچھ کہنے اور سن لینے کے بعد بھی آپ نے ہماری باتیں برداشت کیں اور برہم نہیں ہوئے' آپؓ نے فرمایا' بہتر ہی ہوا ہم نے ان کو اس طرح راحت دی' جو ان سے پوشیدہ تھا اور ہم ہی اس کے زیادہ مستحق بھی تھے' کیونکہ ممکن تھا کہ کسی اور سے یہ ایسا ہی کلام کرتے اور وہ برداشت نہ کرتا۔

شیخ ابراہیم بستی نے آپؓ کو ایک خط بھیجا' السیّد الرفاعیؓ نے خط لانے والے سے کہا کہ مجھے پڑھ کر سناؤ' چنانچہ اس نے وہ خط پڑھ کر سنایا جس میں آپؓ پر لعن طعن کیا تھا اور بہت سی مغلظ اور سخت طیش

دلانے والی باتیں لکھی تھیں، جب قاصد خط پڑھ چکا تو حضرت السید احمد الکبیر الرفاعیؒ نے وہ خط اس سے لے لیا اور خود پڑھ کر فرمایا "جو کچھ کہا سچ کہا' اللہ تعالیٰ اس کو میری طرف سے جزائے خیر دے اور ایک شعر پڑھا:

فلست ابالي من زماني بريبة	اذا كنت عند الله غير مرى
زمانہ مجھ پر اگر تہمتیں دھرے صدا	خدا کے پاس جو میں صاف ہوں تو کیا پرواہ

پھر اسی قاصد سے کہا کہ ان کو جواب لکھ دو کہ:

از جانب ایں ناچیز، بخدمت سیدی ابراہیم بستی آپ نے جو کچھ تحریر فرمایا اس کی نسبت یہ عرض ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جیسا چاہا مجھے پیدا کیا اور جو باتیں چاہیں مجھ میں رکھیں، میں چاہتا ہوں کہ آپ اپنی نیکو کاری سے میرے لئے دعا کریں اور اپنے عفو و حلم سے مجھے محروم نہ رکھیں"۔

یہ خط جب شیخ ابراہیم بستی کے پاس پہنچا اور انھوں نے پڑھا تو منہ کے بل گرے اور دیوانہ وار نکل کھڑے ہوئے اور کسی کو معلوم نہ ہوا کہ کہاں گئے (غائب ہو گئے)۔

ایک شخص آپؒ کا منکر تھا جو امِ عبیدہ کے قُرب و جوار میں آپؒ کی بُرائیاں کرتا تھا' جب آپؒ کی جماعت کے کسی فقیر سے ملتا تو اسے کہتا کہ اس خط کو اپنے پیر کے پاس لیتا جا اور جب وہ خط السید احمد الرفاعیؒ کھولتے تو اس میں ناشائستہ الفاظ لکھے ہوتے تھے مگر السیدؒ الرفاعیؒ ان ناشائستہ الفاظ کو پڑھ کر ہمیشہ یہی کہتے کہ جس نے یہ خط تم کو دیا ہے اس نے سچ ہی لکھا ہے اور پھر خط لانے والے کو کچھ پیسے دیتے اور کہتے کہ اللہ تعالیٰ تم کو میری طرف سے جزائے خیر دے تم حصولِ ثواب کا ذریعہ بنے۔

جب اس شخص نے دیکھا کہ آپؒ کی طرف سے کوئی ردِّ عمل نہیں ہو رہا اور آپؒ خط پہنچانے والے کو دعائیں دیتے ہیں اور یہ فرماتے ہیں کہ جو کچھ لکھا ہے سچ لکھا ہے تو وہ بہت ہی برہم ہوا اور آخر کار آپؒ کے اس روّیہ سے عاجز آ گیا تو ایک دن خود آپؒ کے پاس آنے کا فیصلہ کیا' جب وہ امِ عبیدہ کے قریب پہنچا تو سر برُہنہ ہو کر اپنی چادر کمر سے باندھی اور ایک آدمی اس کو جانور کی طرح کھینچتا ہوا آپؒ کے پاس لے آیا' آپؒ نے اسے دیکھا اور کہا کہ بھائی آپ کو اس ہیئت کی کیوں ضرورت پڑی' اس نے جواب دیا کہ اپنے فعل سے' السیدؒ الرفاعیؒ نے فرمایا: اے بھائی! جو کچھ ہوا اچھا ہی ہوا۔ بعد

ازاں اس شخص نے آپؒ سے مرید ہونے کی درخواست کی اور آپؒ سے بیعت لی اور مرتے دم تک آپؒ کے مریدوں میں رہا۔
شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں:

شنیدم که مردانِ راهِ خدا | دل دشمنان هم نے کر دند تنگ
مرا کے میسر شود این مقام | که دوستنانم خلاف ست و جنگ

ترجمہ: میں نے سُنا ہے کہ اللہ والے لوگ تو دشمنوں کے دل کو بھی رنجیدہ کرنا پسند نہیں کرتے' تجھے یہ درجہ اور مقام کب حاصل ہوسکتا ہے' جب کہ تو اپنے دوستوں سے دشمنی اور اختلاف رکھتا ہے۔

الخلق عیا اللہ

سیّدالاولیأ السیّد احمد الکبیر الرفاعیؒ نہایت نرم مزاج اور رحم دل تھے اور تمام ذی روح سے آپؒ ہمدردی رکھتے تھے' آپؒ الخلق اللہ کے پیدا تھے' آپؒ کی شفقت و مہربانی انسانوں سے متجاوز ہو کر حیوان و حشرات الارض تک پہنچ گئی تھی' اس لئے اللہ نے آپؒ سے خاص معاملہ فرمایا اور اپنی ایسی ایسی کرامات و عنایات سے سرفراز فرمایا کہ جس کی مثال نہیں ملتی' چنانچہ سیّدالانبیأ ﷺ کی دست بوسی آپؒ کی کرامتِ عظیم ہے بلکہ معراجِ ولایت ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے علی رؤس الاشہادت ظاہر فرمایا' حاضرین و ناظرین میں اس وقت کے اکابر' صوفیأ و علمأ موجود تھے۔

آپؒ خانقاہ کے جانوروں کی دیکھ بھال بھی خود ہی کرتے تھے' ان کو پانی و چارہ وغیرہ ڈالتے' خانقاہ اور اس کی مسجد کی جھاڑو بھی خود ہی دیتے' آپؒ پر اگر مچھر بیٹھ جاتا تو اس کو خود نہ اڑاتے اور نہ کسی کو اڑانے دیتے اور فرماتے کہ اس کو خون پینے دو جو اس کی قسمت میں اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے۔

ایک دن شدّت کی سردی تھی' آپؒ نے وضو کیا اور دیر تک ہاتھ پھیلائے رہے' ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ان میں جنبش نہیں' اتنے میں آپؒ کے خادمِ خاص شیخ یعقوب نے آ کر دست بوسی کی' آپؒ نے فرمایا: اے یعقوب! تم نے ضعیف کو کیوں پریشان کیا' انھوں نے متعجب ہو کر عرض کیا" کون ضعیف" آپؒ نے فرمایا: ایک مچھر میرے ہاتھ سے اپنا رزق کھا رہا تھا وہ تمہاری دست بوسی سے اُڑ گیا۔

شیخ یعقوب فرماتے ہیں' ایک مرتبہ میں نے دیکھا کہ حضرت غوث الرفاعیؒ کسی سے مخاطب ہو کر معذرت فرما رہے ہیں کہ اے میرے پیارے تیرے بیٹھنے کا مجھے علم نہ تھا' میں تجھے یہاں تک لے آیا اور تیرے ہم جنسوں سے الگ کر دیا' میں نے دیکھا تو مخاطب "پتنگا" تھا جو حضرت غوث الرفاعیؒ کے کرتے سے چمٹا ہوا تھا۔

جب کسی فقیر کو جُوں یا پِسّو مارتے ہوئے دیکھتے تو فرماتے: تیرا بھلا ہو بے چارے کی جان لے کر ہی تیرا غصہ ٹھنڈا ہوا۔

ایک بلّی آپؒ کی آستین پر سو جاتی اور نماز کا وقت آ جاتا تو آپؒ اس قدر آستین کو کاٹ ڈالتے جس پر وہ سوئی ہوتی لیکن اس کو جگاتے نہ تھے اور نماز سے واپس آ کر آستین کے ٹکڑے کو دوبارہ سی لیتے تھے۔

ایک مرتبہ آپؒ کو ایک خارشی کتا ملا جس کو اُمِ عبیدہ والے دور چھوڑ آئے تھے' آپؒ اس کے ساتھ ساتھ بیابان تک گئے اس کیلئے آپؒ نے سائبان بنایا' اس کو تیل لگایا' کھانا پانی دیا اور اس کی خارش کو کپڑے سے صاف کرتے رہے اور جب وہ بالکل اچھا ہو گیا تو اس کو گرم پانی سے غسل دیا۔

علاّمہ شعرانیؒ لکھتے ہیں: السید احمد الکبیر الرفاعیؒ اخلاق کے بہت اچھے تھے اور آپؒ کا سینہ مبارک ہر ایک کیلئے کشادہ اور نفس نہایت کریم تھا' اپنی جلالت شان ہونے کے باوجود علو منزلت بلا امتیاز آپؒ کی انکساری' کسرِ نفسی' اپنی ذات سے بے پرواہی' یہ سب اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت و اتباع ہو رہی تھی۔

آپؒ کے خادمِ خاص شیخ یعقوب کہتے ہیں کہ میرے آقا سیّد احمد الکبیر الرفاعیؒ نے کھجور کے درخت کی طرف نگاہ کی اور مجھ سے کہا کہ اے یعقوب کھجور کے درخت کو دیکھو' چونکہ اس نے سر اٹھایا اللہ تعالیٰ نے اس کا بوجھ اسی پر ڈال دیا اور کدو کی بیل کو دیکھو' چونکہ اس نے فروتنی کی اور زمین پر سر رکھ دیا اس کا بار غیر پر ڈال دیا چاہے جس قدر ہو اس پر بھاری نہیں۔

آپؒ فرماتے: جسمانی عبادتوں اور نفلوں سے صدقہ افضل ہے اور فرماتے تمہارا بھائی وہی ہے جس کے مال میں سے بغیر اجازت کے کھانا تمہارے لئے حلال ہو' ایسے ہی شخص سے تم کو تسکین اور ہمارے قلب کو راحت ہو گی۔

آپؒ جب کسی فقیر کو صوف (موٹے اُون) کا جُبہ پہنے ہوئے دیکھتے تو کہتے کہ میاں! دیکھو کس کا لباس تم نے پہنا ہے اور کس طرف اپنے آپ کو منسوب کیا ہے' تم نے نبیوں کا لباس پہنا ہے اور اتقیاٗ کی پوشاک زیب تن کی ہے' یہ عارفوں کا بھیس ہے اس میں رہ کر مقربوں کی راہ پر چلو ورنہ اس کو اتار دو۔

آپؒ فرماتے: جس نے میرے افعال سے فائدہ نہ اٹھایا اس نے میرے اقوال سے فائدہ نہ اٹھایا اور فرماتے جیسا تمہارا گمان ہے اس سے بہت زیادہ سنگین معاملہ ہے اور جیسا تمہارا وہم ہے اس سے کہیں زیادہ دشوار ہے' جس بھائی نے دنیا میں نفع نہیں پہنچایا وہ آخرت میں بھی نفع نہ پہنچائے گا۔ جب تم میں سے کوئی شخص نیک چیز سیکھے تو لازم ہے کہ لوگوں کو سکھائے اس سے اس کو نیک ثمر حاصل ہوگا۔

زہد و قناعت

سیّد الاولیاٗ السید احمد الکبیر الرفاعیؒ کا زہد ضرب المثل' آپؒ حقیقی زاہد تھے اور آپؒ کا زہد اختیاری تھا نہ اضطراری اور زہد میں آپؒ کا پایہ بیحد بلند تھا' آپؒ کے زہد کمال میں مشکل سے ہی کوئی شریک و ثانی ملتا ہے' فتوحات اور ھدایہ کا دروازہ آپؒ پر پوری طرح کشادہ تھا' ھدایہ بہت دور دور سے آتے تھے لیکن ذخیرہ کرنے یا کل کیلئے اُٹھائے رکھنے کا کبھی بھولے سے بھی ارادہ نہ فرمایا۔

فتوحات پر آپؒ کی طبیعت مضطرب ہو جاتی جب تک آیا ہوا ختم نہ ہو جاتا' حاجت مندوں' مسکینوں' ضعیفوں' مشائخ' فقراٗ و مہمانوں پر تقسیم نہ ہو جاتا آپ کسی پہلو مطمئن نہ ہوتے گویا فتوحات کانٹے ہیں جو چبھ رہے ہیں۔

جناب علاّمہ سیّد مناظر احسن گیلانیؒ "مقالاتِ احسانی" میں لکھتے ہیں:

حضرت السید احمد الکبیر الرفاعیؒ کے متعلق بھی لوگوں نے لکھا ہے کہ نذر و فتوحات وغیرہ سے جو آمدنی بھی ہوتی تھی سب غرباٗ کو کھلا پلا دیا کرتے تھے۔

علاّمہ یافعیؒ "نزھتہ البساتین" میں لکھتے ہیں: قناعت کی صفت آپؒ پر تمام ہوگئی۔

جناب علاّمہ ظفر احمد عثمانی صاحبؒ "بنیان المشید" میں لکھتے ہیں: دنیا کے تکلفات اور سامانِ تعیش سے متنفر تھے' طبیعت میں شرم و حیاٗ غالب تھی' موسمِ گرما اور موسمِ سرما کیلئے آپؒ کے پاس دو کپڑے

سے زیادہ کوئی کپڑا نہ ہوتا۔
علامہ سیّد عزالدین احمد "المعارف المحمدیہ" میں لکھتے ہیں: آپؓ باریک کپڑا کبھی زیب تن نہیں فرماتے اور ارشاد فرماتے "اللہ تعالیٰ نے ہدایت یافتہ مصلحین کو حکم فرما رکھا ہے کہ وہ لباس میں تکلف اختیار نہ کریں، کبھی فرماتے جس کا لباس پتلا ہے اس کا ایمان پتلا ہے، آپؓ اپنے کپڑے اکثر اشنان اور صابن سے دھوتے"۔
آپؓ سفید لباس زیب تن فرماتے، اونی خف (جبہ) بھی سفید ہوتا، عمامہ گاہ سفید ہوتا گاہ سیاہ، چاول کی روٹی اور کبھی گیہوں کی بھوسی کی روٹی اور لنگر خانہ کے دسترخوان کا بچا کھچا نوش فرماتے، چھنے آٹے کی روٹی کھانے کی کبھی نوبت نہیں آئی اور صرف ایک روٹی سے زیادہ کبھی نہیں کھایا، کبھی کبھی روٹی کے سوکھے ٹکڑے پانی میں بھگو کر کھا لیتے اور آخری وقت میں تو دو تین دن میں چند لقمے نوش فرماتے، آپؓ کے پاس کبھی کھجور آ جاتے تو اس میں سے اچھے اور صاف فقراء و مساکین میں تقسیم کر دیتے اور دوسرے خود کھا لیتے اور فرماتے: میں ہی اس کا مستحق ہوں کیونکہ یہ میرے مشابہ ہیں۔
مولفین اہلِ قلم نے آپؓ کے زہد کا ذکر اعترافاً کیا ہے، جہاں آپؓ کو یاد کیا ہے اسی صفت و وصف کے ساتھ اور یہ صفت آپؓ پر لازم و ملزوم کی حیثیت میں ہیں۔
علامہ ابنِ شبنکیؒ آپؓ کا ذکر "الشیخ الزاہد الکبیر (شیخ زاہد کبیر)" سے کرتے ہیں۔
جناب سیّد ظہیر الدین قادریؒ آپؓ کا تذکرہ اس طرح کرتے ہیں:

الولی الشهير احمد بن الرفاعی بين الانام فهو احد الاقطاب الكاملين و المشائخ الزاهدين

ترجمہ: مخلوق میں مشہور ولی احمد بن رفاعیؓ قطب کامل شیخ زاہد ہیں۔
آپؓ کے زہد کو خداوندِ قدوس نے ایسا قبول فرمایا کہ لکھنے والا چاہے غیر مسلم ہی ہو آپؓ کے اس وصفِ عالی کو بالضرور اجاگر کرتا ہے۔
مسیحی مولف یوسف الیان سرکیس اپنے معجم میں لکھتا ہے:
الامام الزاہد الرفاعی ترجمہ: امامِ زاہد حضرت رفاعیؓ

تعلقاتِ خوشگوار

سیّد الاولیاً السید احمد الکبیر الرفاعیؒ اور سیّد عبد القادر جیلانیؒ ہم عصر بزرگ ہیں اور ان دونوں عظیم ہستیوں کے مابین تعلقات نہایت خوشگوار اور مؤدبانہ تھے۔

آپؒ کی عادتِ شریفہ ہمیشہ اپنی مجلس میں درس میں مریدوں اور تلامذہ کے سامنے اپنے معاصرین کا ذکرِ خیر اور غائبانہ ان کی تعریف فرمانا تھا اور ان کا اعزاز و اکرام کرتے۔

حضرت السید عبد القادر جیلانیؒ السید احمد الکبیر الرفاعیؒ کی شان اپنی مجلس میں فرماتے ہیں:

ان الله عبد امكنانى مقام عبدية بمحو اسم مريده من ديوان الاشقياء ريكتبه فى ديوان السعداء

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا ایک بندہ ہے جو مقامِ عبدیت پر متمکن ہے اپنے مریدین کا نام بدبختوں کی فہرست سے مٹا کر سعادت مندوں، نصیبہ وروں کی فہرست میں لکھ دیتا ہے۔

ایک مجلس میں السید احمد الکبیر الرفاعیؒ کا ذکرِ خیر ہوا حضرت السید عبد القادر جیلانیؒ نے فرمایا:

حجته الله على اوليائه و صاحب نعمت

ترجمہ: السید احمد الرفاعیؒ اولیاً اللہ پر اللہ کی حجت ہیں اور صاحبِ نعمت ہیں۔

اور یہ شعر پڑھا:

هذا الذى سبقُ القوم الاولى اذا رانته قلت هذا أخر الناس

ترجمہ: السید احمد الرفاعیؒ اگلے زمانے کے اولیاً پر سبقت لے گئے
اور جب میں ان کو دیکھتا ہوں کہ یہی آخر الناس ہیں۔

اسی طرح حضرت السید عبد القادر جیلانیؒ اپنی ایک مجلس میں فرماتے ہیں:

"جو اولیاً اللہ مقامِ فنا در فنا میں پہنچ جاتے ہیں تو پھر رجوع ہونا ان کا عالمِ عنصری میں ممکن نہیں، سوائے دو اولیاً اللہ کے ایک ایامِ سلف میں گزرے ہیں، اور دوسرے السید احمد الکبیر الرفاعیؒ ہیں"۔

علامہ عبد الوہاب شعرانیؒ "طبقات الکبریٰ" میں تحریر فرماتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ کی تجلی السید احمد

الکبیر الرفاعیؒ پر تعظیم کے ساتھ ہوتی تھی تو آپؒ تحلیل ہو کر پانی ہو جاتے تھے' بعدہٗ لطفِ الٰہی آپؒ کی خبر لیتی تھی۔

مجلس

حضرت غوثِ مقدم قطبِ معظم حجت الاسلام ملجأ الخواص و العوام صاحبِ الخوارق الجلیلہ والمآثر الجمیلہ سیّدنا الشیخ محی الدین کبیر السیّد احمد الکبیر الرفاعیؒ اپنی خانقاہ شریف واقع امِ عبیدہ میں کرسیٔ وعظ پر تشریف فرما کر مجالس فرماتے اور ایسا جامع کلام کرتے کہ عقل مند اور ہوشیار لوگ حیرت میں گم ہو جاتے' حضور نبی کریم ﷺ اور صحابۂ کرام اور امام اہلِ بیت کے بعد کسی نے بھی ایسا بلاغت سے پُر وعظ نہیں سنا' آپؒ کی مجلس میں ہزاروں لوگ تائب ہو کر جاتے اور نصاریٰ' یہود اور آتش پرست گروہ در گروہ آپ کی مجالس و وعظ میں دینِ محمد ﷺ اسلام سے مشرف ہوتے۔

علامہ عبد الوہاب شعرانیؒ آپؒ کے وعظ کی کیفیت لکھتے ہیں: جب آپؒ کرسی پر تشریف فرما ہوتے تو آخر تک کرسی پر ہی تشریف فرما کر خطاب کرتے' مجلس کے آخر میں بیٹھے ہوئے لوگ بھی آپؒ کی آواز کو اسی طرح سنتے جس طرح بالکل قریب بیٹھے ہوئے لوگ سنتے بلکہ امِ عبیدہ کے آس پاس کے گاؤں کے رہنے والے اپنی اپنی چھتوں پر بیٹھ کر آپ کا وعظ اسی طرح سنتے جس طرح مجلس میں بیٹھے لوگ سنتے بلکہ آپؒ کا وعظ وہ لوگ بھی اسی طرح سنتے اور سمجھتے جو پیدائشی طور پر بہرے یا قوتِ سماعت سے محروم ہوتے اور اللہ تعالیٰ آپؒ کا وعظ سننے کیلئے ان کی قوتِ سماعت کھول دیتا۔ اس کے علاوہ آپؒ کی مجلس میں مشائخِ طریقت وغیرہ بھی حاضر ہوتے تھے اور جب وہ لوگ اپنے اپنے ٹھکانوں پر واپس لوٹتے تو اپنے مریدوں' معتقدوں کو حضرتؒ کی تقریر سناتے۔ آپؒ کی آواز کا اتنے فاصلے تک پہنچنا اور قوتِ سماعت سے محروم لوگوں کا سن لینے کی توجیہ کرتے ہوئے علامہ شعرانیؒ لکھتے ہیں: میں کہتا ہوں یہ حالت ابراہیمؑ کی آواز کے واقعہ سے مشابہ ہے' حضرت ابراہیمؑ جب بیت اللہ تعمیر کر چکے تو کہنے لگے کہ خداوندِ کریم میں ساری مخلوق کو کیونکر سناؤں' اس پر اللہ تعالیٰ نے آپؑ پر وحی بھیجی کہ "اے ابراہیمؑ! تمہارے ذمہ پکار دینا ہے اور ہم پر سارے انسانوں تک پہنچا دینا ہے" چنانچہ

حضرت ابراہیمؑ نے حج کا اعلان فرمایا اور ہر خطہ سے لوگوں کی روحوں نے اصلاب میں " لبیک " کہا' آپؑ کی آواز پر قریب کی روحوں نے بھی اور دور کی روحوں نے بھی "لبیک " کہا۔

آپؒ کا کلام

آپؒ کا کلام جامع اور واضح ہوتا تھا اور ہر شخص آپؒ کی بات کو سمجھ لیتا اور اپنے دل میں جگہ دیتا' آپؒ کی مجلس کی خاص بات یہ ہوتی کہ تکلف و تصنع برائے نام نہ ہوتا تھا بلکہ بے تکلفی اور دوستانہ ماحول' آزاد فضا میں نہایت سادگی' فراخدلی سے جواب مرحمت فرماتے " حضرت السیدّ الرفاعیؒ کا یہ ملفوظ خود ملفوظِ حال تھا کہ: " اللہ کی قسم' آدمی کا اپنے نفس کی نفسانیت اور اپنی شوکت وعزت سے الگ ہو کر نصیحت کرنا' دبا دینے والی زوردار حالت سے زیادہ دلوں پر اثر کرتا ہے کیونکہ دبا دینے والی زوردار حالت چاہے کیسی ہی زبردست ہو مخاطب کے دل میں اس کی وجہ سے خلش رہ جاتی ہے اور عاجزی کی حالت میں جو نصیحت ہو وہ کسی چیز کو نہیں چھوڑتی وہ نفس کے اندر پہنچتی ہے اور وہاں جم جاتی ہے "۔

حضرت السید احمد الکبیر الرفاعیؒ گاہے اپنے زمانے اور زمانے والوں پر بھی تبصرہ فرماتے' ماحول کا جائزہ اور معاصرین کا تذکرہ فرماتے اور سامعین کو متنبہ کرتے مگر اسلوب ناقدانہ ہرگز نہ ہوتا' بلکہ ناصحانہ انداز ہوتا' افہام و تفہیم کا طریقہ اختیار کیا جاتا تھا' صراحۃً علناً کسی کی نشاندہی نہ فرماتے' اسی سلسلے میں آپؒ ہی کے ملفوظِ گرامی سے معلوم ہوتا ہے' فرماتے ہیں:

" جب تم لوگوں کے سامنے وعظ کہو تو کسی کا نام صاف صاف کبھی نہ لو بلکہ اشارے سے کام لو کیونکہ اس میں سنتِ نبویہ ﷺ کا رنگ اور مشک بوئے درِ رسالت ﷺ کی مہک ہے اور اللہ کی قسم' اللہ تعالیٰ اس سے قلوب کی اصلاح فرماتے ہیں "۔

حضرت السید احمد الرفاعیؒ خود اپنے زمانے کا حال بیان فرماتے ہیں:

" آج کل زیادہ لوگوں کی حالت یہ ہے کہ صدق سے خالی اور خلوص سے کورے ہیں اس کا یہ مطلب نہیں کہ اللہ والوں سے دنیا خالی ہے' نہیں بعض مخلص اور سچے ہیں اور ہر زمانے میں ہوتے ہیں' مگر اکثر کی حالت دیکھو تو ہم ایسے زمانے میں ہیں جس میں جہالت عام ہے' بیہودگی پھیلی ہوئی ہے'

جھوٹے دعوے شائع ہوتے رہتے ہیں، من گھڑت روایتیں بیان کی جاتی ہیں، ہم کیا کریں کس پر غصہ کریں اور پھر آج کل اکثر صوفیا نے بھی یہی مسلک اختیار کر رکھا ہے"۔

ذیل میں حضرت غوث الرفاعیؒ کے ملفوظاتِ گرامی کو ایک خاص ترتیب کے ساتھ نقل کیا جاتا ہے، جس سے آپؒ کی مجلسوں اور نشستوں کا رنگ معلوم ہو جائے گا، آپ فرماتے ہیں:

افراد بیزار مذہب، شریعت و طریقت نے بعض اہلِ بدعت اور گمراہ لوگوں کو اس کام پر مسلط کیا ہے کہ وہ جھوٹ بولیں اور بزرگوں کے کلام میں اختر اپردازیاں کریں، انھوں نے ان کے کلام میں ایسی ایسی باتیں داخل کر دی ہیں کہ جن کی انھیں خود بھی خبر نہیں، اور لوگوں نے ان کی پیروی کی اور بدتر گناہوں میں مبتلا ہو گئے، خبردار! ایسے لوگوں سے بھاگ اپنا دامن بچا اور ان کو خاطر میں نہ لا، اعلیٰ مراتب حاصل کرنے کیلئے حضرت پیغمبر ذیشان ﷺ کے دامن کو پکڑ اور شرع شریف کو نظر کے سامنے رکھ، اجتماعِ امت کی شاہراہ تجھ پر آشکار ہے اور اہلِ سنت کے گروہ سے جو کہ مسلمانوں میں نجات پانے والا فرقہ ہے اس سے دور نہ ہو، اللہ تعالیٰ ذوالجلالہٗ کے احکاموں کو مضبوطی سے پکڑ و اور بجالاؤ اور سوا اس کے ہر چیز کو چھوڑ دے اور میری باتوں کو دل میں یاد رکھ۔

"خبردار! اہلِ عجم کی زیادتیوں سے دھوکہ نہ کھانا، اسلئے کہ ان میں سے بعض حد سے گزر گئے ہیں، گویا نبی کریم ﷺ نے جو حدود مقرر کی ہیں انھیں اہلِ عجم پھلانگ گئے ہیں اگر تو ان کی باتوں میں آکر گمراہی میں مبتلا ہو گیا ہے تو ایک مرتبہ پھر دینِ حنیف کی طرف لوٹ آ اور حجاز کی پاکیزہ تہذیب اختیار کر کیونکہ اسی میں تیری بھلائی، اصلاح و فلاح مضمر ہے"۔

مراتبِ اعلیٰ اور حدودِ مراتب

اللہ جلّ شانہ نے بڑے بڑے اعلیٰ مراتب اپنے ایک بندے کو عطا کیئے ہیں اور جن لوگوں کو اللہ نے بخش دیا ہے وہ ان مرتبوں پر ترقی کرتے ہیں۔

بزرگوں، حدودِ مراتب کا لحاظ رکھو، غلو سے بچو، یعنی کسی کو اس کے درجہ سے آگے نہ بڑھاؤ ہر شخص کو اس کے

مرتبہ پر رکھو‘ نوعِ انسانی میں سب سے بزرگ تر حضرات انبیاؑ علیہ السلام ہیں اور انبیاؑ علیہ السلام میں سب سے افضل واشرف ہمارے نبی سیّدنا محمد ﷺ ہیں‘ آپ کے بعد مخلوق سے افضل واشرف حضور پاک ﷺ کی آل واصحاب ان کے بعد تمام مخلوق میں افضل تابعین ہیں جو خیرُ القرون میں سے ہیں‘ یہ تو مراتب کا اجمالی بیان تھا‘ اور تفصیل وتعین کے ساتھ معلوم کرنے کیلئے شریعت کی اتباع کرو۔

خبردار! اس میں اپنی رائے کو دخل نہ دینا جو لوگ برباد ہوئے ہیں وہ اپنی رائے ہی سے برباد ہوئے ہیں اس دنیا میں کسی کی رائے سے کبھی فیصلہ نہیں کیا جاتا‘ اپنی رائے سے مباحات میں فیصلہ کرو‘ فضائل میں رائے کو دخل نہ دو‘ اگر کسی معاملہ میں باہم نزاع ہونے لگے تو اللہ اور رسول ﷺ کے فیصلے کی طرف رجوع کرو۔

عظمتِ نبوت

بزرگو! اپنے نبی اکرم ﷺ کی عظمتِ شان پر یقین رکھو اور آپ ﷺ کی تعظیم بجالاؤ‘ اللہ اور مخلوق کے درمیان صحیح ترین واسطہ حضور نبی کریم ﷺ ہی ہیں‘ آپؐ اللہ کے بندے‘ اللہ کے حبیب اور اللہ کے آخری رسولؐ اور مخلوق میں کامل ترین انسان‘ سب رسولوں میں افضل اور اللہ کی طرف دعوت دینے والے‘ اللہ سے دین اور نعمت حاصل کرنے‘ "خطیرۃ الرحمٰن" (اللہ تعالیٰ کے دربار) کی طرف سے سب کا ذریعہ‘ "خطیرۃ الصمد" کی جانب سے سب کا وسیلہ ہیں جو آپؐ سے لاحق ہوا وہ اللہ سے جا ملا اور جو آپؐ سے جدا ہوا وہ اللہ سے دور ہوا حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک ایماندار (مومن) نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کی خواہش کے تابع نہ ہوجائے‘ جو میں لے کر آیا ہوں (یعنی کتاب وسنت کا پابند ہی ایماندار ہوتا ہے)۔

بزرگو! یاد رکھو کہ حضور نبی کریم ﷺ کی نبوت آپؐ کی وصال کے بعد بھی باقی ہے جس طرح آپ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں تھی اور قیامت تک باقی رہے گی‘ جبکہ سب کا وارث اللہ ہی رہ جائے گا ساری مخلوق آپؐ کی شریعت کی مخاطب ہے اور آپؐ کی شریعت تمام دوسری شریعتوں کو منسوخ کرتی ہے‘ آپؐ کا معجزہ یعنی قرآن مجید بھی قیامت تک موجود اور محفوظ رہے گا‘

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓی اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ ہ

ترجمہ: کہ اگر سب انسان اور سب جن مل کر بھی ایسا قرآن لانا چاہیں تو نہیں لا سکتے' اگرچہ ان میں سے ایک دوسرے کا مددگار ہو یا نہ ہو۔ (سورۃ بنی اسرائیل ۸۸)

بزرگو! یاد رکھو' جس نے حضور نبی کریم ﷺ کی احادیث کا انکار کیا وہ اس طرح ہے جس نے اللہ کے کلام (قرآن مجید) کو مسترد کیا (یعنی حدیث کا منکر بھی قرآن کریم کے منکر کی طرح بے ایمان ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَاتَبَیَّنَ لَهُ الْهُدٰی وَ یَتَّبِعْ غَیْرَسَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰی وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآئَتْ مَصِیْرًا ہ

ترجمہ: اور جو کوئی رسول ﷺ کی مخالفت کرے بعد اس کے کہ اس پر سیدھی راہ کھل چکی ہو' اور سب مسلمانوں کے راستے کے خلاف چلے ہم اسے اس طرف چلائیں گے جس طرف وہ خود پھر گیا ہے اور اسے دوزخ میں ڈالیں گے اور وہ بہت بُرا ٹھکانہ ہے۔

(سورۃ النساء ۱۱۵)

صحابہ کرامؓ کے مراتب کا بیان

اور ان کی شان میں گستاخی کرنے کی ممانعت

صحابہ کرامؓ میں سب سے افضل ترین سیّدنا ابوبکر صدیقؓ ان کے بعد سیّدنا عمر فاروقؓ ان کے بعد سیّدنا عثمان ذوالنورینؓ ان کے بعد سیّدنا علی المرتضیٰؓ کا درجہ ہے اور یہ بھی یاد رہے کہ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم ہدایت پر ہیں' آپ ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں جس کے پیچھے چلو گے ہدایت پاؤ گے چنانچہ ہم پر لازم ہے کہ صحابہ کرامؓ کے درمیان جو اختلاف و نزاعات ہوئے

ہیں ان کے تذکرے سے زبان روک لینا واجب ہے اور بجائے اس کے ان کے محاسن بیان کریں ان سے محبت کریں اور ان کی تعریف کریں' اللہ تعالیٰ تمام صحابہ کرامؓ سے راضی اور خوش ہے' اس لئے صحابہ کرامؓ سے محبت رکھو اور ان کا ذکر کر کے برکت حاصل کرو اور ان کے اخلاقِ حسنہ پر عمل کرو۔

محبتِ اہلِ بیت کی تاکید

دوستو تم میں سے ہر ایک اپنا دل حضور نبی کریم ﷺ کی آل کرام کی محبت سے منوّر کرے' یہی لوگ موجودات کا نور اور روشنی اور نیک بختی کا آفتاب ہیں' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قُلْ لَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْراً اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبىٰ ۝

ترجمہ: کہہ دیں میں تم میں سے اس پر کوئی اُجرت نہیں' سوائے رشتہ داروں کی محبت۔ (الشوریٰ ۲۳)

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اللّٰه اللّٰه فی اهلِ بیتی ۝

ترجمہ: میرے اہلِ بیت کے بارے میں اللہ سے ڈرو اور ان کے حقوق ادا کرو۔

اللہ تعالیٰ جس پر بھلائی کرنا چاہے اس کے دل میں حضور نبی کریم ﷺ کی آل کرام کے بارے میں وصیت ڈال دیتا ہے اور جو ان سے محبت رکھتے ہیں اور ان کی عظمتِ شان کو تسلیم کرتے ہیں اور ان کے حقوق کا دھیان بھی رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ بھی ایسے لوگوں کی حفاظت فرماتا ہے۔ ایسا شخص حضور ﷺ کے حقوق ادا کرتا ہے اور بات یہ ہے کہ انسان جس سے محبت رکھے گا وہ اس کے ہمراہ ہوگا اور جب ہم حضور ﷺ سے محبت رکھیں گے تو حضور نبی کریم ﷺ ہمارے ہمراہ ہونگے' اسی لئے ان کو اپنے اوپر مقدّم سمجھو اور اپنے آپ کو ان پر مقدّم نہ رکھو' ان سے تعاون کرو ان کی عزت کرو اور اس کے نتیجہ میں دنیا و آخرت میں تمہیں بھلائی اور خیر عطا ہوگی۔

اولیاء اللہ سے وابستہ رہو

ہمیشہ اولیاء اللہ سے وابستہ رہو' اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَاهُمْ يَحْزَنُوْنَ ٥
اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْ اوَ كَانُوْ ايَتَّقُوْنَ ٥

ترجمہ: خبردار بے شک جو اللہ کے دوست ہیں نہ ان پر ڈر ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے' جو لوگ ایمان لائے اور ڈرتے رہے۔ (سورۃ الیونس ۶۲-۶۳)

ولی وہ ہے جو اللہ سے محبت رکھے اس پر ایمان لائے اور اس سے ڈرتا رہے' جو اللہ سے محبت رکھے اس سے دشمنی مت رکھو' بعض آسمانی کتابوں میں آیا ہے جس نے میرے دوست سے دشمنی کی اس نے میرے ساتھ اعلانِ جنگ کیا' اللہ تعالیٰ کو اپنے اولیائے کرام کی وجہ سے غیرت آتی ہے جو انھیں ایذا دے' اللہ تعالیٰ اس سے انتقام لیتا ہے اور جو ان سے محبت رکھے اس کو معزز فرماتا ہے اور جو ان سے وابستہ رہتا ہے اس کی مدد فرماتا ہے' اس آیت سے اصل مخاطب یہی حضرات ہیں' فرمایا:

نَحْنُ اَوْلِيَآءُ كُمْ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِى لْاٰخِرَةِ ٥

ترجمہ: ہم تمہارے دنیا میں بھی دوست تھے اور آخرت میں بھی۔ (سورۃ حم السجدہ ۳۱)

تم پر لازم ہے کہ ان حضرات (اولیاء اللہ) سے محبت رکھو اور ان کے قریب رہو' تمھیں برکت حاصل ہوگی اور ان کی رفاقت اختیار کرو' فرمایا:

اُوْلٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ٥

ترجمہ: یہی اللہ کا گروہ ہے' خبردار! بیشک اللہ کا گروہ ہی کامیاب ہونے والا ہے۔
(سورۃ المجادلہ ۲۲)

علماء کا احترام کرو

بزرگو! فقہاء اور علماء کا احترام اس طرح کرو جیسے کہ اولیاء اللہ اور عارفین کا احترام کرتے ہو اسلئے کہ دونوں کا طریق ایک ہے' وہ حضرات ظاہر شریعت کے وارث ہیں اور حاملینِ احکامِ ربانی ہیں اور لوگوں تک پہنچاتے ہیں اور اہلِ وصول انہی کے ذریعہ اللہ تک رسائی حاصل کرتے ہیں اس لئے کہ ظاہر شریعت سے ہٹ کر ہر محنت اور ہر عمل بے فائدہ اور غلط ہے' اگر ایک عابد انسان ظاہر شریعت

سے ہٹ کر پانچ سو برس بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا رہے تو اس کی عبادت مردود ہے اور اس پر گناہ قائم ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو نیکی کا کچھ وزن نہیں دے گا اور اس کے مقابلے میں ایک فقیہہ جو دین و شریعت کے مطابق دو رکعت ادا کرے وہ جاہل فقیر کی من گھڑت طریق پر ایک ہزار رکعت سے اللہ تعالیٰ کے ہاں افضل ہے اس لئے علماً کرام کے حقوق میں تساہل برتنے سے بچو اور ان سب کے بارے میں حسنِ ظن رکھو' حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے " جس نے اپنے علم پر عمل کیا' اللہ تعالیٰ اسے وہ علم عطا کرے گا جو وہ نہیں جانتا" اور فرمایا:" علماً انبیاً کے وارث ہیں "اس لئے یاد رکھو کہ علماً ہی تمام لوگوں کے سردار ہیں' ساری مخلوق سے افضل اور راہِ حق کے راہنما ہیں۔

ظاہر و باطن کا مسئلہ

وہ مت کہو جو بعض جعلی صوفی کہتے ہیں' ہم اہلِ باطن اور وہ (علماً) اہلِ ظاہر ہیں' یاد رکھو یہ جامع دین ہے اس کا باطن درحقیقت ظاہر کی عقل ہے اور اس کا ظاہر درحقیقت اس کے باطن کا ظرف ہے' اگر ظاہر نہ ہو تو باطن بھی نہ پایا جائے اور اگر ظاہر نہ ہو تو باطن موجود ہو اور نہ باطن درست ہو۔ یاد رکھو' دل بدن کے بغیر قائم نہیں رہ سکتا بلکہ اگر بدن نہ ہو تو دل فاسد ہو کر رہ جائے گا' دل بدن کا نور ہے' بعض حضرات نے اس کو باطن کا نام دیا ہے' دراصل یہ اصلاحِ باطن کا علم ہے' اصلاحِ باطن کا آغاز ارکانِ اسلام پر عمل کرنے اور دل سے تصدیق کرنے سے ہوتا ہے' جب تمہارا دل صرف حسنِ نیت ہی رکھے مگر طہارت لپیٹ دے' قتل' چوری' زنا' سود خوری' شراب نوشی' کذب بیانی' تکبر اور دوسرے شدید جرائم میں مبتلا ہو پھر تمہاری قلبی طہارت اور قلبی نیت کا فائدہ؟ اگر تو ظاہری طور پر اللہ کی عبادت کرے اور مشقت اختیار کرے' روزے رکھے' صدقات کرے اور تواضع ظاہر کرے مگر دل میں ریا اور بدمعاشی رکھے تو تیرے عمل کا فائدہ؟

اب جب تم سمجھ گئے کہ باطن دراصل ظاہر کا مغز اور عقل ہے اور ظاہر دراصل باطن کا ظرف اور ان دونوں کی اہمیت میں فرق نہیں اور ایک دوسرے سے کسی کو استغنا حاصل نہیں تو تمہیں صاف کہہ دینا چاہئے کہ ہم اہلِ ظاہر ہیں گویا تم نے یہ بھی کہہ دیا کہ ہم اہلِ باطن سے بھی ہیں' اور یہ اعلان کر دو کہ ہم ظاہر شریعت کی پابندی کرنے والوں میں سے ہیں اس طرح تم نے باطن حقیقت کا بھی ذکر کر دیا۔

آخر قوم کی وہ کونسی باطنی حالت ہے کہ جو اسے شریعت پر عمل کرنے کا حکم نہیں دیتی اور وہ کونسی ظاہری حالت ہے کہ شریعت باطنی حالت درست کرنے کا حکم نہیں دیتی' ظاہر و باطن میں تفریق پیدا نہ کرو ایسا کرنا سراسر جہالت و حماقت ہے' ایسا نہ کرو کہ علم کی حلاوت کو حاصل کرلو مگر عمل کا مزہ نہ چکھو۔

یاد رکھو کہ حلاوتِ علم اس عمل کے مزے کے بغیر نفع مند نہیں' عمل کی تلخی (مزے) سے ابدی حلاوت نصیب ہوتی ہے' فرمایا:

اِنَّا لَا نُضِيۡعُ اَجۡرَ مَنۡ اَحۡسَنَ عَمَلًا ۝

ترجمہ: ہم بھی اس کا اجر ضائع نہیں کریں گے جس نے اچھے کام کئے۔

(سورۃ الکہف ۳۰)

عقل و نصیحت

بزرگوں! اللہ نے مجھ پر احسان فرمایا کہ میں نے تمھیں جو حکم دیا اور جس پر آمادہ کیا پہلے میں نے خود اس پر عمل کیا لیکن نیکی یہ ہے کہ تم واعظ اور ناصح پر یہ شرط نہ رکھو اور اس عادت کے باعث شیطان کو اپنے آپ پر غالب نہ کرلو یہاں تک کہ کہنے لگو' ہم تب تک نیکی کا حکم نہیں کریں گے جب تک سب باتوں پر عمل نہ کرلیں اور تب تک بُرائی سے نہ روکیں گے جب تک خود بُرائیوں سے نہ رک جائیں۔

ایسا کرنا دراصل محاسبہ کا دروازہ بند کرنا ہے' آخر کون ہے جو گناہوں سے پاک ہو' یہاں نیکی کا حکم کرتے رہو چاہے سب باتوں پر عمل نہ کرسکو اور بُرائیوں سے روکتے رہو چاہے سب بُرائیوں سے ابھی نہیں رکے' ہمارے نبی کریم ﷺ نے ہمیں اس بات کا حکم دیا ہے۔

ابدی سعادت کی کنجی رسول اللہ ﷺ کے حکم کی اطاعت میں ہے' ہر کام' ہر مقام' شکل و صورت' خورد و نوش' اٹھنے بیٹھنے' سونے جاگنے اور کلام ہر معاملہ میں حضور نبی کریم ﷺ کا اتباع کرو تب ہی اطاعت صحیح ہوگی۔

اللہ سے ملنے کا قریب تر راستہ

دوستوں! میں نے اپنی جان کھپا دی اور کوئی راستہ نہیں چھوڑا جس کو طے نہ کیا ہو اور صدقِ نیت اور

مجاہدہ کی برکت سے اس کا صحیح راستہ ہونا معلوم نہ کرلیا ہو مگر سنّتِ محمدیہ ﷺ پر عمل کرنے اور ذلت و انکسار والوں کے اخلاق پر چلنے اور سراپا حیرت و احتیاج بننے سے زیادہ کسی راستے کو بہت قریب اور زیادہ روشن اور زیادہ محبوب اللہ کے نزدیک نہیں پایا' حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق ؓ فرمایا کرتے تھے' اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے اپنے تک پہنچنے کا ذریعہ عاجزی کے سوا کچھ نہیں بنایا کیونکہ عاجزی تو ہر شخص آسانی سے کرسکتا ہے اور انسان تو سر سے پیر تک عاجز ہی ہے اگر اور کوئی طریقہ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا اس کے سوا ہوتا' تو مشکل پڑ جاتی۔ اللہ تعالیٰ کے پانے سے اپنی عاجزی اور کمزوری کو سمجھ لینا ہی اللہ تعالیٰ کا پالینا ہے۔

تکبّر سے بچو

اے سالک! اپنے نفس پر نظر کرنے سے بچ' غرور سے بچ اور تکبر سے الگ رہ کیونکہ یہ سب برباد کرنے والے ہیں' میدانِ قرب میں وہ شخص داخل نہیں ہوسکتا جو دوسروں کو چھوٹا اور اپنے آپ کو بڑا سمجھے' میں کون ہوں اور تُو کیا ہے ان جھگڑوں سے بچو۔

عزیزِ من! ہم میں سے ہر شخص عاجز اور مسکین ہے' جس کی ابتدأ گوشت کا ایک لوتھڑا ہے اور انتہاً ایک مُردار لاشہ ہے' اس سرمایہ کی شرافت بزرگی جو عقل سے ہے اور عقل وہ ہے جو نفس کو باندھ دے یعنی اس کو ایک حد تک روکے' اگر کسی شخص کی عقل نفس کی باندھنے والی اور نفس کو حدود پر روک رکھنے والی اور حد پر ٹھہرانے والی نہ ہو تو وہ بے عقل ہے اور جب آدمی اپنے جوہر سے ہی محروم ہو گیا تو اس کیلئے کوئی شرافت اور بزرگی نہیں' اب وہ صرف ایک بھاری بھرکم بوجھل اور کثیف جسم رہ گیا جو نہ کسی قیمتی اور اچھے درجہ کے لائق ہے اور نہ کسی عہدہ منصف کے قابل اور جب انسان کی عقل کامل ہو تو یہی قیمتی خالص جوہر اس کے اندر حکومت کرتا ہے اور تمام اقوال و احوال عقل کے اشارے پر صادر ہوتے ہیں' اب یہ اس کے قابل ہے کہ سلاطین کا بھی سرتاج بنایا جائے۔

عقل کا پہلا درجہ

عقل کا پہلا درجہ یہ ہے کہ جھوٹی انانیت (تکبر) واکڑ سے باہر آ جائے' باطل دعوے بند کر دے اور ہر قسم کی ڈینگیں مارنے سے الگ ہو جائے کہ میں نے یہ کھولا اور وہ باندھا' اس کو دیا اور اس سے چھینا' جب انسان تکبر اور دعوے سے نکل جاتا ہے اس وقت اس کو اعلیٰ مقام تک رسائی ہوتی ہے بس انسان کو لازم ہے کہ اپنی ابتداً کو پہچانے کہ مٹی ہی میں ملنا ہے اور اس ابتداً اور انجام کے درمیانی حصہ میں وہی باتیں اور وہی کام کرے جو اس کے مناسب ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نصیحت کرنے والا ہر مسلمان کے دل میں موجود ہے یعنی "عقل" جو بُرے کاموں سے روکتی ہے' اور جو اپنے نفع ونقصان سے بے پرواہ ہے وہ کسی نصیحت سے کیونکر اثر لے گا۔

حضرت سہیل بن عبداللہ" فرماتے ہیں: "غفلت دل کی سیاہی ہے اور سیاہ دل پر کسی کی بات کا اثر نہیں ہوتا"۔

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

" یاد رکھو بدن میں ایک لوتھڑا ہے' جب وہ ٹھیک ہو جائے تو سارا بدن ٹھیک ہو جاتا ہے اور جب وہ خراب ہو جائے تو سارا بدن خراب ہو جاتا ہے' یاد رکھو وہ دل ہے"۔

خاکساری (ایک عجیب نکتہ)

میرے بھائی! تم میری نصیحت سے فائدہ اُٹھاتے ہو اور میں تمہاری نصیحت سے نفع حاصل کرتا ہوں' یہ تب ہی ہے جب ہم دونوں ہی مخلص ہوں۔

میرے بھائی! تم مجھ سے بہتر ہو' تمہاری تکلیف یہی ہے کہ تمھیں تعلیم پانے کی مشقت اٹھانی پڑے اور مجھے تعلیم دینے کی سُستی نے پکڑ رکھا ہے۔

میرے بھائی! اگر میں نے بے چارے نفس کو قابو کر لیا اور اسے کہا' اللہ تعالیٰ نے تجھے علم عطا کیا اور تجھ پر لازم کر دیا کہ دوسرے بھائیوں کو علم سکھائے' یہ بھی یاد رکھو کہ علم چھپانے والے کو آگ کی لگام

دی جائے گی پھر بربادی ہے' اسلئے اپنی حدود میں ٹھہرے رہو' بسا اوقات علم حاصل کرنے والوں میں وہ بھی ہوتا ہے کہ جس کا درجہ اللہ تعالیٰ کے ہاں تجھ سے بڑھ کر ہے مگر تجھ سے پوشیدہ ہے تاکہ تیرا امتحان لے' اس کے بعد نفس کی جھوٹی اکڑ ختم ہوگئی اور اس نے اپنی قدر جان لی اور اپنے حال پر ٹھہر گیا اور یہ اس کی خوش بختی ہے۔ بھائی جان! تم بھی ایسے ہی ہو۔

برادرم! اگر تم اپنے نفس پر غالب آگئے اور اسے سیکھ لینے کا پابند کر دیا اور اقتدا کی چھری سے اس کی خواہش کو ذبح کر دیا اور اپنے علم و فضل اور حسب و نسب اور مال و حال سے نظریں ہٹا کر حکمت حاصل کی تو تم نے عظیم کامرانی حاصل کی اور جس نے ہر گھڑی اپنے نفس کا محاسبہ نہیں کیا اور اسے مطعون نہیں کیا' ہمارے دفتر میں اس کا نام مردوں میں نہیں لکھا گیا۔

محترم! میں بزرگ نہیں' اس جماعت سے بڑھا ہوا نہیں' میں واعظ و معلم نہیں اگر میرے دل میں یہ خیال آئے کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں بزرگ اور شیخ ہوں تو میرا حشر فرعون و ہامان کے ساتھ ہوگا' اللہ تعالیٰ ہی ہے جو مجھے اپنی رحمت سے ڈھانپ لے میں تو ایک عام مسلمان ہوں۔

بھائی! مسلمان مرد' پھر پرواہ نہ کرو' اسلام ہی اللہ تعالیٰ کا وصال عطا کرنے کا ذریعہ ہے' اگر غیر مسلم جن وانس کے برابر بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے تو بھی وہ اللہ تعالیٰ سے دور ہے اور اس پر اللہ کا غضب ہے اور اگر ایک مسلمان جن وانس کے برابر گناہ لے کر بھی عبادت ہی میں لگ جائے تو فرمانِ الٰہی ہے:

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ

ترجمہ: کہہ دیں' اے میرے بندو' جنھوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا' اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں' بے شک اللہ بخش دے گا بلاشبہ وہ بخشنے والا رحم والا ہے۔

(الزمر ۵۳)

اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق درست رکھو اور یہ تعلق صرف اسلام کے احکام کی پابندی سے قائم ہوتا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: "مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں"۔

وقت اور قلب کی حفاظت کرو

محترم! اپنے اوقات ان کاموں میں برباد نہ کرو جن سے تمہیں کچھ راحت نہ ملے' جو سانس گزر چکا وہ تمہارے حساب میں آچکا' فریب کھانے سے بچو اپنے اوقات وقلوب کی حفاظت کرو اسلئے کہ وقت اور قلب دونوں چیزیں سب سے قیمتی ہیں' جب تم نے وقت کو بے قیمت جانا اور دل اندھا رکھا تو تم نے بیشمار فائدے کھودیئے' یادرکھو گناہوں سے دل سیاہ اور اندھے ہوجاتے ہیں ان سے دل بیمار ہو جاتا ہے (تورات میں ہے)۔

ہر ایماندار کے دل میں ایک نوحہ گر (ڈرانے والا) ہوتا ہے جو اسے ڈراتا رہتا ہے (تاکہ اللہ سے ڈرتا رہے) اور ہر منافق کے دل میں ایک گانے والا ہوتا ہے' جو گاتا رہتا ہے (تاکہ وہ بدمست ہوکر گناہوں میں غرق رہے) اور عارف کے دل میں ایسا مقام ہوتا ہے (دنیا میں رہتے ہوئے خوفِ خدا کی وجہ سے) کبھی خوش نہیں ہوتا (یعنی بے فکر نہیں ہوتا) اور منافق کے دل میں ایسا مقام ہوتا ہے کہ اسے کبھی غم نہیں ہوتا (جس کی نحوست کی وجہ سے توبہ کی توفیق نہیں ہوتی)۔

احکامِ شریعت کی پابندی رکھو

برادرم! ظاہر و باطن ہر طرح سے احکام وآدابِ شریعت کی پابندی رکھو جو شخص ظاہر و باطن ہر لحاظ سے شریعت کا پابند ہوگا اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سعادت وکامرانی نصیب ہوگی اور اس کا مقصود وحصہ اللہ تعالیٰ سے ہے اور جس کا مقصود وحصہ اللہ تعالیٰ سے ہو وہی شخص ان لوگوں میں داخل ہوگا جو اپنے قادر ومالک کے پاس مقامِ صدق میں بیٹھے ہوں گے۔

محترم! تم میں فقہاً وعلماً بھی ہیں تمہاری وعظ ودرس کی مجالس ہیں کہ لوگوں کو اسلام کی تعلیم دیتے ہو اور احکامِ شریعت سکھاتے ہو ایسی چھلنی مت بنو کہ عمدہ آٹا باہر نکال دے اور اپنے لئے بھوسی روک رکھے تم اپنی زبان سے حکمت کی باتیں نکالتے ہو مگر تمہارے دلوں میں حسد وبغض دبا ہوتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق تم پر مواخذہ ہوگا۔

اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَ تَنْسَوْنَ اَنْفُسَکُمْ ط

ترجمہ: کیا لوگوں کو نیکی کا حکم کرتے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو۔ (البقرہ)

حقِ عبدیت

محترم! عبدیت کا حق یہ ہے کہ آقا ﷺ کے سوا ہر ایک سے انقطاع ہو جائے' عبدیت دراصل کلیت وجزئیت کو ترک کر دینے کا نام ہے' ہر مقصود کی طلب کا ارادہ ختم کر دینا عبدیت ہے اپنے بھائیوں پر اپنے لئے کسی قسم کی رفعت وفوقیت کی طرف دھیان نہ دینا ہی عبدیت ہے' عبدیت یہ ہے کہ آدمیت کی مٹی پر جا ٹھیرے۔

عبدیت یہ ہے کہ رب تعالٰی کی قضا وقدر کے سامنے خشوع وخضوع اختیار کرے (اور برہم نہ ہو) جب تک بندہ مقامِ حریت تک رسائی نہ پائے اور اغیار کی غلامی سے کُلّی طور پر آزادی حاصل نہ کرے تب تک بندہ کامل نہیں ہوتا۔

ہر گناہ سے بچ کر رہو

موت کو فراموش نہ کرو اس سے غفلت پیدا ہوتی ہے اور ذکرِ اللہ میں کمی کرنا اس بات کا نام ہے' ایمان میں نقص ہونا یہی ہے' اور یہی عادت جہالت کی جڑ ہے اور گمراہی کا ایک حصّہ ہے۔ آسمانی کتب میں منقول ہے کہ حق تعالٰی فرماتا ہے:

" اے بنی آدم! تُو نے میری عافیت کے ذریعہ میری اطاعت پر قوت حاصل کی' میری توفیق سے تُو نے فرض ادا کیا' میری روزی کے ساتھ تُو نے میری نافرمانی پر قوت حاصل کی اور میری مشیت سے تُو چاہتا ہے جو اپنے نفس کیلئے چاہتا ہے' میری نعمت کے باعث تُو کھڑا ہوا بیٹھا اور واپس گیا میری پناہ میں تُو نے صبح وشام کی' میرے فضل میں تُو زندہ رہا اور میری نعمت میں تُو اُلٹ پلٹ ہوتا رہا' میری عافیت کے ساتھ تُو آراستہ ہوا' اب تُو مجھے بُھلاتا ہے اور غیر کو یاد کرتا ہے اور میرا شکر ادا نہیں کرتا"۔

" اے ابنِ آدم! موت تیرے راز کھول دے گی اور قیامت تیرے احوال پڑھے گی اور عذاب تیری

پردہ داری کرے گا' جب تُو چھوٹا گناہ کرے تو اس کے چھوٹے پن کو نہ دیکھ بلکہ یہ دیکھ کہ تُو نے کس کی نافرمانی کی ہے اور جب تجھے تھوڑی سی روزی ملے تو اس کی کمی کو نہ دیکھ بلکہ یہ دیکھ کہ کس نے روزی دی ہے' میری تدبیر سے بے خوف نہ ہو' میری تدبیر اندھیری رات میں پتھر پر چلنے والی چیونٹی سے بھی پوشیدہ تر ہے"۔

" اے ابنِ آدم! کیا تُو نے نافرمانی کی' کیا تُو نے میرا غضب یاد کیا اور رک گیا اور کیا تُو نے میرا فرض اس طرح ادا کیا جیسا کہ میں نے حکم دیا ہے اور کیا تُو نے اپنے مال سے مساکین کی غمخواری کی' جس نے تیرے ساتھ بُرائی کی کیا تُو نے اس کے ساتھ احسان کیا' جس نے تیرے ساتھ ظلم کیا' کیا تُو نے اسے معاف کیا' جس نے تجھ سے قطع تعلق کیا' کیا تُو نے اس سے جوڑا' جس نے تیرے ساتھ خیانت کی کیا تُو نے اس کے ساتھ انصاف کیا' جس نے تجھ سے بات کرنا چھوڑ دی کیا تُو نے اس سے کلام کیا' کیا تُو نے اپنے بچوں کو ادب سکھایا' کیا تُو نے اپنے پڑوسیوں کو خوش رکھا' کیا تُو نے اپنے دین و دنیا کے بارے میں علماً سے پوچھا"۔

"میں انسانی معاشرہ کی صورتیں اور حسب و نسب نہیں دیکھتا' میں تو ان کے دلوں کو دیکھتا ہوں اور ان کے خصائل پر خوش ہوتا ہوں"۔

محترم! قیامت کے روز تم پر یہ باتیں منکشف ہوں گی' یوم تغابن (قیامت کو جس ایک دوسرے سے نقصان دنیا میں ظلم کرنے کی وجہ سے پہنچے گا) یوم الحاقہ کے دن (جس دن سزا ملے گی) جس دن وہ بات نہیں کر سکے گا اور نہ ہی کوئی عذر پیش کرنے کی اجازت ہوگی' جس دن لوگ چیخیں گے' جس دن بچے بوڑھے ہو جائیں گے' جس دن زلزلۂ عظیمہ آئے گا' جس دن کھڑکھڑاہٹ ہوگی' جس دن پہاڑ اُڑ جائیں گے' جس دن کوئی جان دوسرے کی طرف کچھ نہ کر سکے گی اور جس دن حکم صرف اللہ تعالیٰ کا ہوگا۔

بُرے خصائل سے بچو

تمہیں بعض اوصاف سے آگاہ کرتا ہوں ان میں ملوث ہونے سے بچ کر رہنا' یہ زہر قاتل ہے میں

تمھیں وصیت کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا اور ان بُری باتوں سے دور رہنا:

☆ حسد : اس سے مراد ہے محسود کی نعمتیں چھن جانے کی خواہش رکھنا۔

☆ تکبر : اس سے مراد ہے اپنے آپ کو دوسروں سے بہتر سمجھنا۔

☆ جھوٹ : اس سے مراد ہے خلافِ واقعہ بات بنانا اور بے فائدہ طور پر بُری اور غلط بات کرنا۔

☆ غیبت : اس سے مراد ہے کسی انسان کی بُری باتیں غیر حاضری میں کرنا۔

☆ حرص : اس سے مراد ہے دنیا سے سیراب نہ ہونا۔

☆ غضب : اس سے مراد ہے انتقام کے ارادے سے خون کھولانا۔

☆ ظلم : اس سے مراد ہے خواہشات کیلئے نفسانی اطاعت۔

اس لئے میں تم سے کہتا ہوں کہ ہمیشہ خوف وامید کے درمیان رہو۔

مجلس کی اقسام

ہمیشہ علماً اور عارفینِ عظام کی مجالس میں بیٹھا کرو اس لئے کہ مجالس کے بعض راز ہوتے ہیں جو ہم نشینوں کو ایک حال سے دوسرے حال تک پہنچاتے ہیں سنت میں مروی ہے جس نے آٹھ اقسام کے ساتھ مجالست کی اللہ تعالیٰ اس کے آٹھ خصائل میں اضافہ کر دے گا۔

۱) جو حکمرانوں کے پاس بیٹھا	اللہ تعالیٰ اس میں تکبر اور سنگدلی بڑھا دے گا۔
۲) جو اغنیاً کے ساتھ بیٹھا	اللہ تعالیٰ اس میں دنیا اور دنیا کی چیزوں کی حرص بڑھا دے گا۔
۳) جو فقراً کے ساتھ بیٹھا	اللہ تعالیٰ اس میں حق تعالیٰ کی عطا کردہ قسمت پر رضا بڑھا دے گا۔
۴) جو بچوں کے ساتھ بیٹھا	اللہ تعالیٰ اس میں لہو ولعب کا شوق بڑھا دے گا۔
۵) جو عورتوں کے ساتھ بیٹھا	اللہ تعالیٰ اس میں جہالت وشہوت بڑھا دے گا۔
۶) جو نیک لوگوں کے ساتھ بیٹھا	اللہ تعالیٰ اس میں عبادت کی رغبت بڑھا دے گا۔
۷) جو علماً کے ساتھ بیٹھا	اللہ تعالیٰ اس میں علم وتقویٰ بڑھا دے گا۔
۸) جو بدمعاشوں کے ساتھ بیٹھا	اللہ تعالیٰ اس کے گناہ اور توبہ میں دیر کرنا بڑھا دے گا۔

نیز منقول ہے عقل مند کے ساتھ مصاحبت دین و دنیا و آخرت میں اضافہ ہے اور احمق کے ساتھ مصاحبت رکھنا دراصل دین و دنیا میں نقصان، موت کے وقت حسرت وندامت اور آخرت میں خسارہ۔
محترم! تین کو شفاعت کرنے کا حق حاصل ہے: (۱) عالم (۲) خادم (۳) صابر فقیر

دنیا کی حقیقت

ہم دن رات مر جانے والوں کی زبانیں، پیشانیاں، رُخسار اور ہونٹ بے خیالی میں پاؤں تلے روندتے رہتے ہیں، یہ تو دنیا اور اس کے حالات ہیں اور یہ اس کے سفر ہیں خدا کیلئے اس کو دیکھ کر عبرت حاصل کرو اور عاقبت کی فکر کرو کون ہے جو اس فانی دنیا اور اس ختم ہونے والے ممالک کی تمنا کرے اور اس کی اصلاح و آبادی میں جان کھپاتا رہے، کیا یہ خانقاہ آباد ہے کہ صالح، ابراہیم، ابو قاسم اور عورتیں رہیں اور چلی گئیں۔
جب میں احباب و رفقاء کو چھوڑ کر مٹی میں بسیرا کروں گا کیا اس وقت میں اس مکان کو آباد کروں گا اور کیا میرے والد نے یہ خانقاہ آباد کی، تھوڑے اور لوگ آباد کیے اور اپنے بعد میرے لئے چھوڑ گئے" نہیں" بخدا اللہ تعالیٰ نے ہی یہ احسان فرمایا اور عطا کیا، یہ اس کا کرم و جود ہے اور یہ بھی یاد رکھو کہ یہ میرے ساتھ مخصوص احسان نہیں بخدا اللہ تعالیٰ دنیا عطا کرتا ہے چاہے کوئی اس سے محبت رکھے یا نہ رکھے مگر آخرت اسے عطا فرماتا ہے جو اس سے محبت کرتا ہے۔
میرے والد کو مکان، لباس اور کھانا عطا ہوا اس طرح مجھے اور میری اولاد کو لوحِ محفوظ کے مطابق لکھی ہوئی قسمت ملی اور اسی طرح تمام مخلوق کو ملتی ہے اسلئے یہ خام خیالات اور غلط روی چھوڑ دو عقل مند وہ ہے جو اپنے رب سے ڈر کر رہا اپنے آپ کا محاسبہ کیا اور موت کے بعد کی زندگی کیلئے کام کیا۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

" اور البتہ تحقیق ہم نصیحت کے بعد زبور میں لکھ چکے ہیں کہ
بیشک زمین کے وارث ہمارے نیک بندے ہی ہوں گے " (الانبیاء ۱۰۵)

اس کی تفسیر میں اختلاف ہے کہ الرجال (یعنی نیک آدمی) معنوی وراثت ہے، ان کے ذریعہ سے بندہ

اللہ کا قرب حاصل کرتا ہے جب کہ وہ خاکساری اختیار کرے۔

یاد رکھو! صالحین لوگ مخلوق کے حق کے مطابق سیاست چلاتے اور وارث بنتے ہیں' اسلئے کہ تمہارے سب سے بڑے اعمال تمہارے حکمراں ہیں' جیسے تم ہو نگے ویسے تم پر حکمراں مقرر کیئے جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"بیشک زمین اللہ کی ہے' اپنے بندوں میں سے جسے چاہے اس کا وارث بنادے"۔

(الاعراف ۱۲۸)

میرے احباب و مریدین سے وعدہ

اللہ تعالیٰ کے کرم کے قاصد نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہے کہ وہ قیامت تک میرے مرید' میرے محب' میرے ساتھ منسلک ہونے والے' میری اولاد اور مشرق و مغرب میں میرے خلفأ کی دستگیری فرمائے گا' جس وقت کہ ظاہری اسباب اور وسیلے ختم ہو جائیں گے' اس شرط پر روحانی بیعت جاری ہوئی اور اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

یاد رکھو! انبیأ و مرسلین علیہم وصلوٰۃ السلام کے بعد وحی یا پسِ پردہ اللہ تعالیٰ سے مکالمہ ختم ہو چکا' البتہ یہ وعدہ سچے خوابوں کے ذریعہ حضور نبی کریم ﷺ کے واسطے سے احباب و اولیأ کے دلوں پر واضح ہوا' اور اگر الہام شریعتِ محمدیہ کے خلاف نہ ہو تو یہی قابلِ اعتماد حال ہے اور اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہے عطا کرے

فرمایا: مواهب الرحمٰن لا تنقضی و امة المختار مثل المطر ٥

ترجمہ: رحمٰن تعالیٰ کی عنایات ختم نہیں ہوں گی اور محمد مصطفی ﷺ کی امت بارش کی طرح ہے۔

خزائن السر لا حبابه و لا هل الحكمة نوع البشر ٥

ترجمہ: اپنے احباب اور اہلِ حکمت کیلیئے انسانی نوع ہی خزانہ ہائے راز ہیں۔

قد یضلع السابق فی سیره و یسبق الضو یلع المتنظر ٥

ترجمہ: گا ہے آگے بڑھنے والا رفتار میں ڈھیلا ہو جاتا ہے اور پچھڑ جانے والا' جس کا انتظار کیا جاتا ہے گا ہے وہ آگے بڑھ جاتا ہے۔

اے اللہ: مجھے مزید حکمت وفہم اور معرفت وعلم عطا فرما' مجھے اور تمام مسلمانوں کو اپنا محبوب ومقرب اور نبی ﷺ کا تابعدار بنادے' تُو جو چاہتا ہے کرتا ہے' جو چاہتا ہے حکم فرماتا ہے اور تُو سب سے بڑا رحم کرنے والا ہے۔

مردِ کامل

کسی پوچھنے والے نے پوچھا: یا سیّدی' مردِ کامل کس کو کہتے ہیں' صوفیأ کی اصطلاح میں ہے کہ مردِ کامل کس کو کہا جائے۔

سیّدُ الاولیأ السید احمد الکبیر الرفاعیؒ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کیلئے جب ارادہ فرماتا ہے کہ اس کو ترقی کے مقامات عطا فرما کر مقامِ رجالی یعنی مردانِ خدا میں نوازیں تو ابتداالامر پہلے اس کو مکلف کرتے ہیں اپنی ذات سے کہ اپنے نفس کی تادیب کرے تا کہ استقامت قائم ہوجائے۔

استقامت والے مقام کو "**الاستقامت افضل من الکرامة**" (دین کے احکام پر ڈٹ کر رہنا کرامت سے بھی افضل ہے) نفس کی تادیب رزائل نقسیہ سے پاک ہوجائے' مثل ارتکابِ گناہ۔

حبِ دنیا' حبِ جاہ' تکبر' کینہ' حسد' بغض' غصہ وغیرہ سے اس کا سینہ صاف ہوجائے' خصائلِ محمودہ سے معمور ہوجائے' اللہ کا خوف' اللہ کی محبت' دنیا سے بے رغبتی' زہد' تواضع' محبت وشفقت یہ تمام اخلاقِ حسنہ بغیر اطاعت اوامہ اللہ ورسول ﷺ کے ناممکن ہیں' ان اخلاق سے متخلق ہونا "**فبناءً علیٰ ھٰذہ**" معلوم کہ اوّلاً جو اپنی ذات کیلئے ہے وہ اطاعت اللہ ورسول ﷺ' فرائض کا اتباع' سنن کا اتباع اور قرآن وحدیث کی روشنی میں اور اتباع میں یہ اخلاقِ حمیدہ آسکتے ہیں اور اس کی ترقی کی منزل میں ایک انچ بھی آگے نہیں بڑھ سکتا۔

حضرت الغوث الرفاعیؒ نے پہلا مقام بھی بتلایا اور بعد میں فرمایا" **و استقامت معه**" جب اس مقام پر اس کو استقامت حاصل ہوگئی یعنی شریعت غزا پر پورا قائم اور ڈٹ کر رہا تو اللہ تعالیٰ اس کو مکلف کرتا ہے' اپنے اہل وعیال میں ان کی اصلاح وتادیب میں مشغول ہو احسن طریقہ سے' پس اگر

اس نے ان کے ساتھ احسان کیا جو چیز اس نے اپنے لئے پسند کی' یعنی وہی اخلاقِ حُسنہ اور استقامت پر بشریعت محمدیہ ﷺ یہ اپنے اہل وعیال کیلئے بھی وہی پسند کرے اور حُسنِ معاشرت سے رہے اس کے بعد اس کو اپنے پڑوس والوں پر مکلف کرتے ہیں' ان کی اصلاح کرے جیسے اپنے اہل وعیال کی اصلاح کی پھر اس کے بعد اپنے شہر والوں پر مکلف کیا جاتا ہے گویا" **امر بالمعروف والنھی عن المنکر** " یعنی انسان کے ساتھ احسن طریقے سے روکنے کی کوشش کرے اور انہیں پوری جدوجہد سے سمجھائے اور اس قدر سمجھانے پر بھی بدعت چھوڑنے پر تیار نہ ہوں تو کم از کم اپنی ناراضگی کا اظہار ضرور کرے اور شرکت نہ کرے اور مقاطعہ نہ ہونے پائے' یہ ہے مدارات کی تشریح۔

حضرت السید احمد الکبیر الرفاعیؓ فرماتے ہیں کہ اگر احسن طریقہ سے اس نے شہر والوں کے ساتھ معاشرت کی' مع مدارات کے جس کی بالا سطروں میں تشریح کی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اسی عمل" **امر بالمعروف والنھی عن المنکر** " (بھلائی کی طرف دعوت دینا اور برائیوں سے روکنا) کے طفیل میں اس کے باطن کو منور فرمایا اور اس کے بعد اس کو ترقی نصیب ہوتی ہے' آسمان اور زمین کے درمیان جس کو ہم خلاء کہتے ہیں حضور غوث الرفاعیؓ فرماتے ہیں اس خلاء کے درمیان ایسی لاتعداد مخلوق ہے جس کا علم بجز اللہ تعالیٰ کے کسی کو نہیں' ان کی اصلاح کیلئے وہ مکلف ہو جاتا ہے اور اسی طرح ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک اس کی منزل طے ہوتی ہے' یہاں تک کہ" **صفاۃ اللّٰہ** " ہو جاتا ہے اور ایک آسمان سے دوسرے آسمان پر ترقی کرتا رہتا ہے اور یہاں تک کہ غوث کے مرتبہ کو پہنچ جاتا ہے۔

بعدہ' اس کی صفت" **من صفاۃ اللّٰہ** " ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو اپنے علومِ غیبیہ سے مطلع فرماتا ہے کہ کوئی درخت زمین پر نہیں اُگتا اور کوئی پتہ ہرا نہیں ہوتا مگر اس کی نظر کے سامنے اور یہاں پہنچ کر وہ اللہ تعالیٰ کی نسبت ایسا کلام کرتا ہے کہ جس کی گنجائش خلائق کی عقل میں نہیں ہوتی کیونکہ وہ ایسا گہرا سمندر ہے کہ بہت سی مخلوق اس کے ساحل پر غرق ہو گئی اور بہت سے عالموں اور نیکوکاروں کا ایمان ڈوب گیا۔

دوسروں کو کون پوچھتا ہے' اپنے فرزندِ صالح سے فرمایا کرتے تھے:

وکان رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه یقول ولده صالح

ان تم تعمل بعملی فلیت لك اباولا انت لی ولده

ترجمہ: اے فرزندا اگر مجھ سا عمل نہیں کرو گے تو یاد رکھو میں نہ تمھارا والد ہوں اور نہ ہی تم میرے فرزند۔

اللہ اللہ کس قدر اپنی اولاد جو " **قطعه الفواد** " (جگر کا ٹکڑا) ہوا کرتی ہے' مرشد اعظم الغوث الرفاعیؒ نے صاف صاف الفاظوں میں اپنی زندگی کا عملی نمونہ پیش کر کے یہ فرمایا کہ اگر تم اس پر کاربند رہے تو نسبت قائم رہے گی اور اگر خدانخواستہ اس کے خلاف ہوا تو معاملہ برعکس' حقیقتاً ان بزرگوں کا عمل قرآن وسنّت کے حکم کے ماتحت تھا۔

"لا یخافون فی الله لومة لائمه"

ترجمہ: اللہ کے فرائض ہوں یا سنن' ہرگز کسی ملامت کرنے والے کی پرواہ نہ کرتے' حق گوئی ان کا شعار تھا۔

نعمتِ الٰہی

"ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمِ"

ترجمہ: یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور اللہ فضل عظیم والا ہے۔ (سورۃ جمعہ ۴)

حقیقت یہ ہے کہ تقربِ خداوندی و بارگاہِ محمدی ﷺ میں' نیز عام طور پر بھی آپ کو وہ بلند اور اعلیٰ درجات عطا کیئے گئے ہیں کہ کسی اور ولی اللہ کو میسر نہ آیا ہوگا' آپؒ شریعت وطریقت کے جامع تھے' آپؒ سے بہت سی باتیں بطور کرامت صادر ہوئیں جس سے آپؒ کے علوِ مرتبت اور تقربِ الٰہی کا حال معلوم ہوتا ہے۔

سیّد الاولیاء السیّد احمد الکبیر الرفاعیؒ کی ذاتِ والا نے کبھی بھی اور کسی موقعہ پر عجز وانکساری کا دامن نہیں چھوڑا اور نہ کبھی حالتِ سکری (جوش وغلبہ اور مستی و مدہوشی کی حالت) میں کسی قسم کا دعویٰ کیا بلکہ شکر و عاجزی وانکساری کا اظہار کیا۔

اللہ اکبر! اتنے بڑے مرتبہ اور عظمت کے مالک ہوتے ہوئے بھی آپ حضرتِ والا کے عجز وانکسار کا

یہ عالم تھا کہ اتنی عظیم نعمت خداوندی کی عنایت ہوتے ہوئے بھی کبھی اپنی صفات' تواضع وانکسار نہ چھوڑی۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشادِ گرامی

آپؓ بروز پنج شنبہ ۸ شعبان ۵۵۷ھ امِ عبیدہ میں اپنی خانقاہ میں کرسی پر جلوہ افروز ہوئے' سامعین سے خانقاہ اور خانقاہ کا بیرونی حصہ پُر تھا' آپؓ کی مجلس واسط وعراق کے چوٹی کے آئمہ' علماء اسلام اور اولیاء وعارفین' واصلین ومشائخِ طریقت وسالکینِ طریقت' امراء وعوام سے بھری ہوئی تھی اور آپؓ کے ملفوظات سپردِ قلم کرنے کیلئے ہر ایک کے ہاتھ میں قلم تھا' آپؓ سامعین کی طرف متوجہ ہوئے اس حال میں کہ سب پر آپؓ کی ہیبت طاری تھی' آپؓ نے تھوڑی دیر سرِ مبارک خم کیا پھر اُٹھایا اور دائیں بائیں متوجہ ہوئے اور پھر مخاطب ہو کر فرمایا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

" الحمد للہ رب العالمین و صلے اللہ سیّدنا محمد و الہ و صحبہ اجمعین"

امّا بعد' منجانب بندۂ خدا الفقیر الی اللہ احمد بن ابوالحسن رفاعیؓ '

معزز حضرات! میرے رب نے فرمایا ہے: " وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ " (سورۃ ضحیٰ ۱۱)

اور جہاں تک نعمتِ خداوندی کا تعلق ہے' تو اس کو بیان کر' اللہ تعالیٰ کی نعمتیں بیان کرنی پڑتی ہیں اسلئے مجھے یہ کہنا پڑا کہ مجھے میرے پروردگار نے اپنے فضل وعطا سے وہ دیا جس کو اس زمانہ میں نہ کسی آنکھ نے دیکھا' نہ کسی کان نے سُنا اور نہ ہی کسی بشر کے دل پر اس کا خیال گزرا' مجھ سے نبی کریم ﷺ کی نیابت کا تاقیامت عہدِ عام لیا گیا ہے اور تاقیامت میرا ڈنکا بجتا رہے گا۔

عرش ہمتوں کا قبلہ ہے اور کعبہ پیشانیوں کا قبلہ ہے اور احمدؓ دلوں کا قبلہ ہے' اہلِ ذوق واہلِ شوق سے پوچھو اقطاب وافراد اور انسانیت کے اساطین سے دریافت کرو' یہ جامع محمدی ﷺ تحفہ مجھ پر ختم ہو گیا' ہر محمدی ﷺ اس دنیا سے رخصت ہو جائے گا' اس کی تلوار لے لی جائے گی اور اس (در رفاعی) کے دروازے پر آویزاں کر دی جائے گی' اللہ کے حکم سے یہ وہ واردات ہیں جن کا اللہ نے مجھ پر

فیضان فرمایا ہے۔

" مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ "

ترجمہ: ایک لفظ بھی نہیں بولتا مگر اس حال میں کہ اس کے پاس ایک تیار نگراں ہوتا ہے۔(سورۃ قٓ)

بحرِ کرم کا فیضان

اے خواص، اے عوام! یہ بحرِ کرم کا فیضان ہے!

میں منقطعین (کنارہ کش) لوگوں کی جائے پناہ ہوں، میں ہر اس لنگڑی بکری کا چارہ ہوں جو راستہ میں ریوڑ سے جدا ہو کر تنہا رہ گئی ہو، میں مجبوروں کا شیخ ہوں اور ان لوگوں کا جن کا کوئی شیخ نہیں میں ان کا شیخ ہوں، لہذا امتِ محمدیہ ﷺ کے کسی فرد کا شیخ شیطان نہ بنے۔(۱)

میرے حبیب ﷺ نے فرمایا: تم ایسے فردِ کامل ہو کہ اللہ تمہیں کبھی اپنے پیروکاروں میں رسوا نہیں کرے گا، اسلئے مجھے کہنا پڑا کہ جس کو میں نے اللہ سے قریب کر دیا، وہ قریب ہے، اور جس کو میں اس سے دور کر دوں، وہ دور ہے۔

اے ہم سے دور ہونے والے، اے وہ جس سے ہم کو نفرت ہے، اے مسکین یہ دوری اور نفرت تیری طرف سے نہیں بلکہ ہماری طرف سے ہے، اگر ہم کو تیری طرف توجہ کرنے کا کوئی موقعہ ملتا جو تیرے حسنِ استعداد اور اللہ تعالیٰ اور اہلِ اللہ کے ساتھ خالص محبت کا پتہ دیتا تو ہم تجھ کو اپنی طرف کھینچ لیتے اور ہم اپنی جماعت میں داخل کر لیتے خواہ تُو چاہتا یا نہ چاہتا، مگر سچی بات کہنا پڑتی ہے، تیرے حظِ نفس اور نفسانی لذّتوں نے تجھ کو روکا اور تیری نا قابلیت نے تجھ کو ہم سے جدا کیا، اسی سبب سے ہم نے اپنی جماعت میں تجھ کو نہیں کیا، اگر ہم تجھ کو اپنوں میں شمار کر لیتے تو تُو ہم سے دور نہ تھا، مگر اس حالت میں ہم کیسے اپنا بنا لیں کوئی فوج تو بھرتی کرنا نہیں ہے بلکہ ہم تو کام کے آدمیوں کو لینا چاہتے ہیں۔(۲)

....

نوٹ

(۱) یعنی اس وقت قربِ الٰہی میرے واسطہ سے حاصل ہو سکتا ہے کیونکہ اتباعِ حق اور اتباعِ سنت میرے سوا کسی جگہ نہیں۔

(۲) یہ کہ مجدد اور قطب الاقطاب کے زمانہ میں جس کو بھی قربِ الٰہی اور تعلق مع اللہ حاصل ہوتا ہے اس کے واسطے ہی ہوتا ہے خواہ وہ دنیا کے کسی حصہ میں ہو' مجدد اور قطب الاقطاب کو اسکی خبر ہو یا نہ ہو مگر اس کا فیض ہر طالب کو پہنچتا ہے اور جو شخص جان بوجھ کر مجدد اور قطب الاقطاب کی ولایت کا انکار کرے یا اس کی شان میں گستاخی کرے تو اس کو قربِ الٰہی اور دولتِ باطنی حاصل نہیں ہوتی' چونکہ حضرت السید احمد الکبیر الرفاعیؒ اپنے زمانہ کے سیّد الاولیاءٗ غوث المکرم قطب الاقطاب سلطانُ العارفین غوثِ اعظم تھے' اسلئے ان کو اپنی یہ شان ظاہر کرنا پڑی کہ "جس کو میں خدا کا مقرب بنا دوں وہ قریب ہے اور جس کو میں اس کی گستاخی اور انکار کی وجہ سے دور کر دوں وہ دور ہے' خوب سمجھ لو"۔

(البنیان المشید ۳۶،۳۵)

حوالہ جات

۱ تذکرۂ غوث الاعظم ترجمہ: بہجۃ الاسرار
۲ الاصولا ربع فی طریق غوثِ رفاعیؒ
۳ المامون مولانا شبلی
۴ تاریخ ابنِ خلدون
۵ احسن المقاتل (حصہ دوئم)
۶ الاصولا ربع فی مناقب غوثِ رفاعیؒ
۷ تاریخ فاطمیین (حصہ دوئم)
۸ تذکرۂ حضرت رفاعیؒ
۹ بارہ امام موئلف: مولانا عبدالرحمٰن جامی
۱۰ آئمۂ اہلِ بیعت موئلف: محمد جمیل ایم اے
۱۱ المعارف المحمدیہ
۱۲ العقد النضیر ترجمہ: جواہر الفرید
۱۳ قلائد الجواہر مناقب غوثِ اعظم
۱۴ جامع کرامات اولیاؒ
۱۵ اشرف عرب
۱۶ برہان المشید
۱۷ سیر الانصار
۱۸ المعارف المحمدیہ فی الوظائف الاحمدیہ
۱۹ البرہان الموئید مولانا قاری محمد عطاء اللہ
۲۰ الطبقات الکبریٰ
۲۱ الواقع الانوار
۲۲ مجالسِ رفاعیہ
۲۳ النفحۃ المکیہ
۲۴ الاصول الاربع فی غوثِ رفاعیؒ
۲۵ روض الریاحین
۲۶ البرہان الموئید
۲۷ لباب المعنی (مطبوعہ مصر)
۲۸ البنیان المشید
۲۹ روشنی کے مینار
۳۰ بہجۃ الاسرار فی مناقب شیخ عبدالقادر جیلانیؒ
۳۱ مقالاتِ احسانی
۳۲ گلدستۂ کرامات
۳۳ شانِ رفاعی
۳۴ البنیان الموئید

واللہ عالم بالثواب' بارگاہِ ربِ ذوالجلال میں انتہائی عاجزی سے دعا ہے کہ اس کتاب کے تحریر، تصیح یا تدوین کے دوران سہواً یا عمداً اگر کوئی غلطی یا بے ادبی ہوئی ہو تو اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب رحمۃ للعالمین ﷺ کے صدقہ اور بوسیلۃ الرفاعیؒ ہم سب کو معاف فرمائے۔ آمین

قصائد

فی شانِ سلطان الاولیاؑ والعارفین

حضرت الشیخ السید احمد الکبیر الرفاعیؒ

درود شریف

اللّٰہم صلِّ علیٰ محمّد — یارب صلِّ علیہ وسلّم

نورِ تو نورِ خدا محمّد — یارب صلِّ علیہ وسلّم

روئے تو شمس الضحیٰ محمّد — یارب صلِّ علیہ وسلّم

ساطع بدرُ الدّجیٰ محمّد — یارب صلِّ علیہ وسلّم

سیّدِ سیّدنا محمّد — یارب صلِّ علیہ وسلّم

شافعِ روزِ جزا محمّد — یارب صلِّ علیہ وسلّم

عرشِ بریں متّکا محمّد — یارب صلِّ علیہ وسلّم

مخزنِ فضل و عطا محمّد — یارب صلِّ علیہ وسلّم

شہنشاہِ دوسرا محمّد — یارب صلِّ علیہ وسلّم

مالکِ شاہ و گدا محمّد — یارب صلِّ علیہ وسلّم

بندۂ رحماں فدا محمّد — یارب صلِّ علیہ وسلّم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شجرۃ الرّفاعیہ منظوم

بصد عقیدت از سیّد رضی الدین الرشید الرفاعیؒ
سجادہ نشین مسندِ رفاعیہ پاکستان

یاالٰہی اس کبیرالاولیاء کے واسطے — سیّدِ احمد رفاعی پیشوا کے واسطے
ازبرائے شیخ علی القاری الواسطی — شیخ اعظم ابی الفضل مقتدا کے واسطے
شیخ علی علام بن ترکان والا کے طفیل — اور علی البازیاری دِلرُبا کے واسطے
علی العجمی اور بوبکر شبلی کے لئے — اور جنیدِ غوثِ دَوراں بے ریا کے واسطے
اس سری السقطی معروف کرخی کے سبب — اور اس داوٗد طائی باصفا کے واسطے
یاحبیب عجمی ابی سعید حسن بصری امام — حضرتِ مولیٰ علی مشکل کُشا کے واسطے
صدقہ سرکارِ دوعالم محمّد مصطفےٰ — کھول دے سینہ مرا اس باخدا کے واسطے
اپنے پیروں کے چلوں نقشِ قدم پر رات دن — طے میری سب منزلیں ہوں رہنما کے واسطے
میرے بگڑے کام بن جائیں بزرگوں کے طفیل — دست بخشش ہو ترا روزِ جزا کے واسطے
ہوں رفاعی سلسلے کی برکتیں مجھ کو نصیب — رہنما یعنی طریقہ اولیاء کے واسطے

اس رضا اور رضا کے خانداں پر رحم کر
یاالٰہی مصطفےٰ صلِّ علیٰ کے واسطے

قصیدہ بحضور سیّد الرفاعیؓ

ازجناب سید زاہدؔ رفاعی

رفاعی پیر کے اب آستاں تک بات جا پہنچی ۔۔۔ میری تقدیر تو دیکھو کہاں تک بات جا پہنچی

لبوں پر تذکرہ اُمِّ عبیدہ کے مکیں کا تھا! ۔۔۔ بالآخر سَرورِ کون و مکاں تک بات جا پہنچی

نہیں یارائے صبر و ضبط اے احمد کبیر لب تو ۔۔۔ وفورِ عشق میں آہ و فغاں تک بات جا پہنچی

کہیں دیوانگیٔ عشق بھی چھپتی ہے اے شاہا ۔۔۔ زمیں کا ذکر ہی کیا آسماں تک بات جا پہنچی

کسی محفل میں جب قصّہ چھڑا آشفتہ حالوں کا ۔۔۔ میری بربادیوں کی داستاں تک بات جا پہنچی

تجلّی میں کوئی ہمسر نہ پایا آپ کا گرچہ!! ۔۔۔ مہ و خورشید تک اور کہکشاں تک بات جا پہنچی

بھٹک جاتا وگرنہ پیچ و خم میں قافلہ اپنا! ۔۔۔ بھلے سے آج میرِ کارواں تک بات جا پہنچی

میرے مولا یہ کیسا سلسلہ ہے تارِ برقی کا!! ۔۔۔ زباں سے بھی نہ نکلی اور وہاں تک بات جا پہنچی

جہاں میں کس قدر ویرانیوں نے سر اٹھایا ہے ۔۔۔ بیاباں ہی نہیں اب گلستاں تک بات جا پہنچی

میری سرمستیاں بھی آخرش کیا رنگ لائی ہیں ۔۔۔ الٰہی خیر ہو پیرِ مُغاں تک بات جا پہنچی

قرار آتا چلا ہے اس دلِ بیتاب کو زاہدؔ ۔۔۔ کہیں شاید درِ غوثِ زماں تک بات جا پہنچی

قصیدہ بحضور سید الرفاعیؓ

از جناب سید زاہد رفائی

تجھ سا ہے کون رتبہ اعلیٰ لئے ہوئے — تُو ہے خطاب غوث و قطب کا لئے ہوئے

مسند نشیں محفلِ اقطاب و اولیاء — اعزاز تیری ذات ہے کیا کیا لئے ہوئے

مرنے سے پہلے کون ہوا آشنائے مرگ — یہ فخر آپ ہی تو ہیں شاہا لئے ہوئے

سُن کر صدائے عشق ہوئے تم فنائے عشق — پائی حیات عشق کا دریا لئے ہوئے

عاشق ہے تیری شکل پہ ربِّ جلیل بھی — اے بے مثال حُسن کی دُنیا لئے ہوئے

اللہ رے شرف تم ہوئے آقا سے ہم کلام — ہاتھوں میں دستِ احمدِ والا لئے ہوئے

بوسہ مِلا ہے دستِ رسولِ کریم کا — آئے تھے آپ جس کی تمنّا لئے ہوئے

لِلّٰہ اب بُلا کے دکھا دیجئے جمال — مُدّت سے دل ہے ذوقِ تماشا لئے ہوئے

ساقی کرم کے دیر سے زاہد لگائے آس — پیاسا پڑا ہے ساغر و مینا لئے ہوئے

قصیدہ بحضور غوث الرفاعیؓ

از جناب اختر بڑودوی

معشوقِ ربِ اکبر احمد کبیرؒ تم ہو | اور کاملوں کے رہبر احمد کبیرؒ تم ہو
جیسے بلالِ دوراں جیسے اویسِ دوراں | کیا عاشقِ پیمبر احمد کبیرؒ تم ہو
والی حضور آقا، مولا کریم داتا | سرکارِ بندہ پرور احمد کبیرؒ تم ہو
غوث و قطب سے آگے ہے مرتبہ تمہارا | یکتا ولی مقرر احمد کبیرؒ تم ہو
دل میں کھنچی ہوئی ہے تصویر کیا تمہاری | اس آئینے کے اندر احمد کبیرؒ تم ہو
پیروں کے پیر ہو تم، پیروں کے پیر ہو تم | کہتے ہیں غوثِ اکبر احمد کبیرؒ تم ہو
ہر دور ہر زمانہ ہے فیضیاب تم سے | اور فیض کے سمندر احمد کبیرؒ تم ہو
سب اولیاء میں تم نے دستِ نبی کو چوما | جس کا نہیں ہے ہمسر احمد کبیرؒ تم ہو
اختر کے دِل کو راحت، ہے نام سے تمہارے | آرامِ جانِ اختر احمد کبیرؒ تم ہو

قصیدہ بحضور غوث الرِّفاعی رضؓ

از جناب اختؔر بڑودوی

وہ شاہِ رِفاعی ہے وہ ولیوں کا ولی ہے
معشوقِ خدا اُمِّ عُبیدہ کا دھنی ہے

وہ صاحبُ العَالمین ہے رِفاعی لَقبی ہے
خورشیدِ وِلایت ہے، حَسَنی حُسینی ہے

فردوس کے پھولوں نے سَلامی تجھے دی ہے
ہے رنگِ علی تجھ میں، تو خوشبوئے نَبی ہے

کیا بزمِ رِفاعی بھی، ستاروں سے سَجی ہے
درویش ہے، صوفی ہے، قلندر ہے، ولی ہے

ہلکی سی نظر غوثِ رِفاعی کی پڑی ہے
دنیا ہے کہ حیرت سے مجھے دیکھ رہی ہے

اُلجھی ہوئی زُلفوں کو سنورتے یہاں دیکھا
بگڑی ہوئی تقدیر زمانے کی بنی ہے

ہاں دستِ محمدؐ کا مِلا آپ کو بوسہ
اور اس کی شہادت شہِ بغداد نے دی ہے

ہیں ماننے والے تو رِفاعی کے ہزاروں
سرکار کو پہچاننے والوں کی کمی ہے

دربارِ رِفاعی کا گدائے ازلی ہوں
اخترؔ یوں فرشتوں میں میری بات چلی ہے

قصیدہ بحضور غوث الرِّفاعی رضؓ

ازجناب اختر بڑودوی

میرا جہانِ تمنّا درِ رِفاعی ہے
یہیں سے دولتِ کونین ہاتھ آئی ہے

نصیبِ دل کو متاعِ غمِ رِفاعی ہے
تمام عمر کی اے دوست یہ کمائی ہے

کمالِ خاک نشینی ہے یہ رِفاعی کا
قدم ہے فرش پہ اور عرش تک رسائی ہے

ہیں دَر تو اور بھی پاکیزہ اور باعظمت
درِ رِفاعی مگر پھر درِ رِفاعی ہے

میری رَسائی رِفاعی حضور تک ہے مگر
میرے حضور کی اللہ تک رَسائی ہے

تمام حَسنی حُسینی ملیں گے پھول یہاں
علی کے گھر کی بہار اس چمن میں آئی ہے

ہے پیر کعبہ تو قدموں میں پیر کے حج ہے
یہ بات مَردِ قلندر سے میں نے پائی ہے

جہاں کے شاہوں سے آنکھیں ملا رہا ہے فقیر
گدائے غوث کے دَر کی عجب گدائی ہے

خود اپنے حال پہ ہم شرمسار ہیں اختر
نہ بندگی کا سلیقہ نہ پارسائی ہے

قصیدہ بحضور غوث الرفاعیؓ

ازجناب ضیاءؔ انصاری صاحب

ہیں نورِ کبریا، سردارِ انبیاء　　اس نور کی اَدا، سُلطانِ اولیاء
سرکار کے سفیر، یا احمد الکبیر

ہاتھوں میں اِک کتاب، اسرارِ بے حجاب　　ایمان ہی صواب، باقی ہیں سب سَراب
تنویر کے بصیر، یا احمد الکبیر

ہو تاج جس جگہ، اک کاسۂ گدا　　اس دَر کے زیرِ پا، سُلطان کی رِدا
حکام کے سریر، یا احمد الکبیر

دستِ دُعا دَراز، ہم پر کُھلا یہ راز　　ہو آپ پر جو ناز، دنیا سے بے نیاز
ہو جائے وہ فقیر، یا احمد الکبیر

فیض آپ کا ہے عَام، آلِ نبی سَلام　　بس اِک نظر کے دام، ہم آپکے غلام
دل آپ کے اسیر، یا احمد الکبیر

قصیدہ بحضور غوث الرفاعیؓ

ازجناب انور بڑودوی

بصرہ کی سرزمیں پر احمد کبیرؒ تم ہو — کُل اولیاء کے افسر احمد کبیرؒ تم ہو

سارے جہاں کو آقا مہکا دیا تم ہی نے — خوشبو کی طرح گھر گھر احمد کبیرؒ تم ہو

ہم بے نوا کے والی، ہم بے کسوں کے آقا — ہم بے کسوں کے سَرور احمد کبیرؒ تم ہو

تم بانیٔ رِفاعی سردارِ اولیا ہو — سجّادہ مقرر احمد کبیرؒ تم ہو

دستِ محمدیؐ کا بوسہ تمہیں مِلا ہے — کیا نازشِ پیمبر احمد کبیرؒ تم ہو

پھر کیوں نہ مشکلوں میں مشکل کُشائی کرتے — جب نسلِ پاکِ حیدرؓ احمد کبیرؒ تم ہو

ممکن نہیں جہاں میں بھٹکائے اسکو شیطاں — جس کارواں کے رہبر احمد کبیرؒ تم ہو

اللہ کے حکم سے خرقہ مِلا خضرؑ سے — اللہ کے وہ دِلبر احمد کبیرؒ تم ہو

انورؔ کے دل کو تم نے کیا جگمگا دیا ہے — کیا روشنی کے پیکر احمد کبیرؒ تم ہو

سلام بحضور سُلطانُ الاولیاء

از سید زاہد رفاعی

اُمِّ عُبیدہ والے میرا سلام لیجیۓ
ماہ عرب کے ہالے میرا سلام لیجیۓ

سرکارِ غوثِ اعظم یا شاہِ قطبِ عالم
بگڑی بنانے والے میرا سلام لیجیۓ

احمد کبیرؒ ہو تم، روشن ضمیر ہو تم
بے مثل شان والے میرا سلام لیجیۓ

ڈوبوں کا آسرا ہو کشتی کے ناخدا ہو
ڈوبی ترانے والے میرا سلام لیجیۓ

مایوس غمزدوں کی، ٹوٹے ہوئے دلوں کی
فریاد سُننے والے میرا سلام لیجیۓ

کس گھر میں تجھ کو ڈھونڈوں کس جا پہ تجھ کو پاؤں
گھر دِل میں کرنے والے میرا سلام لیجیۓ

اے دستگیرِ عالم، فرقت میں تیرے ہر دم
کرتا ہوں آہ و نالے میرا سلام لیجیۓ

ہے غیر اب تو حالت بڑھتی چلی ہے وحشت
دل کے ہیں اور چھالے میرا سلام لیجیۓ

لے کر سلام آیا، زاھد غلام آیا
اے آن بان والے میرا سلام لیجیۓ